سنی وشیعہ مناظرہ

اہل سنت مناظر: علی حیدر (عبد السلام)

اہل تشیع مناظر: سید الحسینی (سید معز)

باغ فدک (خاص ملکیت، ہبہ فدک کا دعوی اور راوی فضیل بن مرزوق کا تشیع)

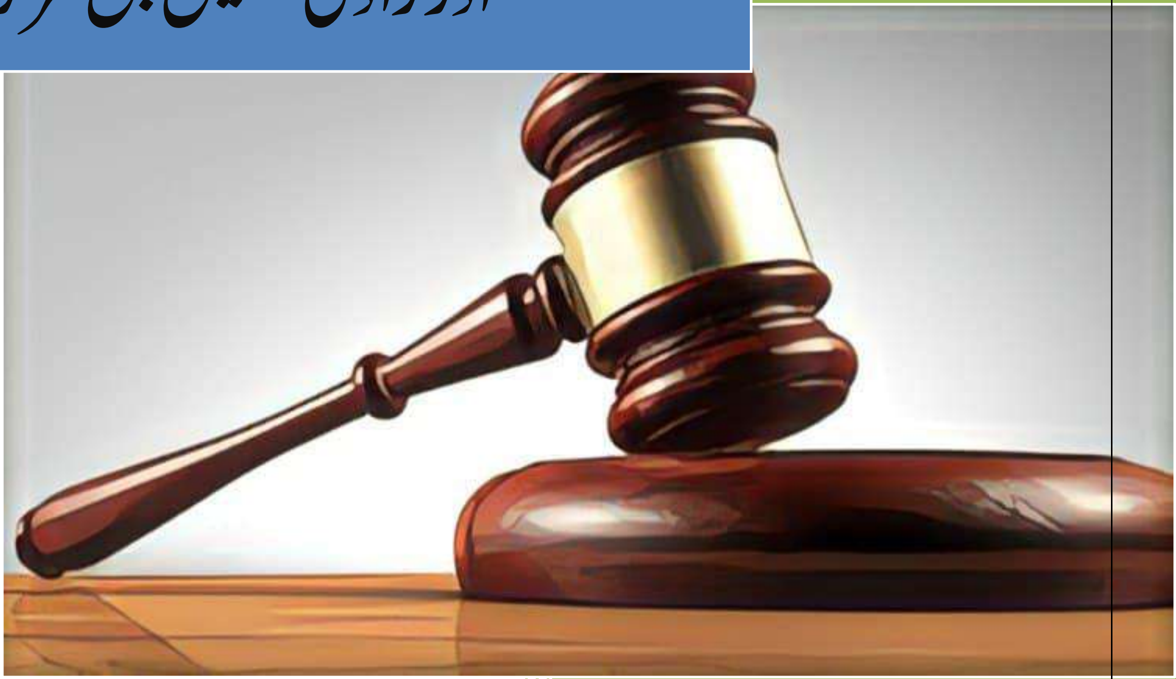

Darul Tehqeeq wa Difa-e-Sahaba
دار التحقیق و دفاع صحابہ
www.sunnilibrary.com

تحریر وترمیم ممتاز قریشی

سنی لائبریری ڈاٹ کام

سنی وشیعہ مناظرہ

فہرست

شرائط مناظرہ	9
دلیل: فدک ہبہ ہوا تھا (مسند ابویعلیٰ)	11
دلیل: فدک ذاتی ملکیت نہیں تھا۔ (فیض الباری، وفا الوفا، تفسیر صافی)	16
فدک بعد از نبی قائم مقام کا ہے۔ (شیعہ مناظر کا اقرار)	26
فدک کے ہبہ کا دعوی ایک افسانہ (شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ)	28
اجتہاد کب جائز ہے؟(دارالعلوم دیوبند فتوی)	35
شیعہ مناظر کی طرف سے مقسات کی توہین (شرائط کی خلاف ورزی)	37
ہبہ فدک پر شیعہ کی صحیح روایت (تفسیر القمی)	43
فدک کی آمدنی دور خلفاء میں	50
راوی فضیل بن مرزوق شدید شیعہ تھا۔ (تہذیب التہذیب، معجم الرجال الحدیث)	54
شیعہ راوی کی اپنے مذہب کی تائید میں روایت مردود (سنی و شیعہ کتب)	56
راوی فضیل بن مرزوق کی توثیق	64
فدک بطور متولی حضرت علی کے قبضے میں رہا۔ (صحیح بخاری)	82
فضیل بن مرزوق پر مفسر جرح	83
جرح و تعدیل میں تعارض اور حل	86
امام ابوحنیفہ نے حضرت جعفر صادق سے علم حاصل کیا۔	89
راوی فضیل بن مرزوق (توثیق اور جرح کی روشنی میں	115
منکر الحدیث جرح مفسر ہے کہ نہیں؟	118
تساہل ابن حبان رحمتہ اللہ علیہ	119
امام ابوحنیفہ پر امام مسلم کی جرح	129
شیعہ مناظر کا فائنل تبصرہ	142
سنی مناظر کا فائنل تبصرہ	149

سُنی وشیعہ مناظرہ

باغ فدک (مال فئے) نبی کی ذاتی ملکیت تھا یا نہیں؟

اہلسنت مناظر: علی حیدر

اہل تشیع مناظر: سید الحسینی (سید معیز)

تاریخ: 1، 2 مئی 2021 (واٹس آپ گروپ شیعہ سُنی بحث مباحثہ)

ابتدائی گفتگو:

سُنی مناظر: سب سے پہلے فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص ملکیت ثابت کریں اس کے بعد ہبہ پر بات ہو گی۔ جب باغ فدک نبی کی ذاتی ملکیت ثابت ہو گا تو پھر نبی کی طرف سے سیدہ فاطمہ کو ہبہ کرنا بھی ثابت ہو سکتا ہے ورنہ دعویٰ ہی باطل ہے۔ باغ فدک کو سیدہ فاطمہ کا حق ثابت کرنے کے لئے پہلے ذاتی ملکیت ثابت کرنا ہو گا اس کے بعد ہبہ اور میراث کی باری آتی ہے۔سیدہ فاطمہ کی ناراضگی پر بھی گفتگو ہو گی کہ آپ ناراض کس بات پر ہوئیں حدیث رسول ص پر یا ذات صدیق پر؟

شیعہ مناظر: ملکیت سے مراد کیا لیتے ہیں؟بقول آپ کے فدک رسول ﷺ کا تھا ہی نہیں؟اس کی وضاحت کر دیں۔

سُنی مناظر : ایک ملکیت پر قبضہ دو طرح سے ہوتا ہے۔

1۔ بطور سنبھالنا، متولی ہونا۔

2۔ ملکیت خاص یعنی ذاتی ملکیت۔

آپ کیا ثابت کرو گے؟

شیعہ مناظر: فدک سیدہ فاطمہ کا حق تھا، اسے گفتگو میں ثابت کروں گا۔ سیدہ فاطمہ ذات صدیق پر ناراض ہوئیں کیونکہ ان کا حدیث کہنا خود شہزدی س کی توہین ہے کہ معاذ اللہ وہ اپنے بابا ع کی حدیث سن کر ناراض ہوئیں۔بیشک باغ فدک رسول ﷺ کا خاصہ تھا، نبی کی مرضی تھی جو چاہیں کریں، مکمل اختیار رکھتے تھے۔

سُنی مناظر: میں ابھی **فدک کے حق** ہونے پر گفتگو نہیں کر رہا اور نہ آپ سے اس کے متعلق سوال پوچھا ہے، میں صرف یہ جاننا چاہ رہا ہوں کہ

1۔ فدک نبی کی ذاتی ملکیت تھا یا نبی سنبھالنے کی حیثیت سے تھا۔

2۔ کیا سیدنا صدیق اکبر نے کوئی ذاتی بات کی تھی یا حدیث رسول ﷺ سنائی تھی؟

3۔ دوسری بات وہ حدیث جو سیدنا صدیق اکبر رض نے بیان کی وہ سچی تھی یا جھوٹی؟

شیعہ مناظر: فدک رسول ﷺ کا خاصہ تھا! لگتا ہے الفاظ کے معنی بھی آپ کو پڑھانے پڑیں گے۔

سُنی مناظر: دوبارہ پوچھ رہا ہوں پورا جواب دیں؟ فدک ذاتی ملکیت یا بطور سنبھالنے کہ نبی کے پاس تھا۔

شیعہ مناظر: نبی جو مرضی کریں، مکمل اختیار ہے۔ یہ پشتو ہے فارسی ہے یا کیا ہے؟

سُنی مناظر: مطلب ذاتی ملکیت تھا؟

شیعہ مناظر: سنبھالنا خاصہ کے معنی میں کیسے آتا ہے یہ تو بتائیں؟

سُنی مناظر: وہ میں ثابت کروں گا بے فکر ہو جائیں۔

شیعہ مناظر: باغ فدک رسول ﷺ کا خاصہ تھا جو مرضی کریں اس پر مکمل اختیار رکھتے تھے۔

سُنی مناظر: میں بار بار ذاتی ملکیت کہ بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ کیا آپ کو بات سمجھ نہیں آرہی؟

شیعہ مناظر: بھائی جب ایک بندہ مالک نہیں اُسکا تو اُسپر اختیار کیسے رکھ سکتا ہے؟ آپ کی عقل کام کرتی ہے یا نہیں؟

سُنی مناظر: گھما پھرا کر بات کرنے کہ عادی ہو؟ دوٹوک کہہ دیں کہ فدک نبی کی ذاتی ملکیت تھی۔ آپ صاف صاف کہہ دیں کہ نبی کی ذاتی ملکیت تھی اور میں ثابت کروں گا۔

شیعہ مناظر: گھمانا پھرانا تمہارا کام ہے۔ فدک رسول ﷺ کو اللہ نے عطا کیا تھا اُن کا خاصہ تھا۔ اب نبی جو مرضی کریں۔

سُنی مناظر: میں سیدھا اور سادہ سوال کر رہا ہوں۔ باغ فدک کا سب سے پہلے ذاتی ملکیت ہونا ضروری ہے پھر ہی ہبہ دیا جا سکتا ہے، اگر ایک چیز ملکیت ہی نہیں تو ہبہ کا دعویٰ ہی باطل ہو جاتا ہے، آپ کہو کہ فدک نبی کی ذاتی ملکیت تھی اور وہ میں ثابت کروں گا۔ کیا میرا یہ مطالبہ غلط ہے؟

شیعہ مناظر: اچھا بھائی ملکیت تھا، آگے چلو، لیکن یہ یاد رہے فدک مال فئے تھا۔

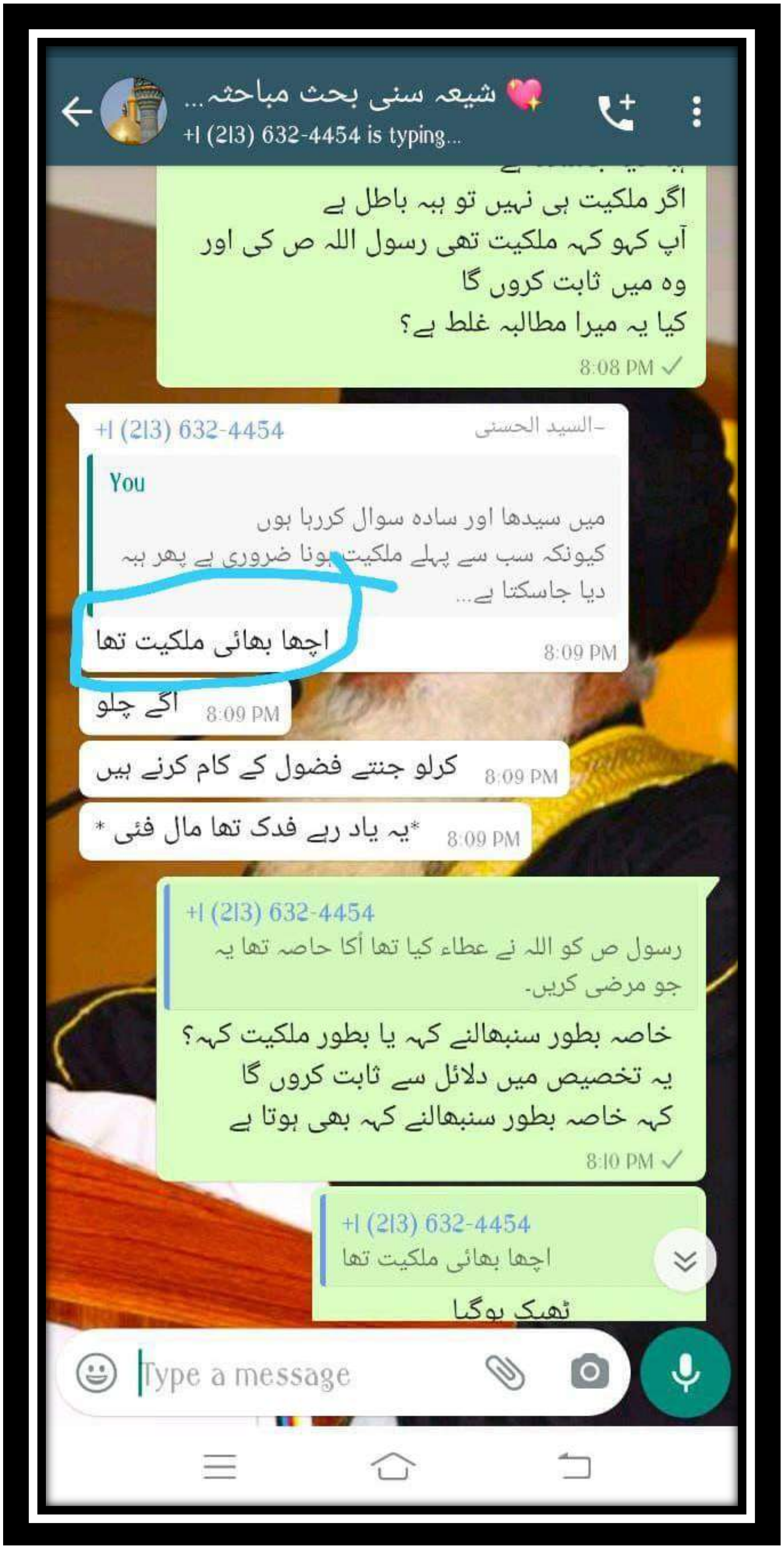
شیعہ سنی بحث مباحثہ...
+1 (213) 632-4454 is typing...
اگر ملکیت ہی نہیں تو ہبہ باطل ہے
آپ کہو کہ ملکیت تھی رسول اللہ ص کی اور
وہ میں ثابت کروں گا
کیا یہ میرا مطالبہ غلط ہے؟
8:08 PM
+1 (213) 632-4454
~السید الحسنی
You
میں سیدھا اور سادہ سوال کررہا ہوں
کیونکہ سب سے پہلے ملکیت ہونا ضروری ہے پھر ہبہ
دیا جاسکتا ہے...
اچھا بھائی ملکیت تھا
8:09 PM
اگے چلو
8:09 PM
کرلو جتنے فضول کے کام کرنے ہیں
8:09 PM
*یہ یاد رہے فدک تھا مال فئی *
8:09 PM
+1 (213) 632-4454
رسول ص کو اللہ نے عطاء کیا تھا أکا خاصہ تھا یہ
جو مرضی کریں۔
خاصہ بطور سنبھالنے کہہ یا بطور ملکیت کہہ؟
یہ تخصیص میں دلائل سے ثابت کروں گا
کہہ خاصہ بطور سنبھالنے کہہ بھی ہوتا ہے
8:10 PM
+1 (213) 632-4454
اچھا بھائی ملکیت تھا
ٹھیک ہوگیا
Type a message

سُنی مناظر: لفظ خاصہ کی بھی وضاحت کریں۔اس سے کیا مراد ہے۔بطور سنبھالنے کہ یابطور ذاتی ملکیت؟کیونکہ میں دلائل سے ثابت کروں گا کہ خاصہ بطور سنبھالنے کہ بھی استعمال ہوتا ہے۔

چلیں گفتگو شروع کریں۔فدک کے ذاتی ملکیت ہونے پر دعوی پیش کریں۔

شیعہ مناظر: میں فدک کا ہبہ ہونا ثابت کروں گا،کیونکہ فدک رسول ﷺ کی ملکیت تھا تو سیدہ فاطمہ کو ہبہ کیا۔کسی اور کی چیز نبی کیسے ہبہ کر سکتے ہیں؟

سُنی مناظر: صرف آپ کے کہنے سے فدک ذاتی ملکیت ثابت ہو گئی؟

شیعہ مناظر: فدک رسول ﷺ کی ملکیت تھا تو ہبہ کیا۔نبی کسی اور کی چیز ہبہ کیسے کر سکتے ہیں؟اس لئے فدک کا ہبہ ہونا ثابت ہو گیا تو اس سے فدک کا ذاتی ملکیت ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔

مثال: میرے پاس کزن کا iphone 8 ہو،کیا میں آپ کو دے سکتا ہوں؟جب تک چیز میری نہیں ہو گی،میں کسی اور کو کیسے دوں گا؟اس لئے فدک کا ہبہ کرنا ہی نبی کی ذاتی ملکیت کی واضح دلیل ہے۔

سُنی مناظر: کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ نے یہ فون کہاں سے لیا ہے تو آپ کہو گے مجھے کزن نے دیا ہے اور یہ دلیل ہے میرے پاس اب یہ میری ملکیت ہے۔اگر وہ فون ہی آپ کے کزن کا نہ ہو تو؟

آپ کو پہلے دلیل دینی ہو گی کہ فون واقعی کزن کا ہی ہے،اس کے بعد کزن آپ کو دے تو یہ اس کا اختیار ہے۔اگر بالفرض وہ فون کزن کا تھا ہی نہیں تو لوگ آپ پر ہنسیں گے کہ فون تو کزن کا تھا ہی نہیں پھر آپ کو کیسے دے سکتا ہے۔

شیعہ مناظر: میرے عزیز،جب ایک چیز میری ملکیت ہی نہیں تو میں آگے کیسے دوں گا؟؟؟؟میں پاگل ہوں کسی کی چیز کسی کو دے دوں؟اسی طرح رسول ص کے بارے میں گمان کرنا کہ کسی اور کی چیز جو ملکیت نہیں تھی کسی اور کو دے دی یہ محض جہالت ہے۔

سُنی مناظر: یہی تو سمجھا رہا ہوں ایک چیز رسول اللہ ص کی ملکیت ہی نہیں تو وہ سیدہ فاطمہ رض کو کیسے دے سکتے ہیں۔

اگر فدک ذاتی ملکیت تھی تب ہو سکتا ہے۔

شیعہ مناظر: میرا پوائنٹ بھی یہی ہے اگر فدک ملکیت نہیں تھا تو ہبہ کیسے کر دیا عزیز؟جب ہبہ ثابت ہو گیا تو ملکیت تو خود بخود ثابت ہو جائے گی۔

سُنی مناظر: مطلب کسی چیز کا ہبہ پہلے ہوتا ہے ملکیت سے؟

شیعہ مناظر: ایک چیز کا ہبہ ہونا اسی پر دلالت کرتا ہے کہ وہ چیز ملکیت میں تھی۔

سُنی مناظر: ہماری گفتگو کہ تین جز ہیں۔

1۔ فدک خالص رسول اللہ ﷺ کی ملکیت تھی۔

2۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رض کو ہبہ کیا۔

3۔ رسول اللہ ﷺ کہ بعد حضرت ابو بکر صدیق نے فدک کو ضبط کر لیا جس پر سیدہ فاطمہ ان سے ناراض ہوئیں۔

آپ سب سے پہلے فدک کو نبی کی ذاتی ملکیت ثابت کریں۔ آپ کی یہ پریشانی بھی دور ہو جائے گی، پھر ہم دیکھیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے فدک سیدہ کو دیا یا نہیں دیا۔ آخر میں سیدہ کی ناراضگی پر الگ سے گفتگو ہو گی۔ انشاء اللہ

شیعہ مناظر: کیا ہبہ کرنا ملکیت کی دلیل نہیں ہے؟ ذرا اس پر روشنی ڈالیں نبی کی طرف سے فدک کا ہبہ کرنا اگر ثابت ہو جائے تو ملکیت خود بخود ثابت کیوں نہیں ہوتی؟

سُنی مناظر: ٹھیک ہے آپ کسی بھی طرح فدک کو ذاتی ملکیت ثابت کریں۔

شیعہ مناظر: میں پھر فدک کو ہبہ کے ذریعے نبی کی ملکیت ثابت کرنا پسند کروں گا کیونکہ شہزادی س کو دینا ہی دلیل ہے کہ فدک نبی کی ملکیت تھا۔ آپ ہبہ ہو نا رد کر دیں سب رد ہو جائے گا۔

سُنی مناظر: مطلب یہ ضروری نہیں کہ فدک نبی کی ملکیت تھا یا نہیں بس ہبہ ثابت ہونا ضروری ہے؟

شیعہ مناظر: مجھے ایک بات کا جواب دیں۔ ذات رسول ﷺ کی ہے۔ فدک اگر رسول ﷺ کی ملکیت نہیں تھا بلکہ کسی اور کی چیز تھی تو کسی اور کی چیز رسول ﷺ کیسے ہبہ کر سکتے ہیں؟ اس لئے اگر ہبہ ثابت ہو گیا تو ملکیت بھی ثابت ہو جائے گی۔ آپکا اعتراض باطل ہے بالکل۔ ورنہ معاذ اللہ کسی غیر کی چیز کسی اور کو دے کر رسول ﷺ خیانت نہیں کر سکتے۔ معاذ اللہ

سُنی مناظر: فدک کا نبی کی ذاتی ملکیت کیسے ثابت ہو گا۔ اگر آپ کسی کو چیز دیتے ہو تو سب سے پہلے وہ آپ کی ملکیت میں ہونا شرط ہے یا جس کو دے رہے ہو اس کی ملکیت ہونا ضروری ہے؟

شیعہ مناظر: رسول ﷺ نے فرمایا

"لَا اِیمانَ لِمَنْ لا أ مانۃَ لَہ، وَلَا دِینَ لِمَنْ لَا عَہْدَ لَہ

آپ کی بات درست نہیں، یہاں معاملہ خالص رسول ﷺ کا ہے۔ اس پر آپ کو دلیل دیتا ہوں۔

سُنی مناظر: ملکیت رسول ﷺ پر دلیل دے رہے ہیں؟

شیعہ مناظر: کچھ چیزیں اللہ و رسول ﷺ کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں عام بندے پر اطلاق ہونا لازم نہیں۔

سُنی مناظر: مطلب دوسروں کا مال کسی اور کو دینا رسول اللہ ﷺ کہ لیے خاص تھا نعوذ باللہ؟

شیعہ مناظر: یہ تو آپکی سوچ ہے جس کو میں کب سے غلط کہہ رہا ہوں۔ آپ توہین رسول کر رہے ہیں، جبکہ رسول ﷺ نے فرمایا لَا اِیمانَ لِمَنْ لا أ مانۃَ لَہ، وَلَا دِینَ لِمَنْ لَا عَہْدَ لَہ

سُنی مناظر: سب سے پہلے فدک کو ذاتی ملکیت ثابت کریں تو بات کو آگے لے چلے ؟

شیعہ مناظر: فدک ہبہ ثابت ہونا ہی دلیل ہے رسول ﷺ نے جب شہزادی س کو عطا کیا تو اسی وجہ سے عطا کیا کہ اُن کی ملکیت تھا ورنہ غیر کی چیز دینا تو معاذ اللہ امانت میں خیانت ہے۔

سُنی مناظر: فدک نبی کی ملکیت ہی نہیں تو کیسے دے سکتے ہیں ؟

شیعہ مناظر: یہی سمجھا رہا ہوں اگر ثابت ہو گیا تو واضح ہو جائے گا کہ نبی کی ہی ملکیت تھا۔

سُنی مناظر: ثابت کریں فد کو ذاتی ملکیت۔ بسم اللہ کریں پہلے خاص خاص کا رٹہ لگا رہے تھے وہ ختم ہو گیا؟

شیعہ مناظر: بس پھر وہ کسی غیر کا حق شہزادی س کو ھبہ کیسے کر سکتے ہیں؟؟؟؟؟

سُنی مناظر: ہبہ بعد کا مرحلہ ہے پہلے ملکیت ثابت کریں۔

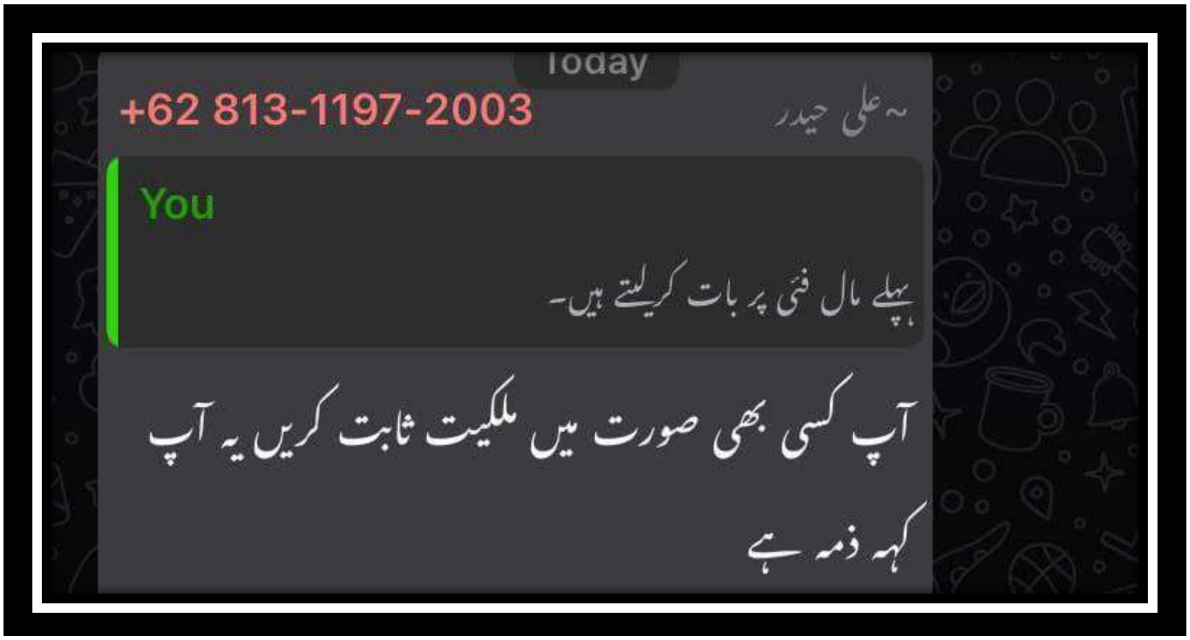

شیعہ مناظر: آپ نے کہا ملکیت کسی بھی طریقے سے ثابت کروں۔ اگر فدک کا ہبہ ثابت ہو گیا تو لازم ہے وہ نبی کی ملکیت تھی اسی وجہ سے ہبہ کیا کیونکہ رسول ﷺ کسی غیر کی چیز کسی اور کو نہیں دے سکتے۔ اگر ہبہ ثابت نہ ہوا تو واضح ہے ملکیت نہیں تھا۔

سُنی مناظر: مجھے معلوم ہے آپ کو کیا تکلیف ہے۔ اس لیے میں نے آپ کو کہا تھا صرف دو تین اسکینز جمع کرنے سے کوئی مناظر نہیں بن جاتا۔

شیعہ مناظر: فدک کو نبی کی ملکیت ہبہ کے ذریعہ ثابت کروں گا۔ خود آپ نے کہا جیسے مرضی ثابت کرو اب فرار ہو رہے ہیں۔

سُنی مناظر: جیسے مرضی لفظ ملکیت ثابت کرو، اب بھی میں قائم ہوں آپ تھوڑی تکلیف کرو۔

شیعہ مناظر: ہبہ کے ذریعہ ملکیت ثابت کروں گا۔

سُنی مناظر: مطلب فدک کو نبی کی ذاتی ملکیت ثابت نہیں کر سکتے؟

شیعہ مناظر: اگر نبی کی طرف سے سیدہ کو باغ فدک ہبہ کرنا ثابت ہو گیا تو ملکیت خود بخود ثابت ہو جائے گا۔ رسول ﷺ صادق و امین ہیں، کسی غیر کا حق کسی اور کو دے ہی نہیں سکتے۔ شہزادی س کو ہبہ کرنا ہی دلیل ہے کہ وہ ملکیت رسول ﷺ تھا۔

سُنی مناظر: ٹھیک ہے جس طرح چاہیں، فدک کا نبی کی ملکیت ہونا ثابت کریں۔

شیعہ مناظر: فدک کا ہبہ کرنا اسکی پختہ دلیل ہے کہ فدک خالص رسول ﷺ کا تھا۔ ہمارا عقیدہ ہے رسول ﷺ صادق و امین ہیں کسی غیر کی چیز شہزادی س کو نہیں دے سکتے۔ کیا آپ کے عقیدہ میں رسول امانت دار نہیں؟ اگر امانت دار ہیں آپکے نزدیک پھر کسی غیر کی چیز اُسکا حق مار کر شہزادی س کو کیسے دے سکتے ہیں؟

شرائط مناظرہ

✍ مناظرہ بعنوان فدک ✍

شرائط مناظرہ منجانب اہل تشیع مناظر

1۔ دعویٰ اور جواب دعویٰ میں مطابقت اور موافقت ہونا ضروری ہے۔

2۔ تمام تر گفتگو موضوع کی مناسبت سے ہو گی اور موضوع گفتگو اہل تشیع مناظر کا دعویٰ ہو گا۔ موضوع سے ہٹ کر بات نہیں کی جائے گی اور اہل سنت مناظر دعویٰ سے ہٹ کر اپنی مرضی کی گفتگو کی فرمائش نہیں کرے گا۔

3۔ مناظرہ میں اہل تشیع مناظر مدعی جبکہ اہل سنت مناظر مدافع ہو گا۔ اہل سنت مناظر اہل تشیع مناظر کی پیش کردہ دلیل پر بحث کرنے کا پابند ہو گا اور کسی صورت اس دلیل سے فرار اختیار نہیں کرے گا۔

4۔ اہل تشیع مناظر دعویٰ پیش کرکے مناظرے کا آغاز کرے گا جس کے جواب میں اہل سنت مناظر جواب دعویٰ پیش کرے گا اس کے بعد دلائل کا سلسلہ شروع ہو گا۔

5۔ فریقین دعویٰ / جواب دعویٰ پر وضاحت صرف اسی صورت طلب کریں گے جب وضاحت ناگزیر ہو گی۔

6۔ گفتگو مسلمات خصم سے ہو گی اور جو اصول و ضوابط اور کتب اہل سنت کے لیے معتبر ہیں ان سے ثابت شدہ بات اہل سنت مناظر قبول کرنے کا پابند ہو گا انکار کی صورت میں ان کتب سے بیزاری اختیار کرے گا اور صاحب کتاب پر لعنت بھیجے گا۔

7۔ اہل سنت مناظر کسی بھی راوی یا متن پر جو اشکال پیش کرے گا اس کو صراحتاً ثابت کرنے کا پابند ہو گا نیز حدیث اور راوی پر حکم واضح کرے گا*

8۔ کسی بھی شے کی تاویل اس وقت تک قبول نہیں ہو گی جب تک اس کی حمایت میں صریح دلیل نہ پیش کی جائے۔

9۔ ایک وقت میں ایک ہی نکتے پر بات ہو گی اور جب تک بات مکمل نہ ہو بات آگے نہیں بڑھے گی۔

10۔ اہل سنت مناظر جب تک رد نہیں کرتا الزامی جواب پیش کرنے کا مجاز نہ ہو گا۔

11۔ اہل سنت مناظر ایسا کوئی حوالہ پیش کرنے کا مجاز نہ ہو گا جس کا تعلق فی الوقت زیر بحث نکتے کے ساتھ نہ ہو۔

12۔ اہل سنت مناظر جواب دعویٰ کے طور پر جس دلیل کو اپنائے گا تمام تر ثبوت و شواہد محض اسی کی موافقت میں پیش کرنے کا پابند ہو گا نیز ایسا کوئی حوالہ قابل قبول نہیں ہو گا جس کا تعلق اہل سنت کے جواب دعویٰ میں پیش کی گئی دلیل سے نہ ہو۔

13۔ ہر مناظر اپنی ٹرن مکمل کرکے ختم یا **END** لکھے گا جس کے بعد دوسرا مناظر اپنی ٹرن شروع کرے گا۔

14۔ مناظرہ تحریری شکل میں کیا جائے گا.

15۔ دونوں مناظر ایک دوسرے کے اصول درائیہ و جرح تعدیل کے پابند ہونگے۔

16۔ مقدسات کی توہین پر شکست ہو گی۔

نوٹ:

تمام تر شرائط پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے گا اور شرائط کی خلاف ورزی کرنے والی کی شکست تسلیم کی جائے گی۔

دعوی اہل تشیع

بسم اللہ

اللھم صلی علی محمد و آل محمد

1: فدک رسول ص نے اپنی حیات طیبہ میں ہی شہزادی(س) کو ہبہ کر دیا تھا جو کہ دلیل ہے کہ فدک رسول ص کی ذاتی ملکیت تھا اسی بنا پر ہبہ کیا۔

2: جب شہزادی س نے مطالبہ کیا تو اُنکو نہ دیا گیا۔

3: شہزادی س ناراض ہو گئیں اور ناراضگی زھرا س ناراضگی محمد مصطفی ص ہے اور جس سے محمد مصطفی ص ناراض ہوں خدا بھی اُس سے راضی نہیں ہوتا۔

سُنی مناظر: پھر وہی روش؟

شیعہ مناظر: جواب دعوی لکھو۔ میری بات سچی ہے تم رد کرو! خود اقرار کیا تمہارے عقیدہ میں رسول ص ایماندار ہیں پھر وہ کسی غیر کا حق ہبہ کیسے کر سکتے ہیں جناب؟؟؟؟ یا کہہ دو سنی عقیدہ میں رسول ص صادق وامین نہیں میں بدل دیتا ہوں ورنہ بات شروع کرو۔ آپ نے خود کہا ہبہ ثابت ہی نہیں۔ جس کا مطلب یہی ہے ملکیت بھی ثابت نہیں۔ میں ہبہ ثابت کروں گا۔ اگر ثابت ہو گیا تو فدک نبی کی ملکیت خود بخود ثابت ہو جائے گا کیونکہ رسول صادق وامین تھے۔

اللہ ج پاک قرآن مجید سورہ اسراء آیت نمبر ۲۶ میں فرماتا ہے۔

"وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ" (سورت الاسراء 26)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول ﷺ شہزادی سلام علیہا کو باغ فدک ہبہ کر دیا۔

مسند ابو یعلی

سند حسن لذاتہ

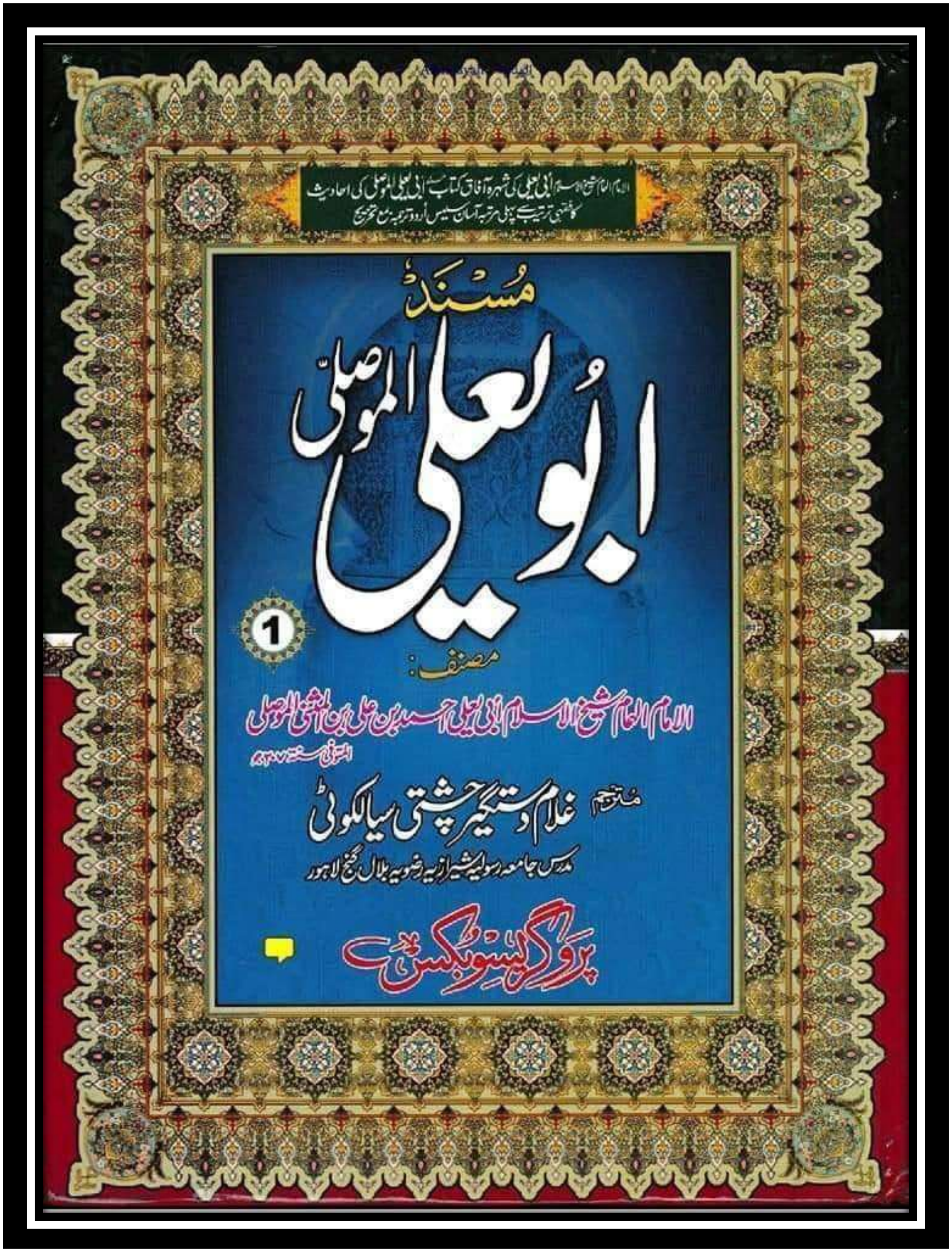
مُسنَد
ابو یعلی الموصلی
1
مصنف:
الامام الحافظ شیخ الاسلام ابی یعلی احمد بن علی بن المثنی الموصلی
مترجم
غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی
مدرس جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ بلال گنج لاہور
پروگریسو بکس

"قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَكَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ يَرَوْنَ أَنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ إِبْرَاهِيمُ، وَلَمْ يَزِدْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ"

اس کو وہ چھوڑ دے گا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے خیال کیا کہ وہ ابراہیم ہوں گے، رسول اللہ ﷺ نے اس پر اضافہ نہیں کیا۔

1403 - حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنِ الْوِصَالِ فِي الصِّيَامِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا لَكَ أَنْتَ تَفْعَلُهُ؟ فَقَالَ: إِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ، إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے لگا تار روزے رکھنے سے منع کیا۔ آپ سے عرض کی گئی: یارسول اللہ! آپ رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں' مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

1404 - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي مَلِيحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا مَضَى أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَلْيُصَلِّ، وَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيبًا مِنْ صَلَاتِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ مِنْ صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ خَيْرًا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لیے جائے پھر اپنے گھر واپس آ جائے وہ گھر میں بھی نماز پڑھے' نماز کا حصہ اپنے گھر کے لیے بھی رکھے بے شک اللہ عزوجل نماز کی برکت سے گھر میں بھلائی ڈالتا ہے۔

1405 - قَرَأْتُ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ الطَّحَّانِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ خُثَيْمٍ، عَنْ فُضَيْلٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ﴾ (الاسراء: 26) دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَأَعْطَاهَا فَدَكَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ قریبی رشتہ داروں کو اس کا حق دو۔ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور ان کو باغ فدک دیا۔

1404- أخرجه مسلم في صلاة المسافرين' باب: استحباب صلاة النافلة في بيته' وجوازها في المسجد . وابن ماجه في الاقامة' باب: ما جاء في التطوع في البيت .

استدلال:

1۔ فدک رسول ﷺ کی ملکیت تھا اسی وجہ سے رسول ﷺ نے جناب زھرا س کو ہبہ کر دیا۔

2۔رسول صادق و امین ہیں اگر فدک کسی غیر کا ہوتا تو کبھی بھی کسی غیر کا حق شہزادی س کو ہبہ نہ کرتے۔

مخالف سے مطالبہ:

1۔ اس روایت کو ضعیف کہہ کر جان چھڑوائے۔

2۔اقرار کرے کے معاذ اللہ رسول ﷺ صادق و امین نہ تھے اُنکی ملکیت نہ تھی ایسے ہی کسی کا حق کھالیا اور اپنی اولاد کو دے دیا (معاذ اللہ)۔

سُنی مناظر: میں پہلے ہی واضح بیان کر چکا ہوں کہ ہماری گفتگو کہ تین جز ہیں۔

1۔فدک خالص رسول اللہ ص کی ملکیت تھی۔

2۔ رسول اللہ ص نے سیدہ فاطمہ رض کو ہبہ کیا۔

3۔رسول اللہ ص کہ بعد حضرت ابو بکر صدیق نے ضبط کر لیا جس پر سیدہ فاطمہ ان سے ناراض ہوئیں۔

قارئین شیعہ مناظر کی چالاکی اور چال بازی ملاحظہ فرمائیں۔ ہمارا نکتہ اوّل فدک کے ملکیت رسول ﷺ ہونے پر تھا۔اور شیعہ مناظر کو ثابت کرنا تھا کہ فدک خالص رسول اللہ ﷺ کی ملکیت تھا، اپنے دعوی میں ہبہ ہونے پر دلیل دینے سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اہل تشیع کے پاس فدک کے ذاتی ملکیت ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، پہلے نکتے پر شیعہ مناظر ناکام ہو گیا ہے۔ الحمدللہ۔

اگر شیعہ مناظر نکتہ اول سے واقعی ہاتھ اٹھاتا ہے تو پھر ہم نکتہ دوم یعنی فدک کے ہبہ ہونے پر بات شروع کریں گے۔

شیعہ مناظر: جی قارئین انھوں نے اول تو میرے **استدلال** اور **مطالبے** کو ہاتھ ہی نہیں لگایا۔ یہ اصل میں چاہتے تھے مجھ پھنسا سکیں اور بات کو سورہ حشر پر موڑ دیں۔ لیکن آپکے بھائی نے اُلٹا انکو پھنسا دیا ہے۔ ناظرین ملکیت رسول ﷺ ہونے پر ہمارا استدلال واضح ہے۔

استدلال:

1۔ فدک رسول ص کی ملکیت تھا اسی وجہ سے رسول ص نے جناب زھرا س کو ہبہ کر دیا۔

2۔ رسول صادق و امین ہیں اگر فدک کسی غیر کا ہوتا تو کبھی بھی کسی غیر کا حق شہزادی س کو ہبہ نہ کرتے۔

مطالبہ:

1۔ اہلسنت مناظر کہہ دے معاذ اللہ رسول ﷺ صادق و امین نہ تھے کسی غیر کا حق بیٹی کو دے دیا۔

2۔اس حدیث کا ہی انکار کر دے۔

اسکے علاوہ تیسرا کوئی آپشن نہیں۔ مزید اہلسنت مناظر نے شرائط کی خلاف ورزی کی ہے میرے حوالہ جات سے فرار ہو گیا جواب تک نہ دیا۔

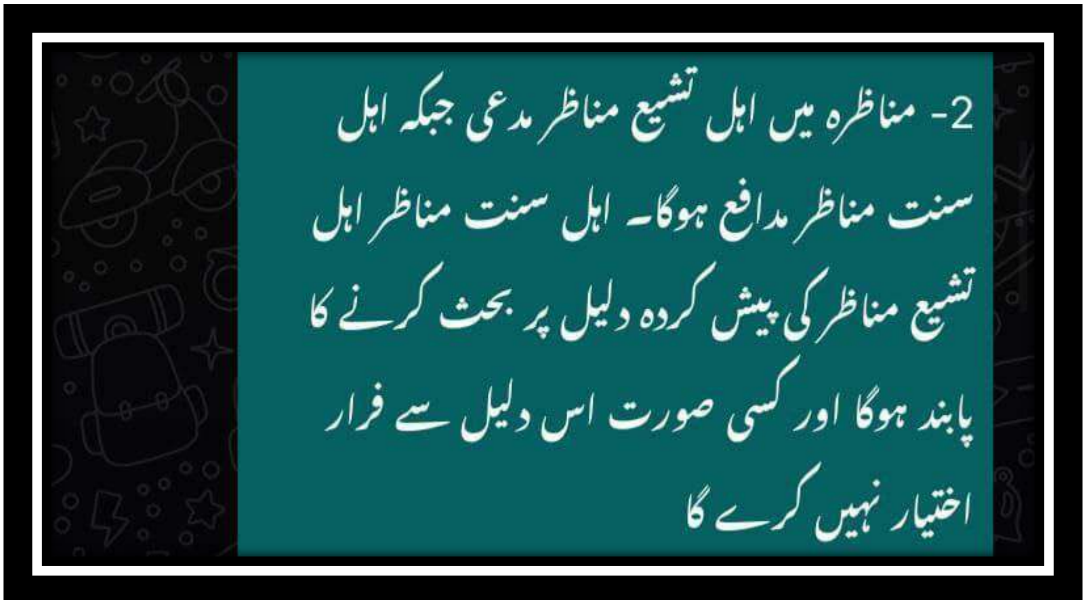

جبکہ انہوں نے کلام تک نہ کیا جس سے فدک کا ہبہ ثابت ہے الحمدللہ

سُنی مناظر: آپ کا استدلال پہلے سے طئے شدہ نکتہ اوّل کے بلکل ہی خلاف ہے۔اس لیے اس کو ہاتھ لگانے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور میں سورت الحشر کے طرف جاکر آپ کو نہیں پھنسارہا، آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ آپ کو فدک کا نبی کی ملکیت میں ہونا ثابت کرنا ہے کہ یہ کونسی ملکیت تھی اور کہاں سے ملی تھی؟ اگر آپ ملکیت ثابت کرتے ہیں مسئلہ ہی ختم ہو جائے گا کیونکہ باغ فدک کا ملکیت رسول ﷺ میں ہونا ثابت ہونے سے سیدہ فاطمہ کا حق بھی ثابت ہو جائے گا۔

شرائط کی خلاف ورزی کا الزام: درحقیقت شرائط کی خلاف ورزی آپ نے کی ہے۔ یہ شرط تھی کہ دعویٰ اور دلیل میں مناسبت اور موافقت ہونا ضروری ہے مگر کوئی موافقت نہیں سب دیکھ رہے ہیں، چلیں اب میں نکتہ اوّل کو ثابت کرتا ہوں کہ فدک ذاتی ملکیت رسول ﷺ نہیں تھا بلکہ فدک مال فئے تھا، جو بطور سنبھالنے کہ رسول اللہ ﷺ کو عطا کیا گیا تھا۔

وفاء الوفا

بأخبار دار المصطفى

تأليف

نور الدين علي بن أحمد السمهودي

المتوفى في عام ٩١١ من الهجرة

حققه، وفصله، وعلق حواشيه

محمد محيي الدين عبد الحميد

عفا الله تعالى عنه

الجزء الثالث

دار الكتب العلمية

بيروت — لبنان

— ٩٩٦ —

وفى رواية له أن فاطمة والعباس أتيا أبا بكر، وذكره مختصرا كما فى رواية الصحيح أيضاً، وقال فيه: فهجرته فاطمة فلم تكلمه فى ذلك المال حتى ماتت، وكذا نقل الترمذى عن بعض مشايخه أن معنى قول فاطمة لأبى بكر وعمر «لا أكلمكما» أى فى هذا الميراث، ولا يرده قوله «فهجرته» إذ ليس المراد الهجر الحرام، بل تركها للقائه، والمدة قصيرة، وقد اشتغلت فيها بحزنها ثم بمرضها، ويؤيد ذلك ما رواه البيهقى بإسناد صحيح إلى الشعبى مرسَلاً أن أبا بكر عادَ فاطمة فقال لها على: هذا أبو بكر يستأذن عليك، قالت: أتحبُّ أن آذن له؟ قال: نعم، فأذِنَتْ له، فدخل عليها فرضّاها حتى رضيت عليه.

أما سبب غضبها مع احتجاج أبى بكر بما سبق فلاعتقادها تأويله، قال الحافظ ابن حجر: كأنها اعتقَدَتْ تخصيصَ العموم فى قوله «لا نورَثُ» ورأت أن المنافع [لكل] ما خلفه من أرض وعَقَار لا يمنع أن يورث، وتمسك أبو بكر بالعموم، فلما صمم على ذلك انقطعت عنه.

قلت: بقى لذلك تتمة، وهى أنها فهمت من قوله «ما تركنا صدقة» الوقف ورأت أن حق النظر على الوقف وقبض ثمانه والتصرف فيه يورَثُ، ولهذا طالبت بنصيبها من صدقته بالمدينة، فكانت ترى أن الحق فى الاستيلاء عليها لها وللعباس رضى الله تعالى عنهما، وكان العباسُ وعلى رضى الله تعالى عنهما يعتقدَانِ ما ذهبت إليه، وأبو بكر يرى الأمر فى ذلك إنما هو للإمام، والدليل على ذلك أن عليا والعباس جاءا إلى عمر يطلبان منه ما طلبت فاطمة من أبى بكر، مع اعترافهما له بأنّ النبى صلى الله عليه وسلم قال «لا نورَثُ، ما تركنا صدقة» لما فى الصحيح من قصة دخولهما على عمر يختصمان فيما أفاء الله على رسوله صلى الله عليه وسلم من مال بنى النضير، وقد دفع إليهما ذلك ليعملا فيه بما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعمل به وأبو بكر بعده، وذلك بحضور عثمان وعبد الرحمن بن عوف وسعد والزبير، قال فى الصحيح: فقال الرَّهْطُ عثمان وأصحابه: يا أمير المؤمنين

وھی انها فهمت من قوله ماتركنا صدقة *الوقف* ورأت ان حق النظرعلی الوقف۔

ترجمہ: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا نے ان کے قول ماترکنا صدقة سے وقف سمجھا۔

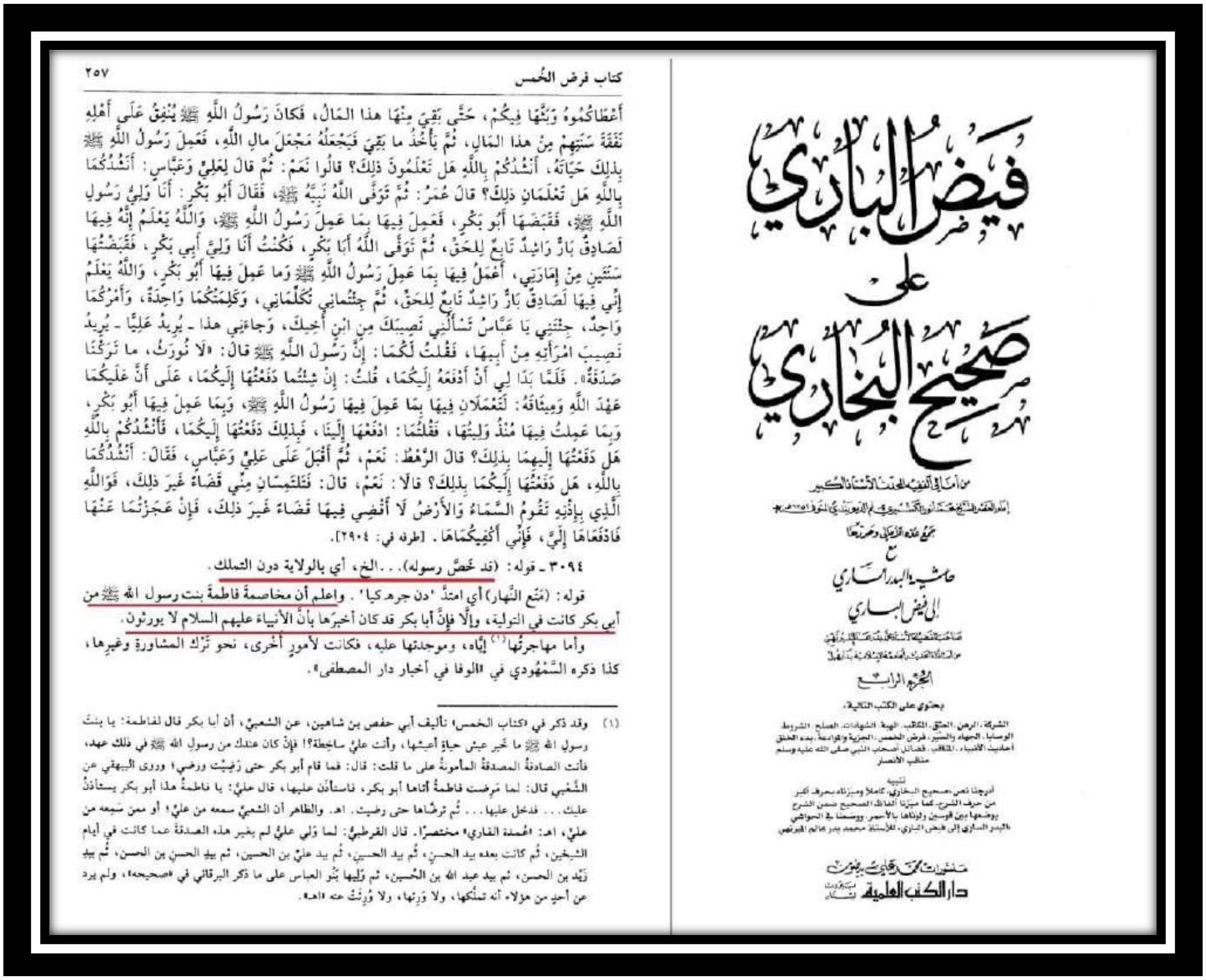

أَعْطَاكُمُوهُ وَبَثَّهَا فِيكُمْ، حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هذا المَالُ، فَكانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هذا المَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ ما بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مالِ اللَّهِ، فَعَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذلِكَ حَيَاتَهُ، أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَل تَعْلَمُونَ ذلِكَ؟ قالُوا نَعَمْ: ثُمَّ قالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَل تَعْلَمَانِ ذلِكَ؟ قالَ عُمَرُ: ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ، فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلحَقِّ، ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ، فَكُنْتُ أَنَا وَلِيَّ أَبِي بَكْرٍ، فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي، أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَما عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلحَقِّ، ثُمَّ جِئْتُمانِي تُكَلِّمَانِي، وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ، وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ، جِئْتَنِي يَا عَبَّاسُ تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ، وَجاءَنِي هذا - يُرِيدُ عَلِيًّا - يُرِيدُ نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقُلْتُ لَكُمَا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قالَ: «لَا نُورَثُ، ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ». فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا، قُلْتُ: إِنْ شِئْتُما دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا، عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللَّهِ وَمِيثَاقَهُ: لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ، وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا، فَقُلْتُمَا: ادْفَعْهَا إِلَيْنَا، فَبِذلِكَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا، فَأَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَل دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذلِكَ؟ قالَ الرَّهْطُ: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ، هَل دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذلِكَ؟ قالَا: نَعَمْ، قالَ: فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذلِكَ، فَوَاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذلِكَ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ، فَإِنِّي أَكْفِيكُمَاهَا. [طرفه في: ٢٩٠٤].

٣٠٩٤ - قوله: (قد خصَّ رسوله)... الخ، أي بالولاية دون التملك.

قوله: (متع النَّهار) أي امتدَّ "دن جرهـ كيا". واعلم أن مخاصمة فاطمةَ بنت رسول الله ﷺ من أبي بكر كانت في التولية، وإلَّا فإنَّ أبا بكر قد كان أخبرَها بأنَّ الأنبياء عليهم السلام لا يورثون.

وأما مهاجرتُها[1] إيَّاه، وموجدتها عليه، فكانت لأمورٍ أخرى، نحو تَرْك المشاورة وغيرِها، كذا ذكره السَّمْهُودي في «الوفا في أخبار دار المصطفى».

(١) وقد ذكر في «كتاب الخمس» تأليف أبي حفص بن شاهين، عن الشعبيّ، أن أبا بكر قال لفاطمة: يا بنتَ رسولِ الله ﷺ ما خير عيش حياةٍ أعيشها، وأنت عليَّ ساخطة؟! فإنْ كان عندك من رسولِ الله ﷺ في ذلك عهد، فأنت الصادقةُ المصدقةُ المأمونةُ على ما قلت: قال: فما قام أبو بكر حتى رَضِيَتْ ورضي؛ وروى البيهقي عن الشَّعبي قال: لما مَرِضت فاطمةُ أتاها أبو بكر، فاستأذن عليها، قال عليٌّ: يا فاطمةُ هذا أبو بكر يستأذنُ عليك... فدخل عليها... ثُم ترضَّاها حتى رضيت. اهـ. والظاهر أن الشعبيَّ سمعه من عليٍّ؛ أو ممن سمعه من عليٍّ، اهـ: «عمدة القاري» مختصرًا. قال القرطبيُّ: لما وَلِي عليٌّ لم يغير هذه الصدقةَ عما كانت في أيام الشيخين، ثُم كانت بعده بيد الحسنِ، ثُم بيد الحسينِ، ثُم بيد عليِّ بن الحسين، ثم بيدِ الحسنِ بن الحسن، ثُم بيد زَيْد بن الحسن، ثم بيد عبد الله بن الحُسين، ثم وَلِيها بَنُو العباس على ما ذكر البرقاني في «صحيحه»، ولم يرد عن أحدٍ من هؤلاء أنه تملَّكها، ولا وَرِثها، ولا وُرِثَتْ عنه «اهـ».

فيض الباري على صحيح البخاري

من أمالي الفقيه المحدث الأستاذ الكبير

جمع علمه الأزهري وحررها

مع

حاشية البدر الساري إلى فيض الباري

الجزء الرابع

يحتوي على الكتب التالية:

الشركة، الرهن، العتق، المكاتب، الهبة، الشهادات، الصلح، الشروط، الوصايا، الجهاد والسير، فرض الخمس، الجزية والموادعة، بدء الخلق، أحاديث الأنبياء، المناقب، فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، مناقب الأنصار

تنبيه

أدرجنا نص «صحيح البخاري» كاملاً وميزناه بحرف أكبر من حرف الشرح، كما ميزنا ألفاظ الصحيح ضمن الشرح بوضعها بين قوسين ولوناها بالأحمر، ووضعنا في الحواشي «البدر الساري إلى فيض الباري» للأستاذ محمد بدر عالم الميرتهي

منشورات محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية بيروت - لبنان

قد خص رسول ص الخ ای بولایۃ دون تملک۔

ترجمہ۔یعنی رسول اللہ ص نے اس کو خاص کیا تھا بطور سنبھالنے کہ نہ کہ بحیثیت ملکیت کے

الزامی حوالہ

تفسير الصافي

2773

و عنه عليه السلام: نحن قوم فرض الله طاعتنا
لنا الأنفال و لنا صفو (1) المال.

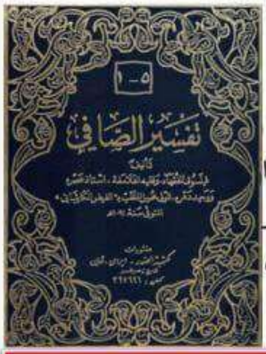

2774

و العيّاشيّ عن الباقر عليه
قيل و مَا الأنفال قال منها ا
أرض لا ربّ لها و كل أرض
قال ما كانَ للملوك فهو من

2775

و في الجوامع عن الصادق عليه السلام:

اَلْأَنْفٰالِ

كل ما أخذ من دار الحرب بغير قتال و كل أرض
انجلى أهلها عنها بغير قتال و سماها الفقهاء
فيئاً و الأرضون الموات و الآجام و بطون الأوديه و
قطايع الملوك و ميراث من لا وارث له و هي لله و
للرسول و لمن قام مقامه بعده.

2379

فدک مال فئے میں سے تھا۔مال فئے یعنی جو بغیر جنگ کئے مال حاصل ہوا ہو۔امام صادق رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے یہ روایت۔ "وهي لله ورسوله ولمن قام مقامه بعده" یعنی مال فئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے لیے ہے جو ان کا قائم مقام ہو۔

استدلال: ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ باغ فدک ذاتی ملکیت رسول ﷺ نہیں تھا۔

شیعہ مناظر: میرے عزیز۔ میرا استدلال بالکل واضح ہے، دعوی اور دلائل کا آپس میں ربط ہے۔

استدلال:

1۔ فدک رسول ﷺ کی ملکیت تھا، اسی وجہ سے رسول ص نے جناب زھرا س کو ہبہ کر دیا۔

2۔ رسول صادق و امین ہیں اگر فدک کسی غیر کا ہوتا تو کبھی بھی کسی غیر کا حق شہزادی س کو ہبہ نہ کرتے۔

عجیب بات تو یہ ہے کہ آپ ایک عام بندے کی مثال کو رسول ﷺ سے ملا رہے ہیں۔ عام بندہ غیر معصوم بھی ہے اور گنہگار بھی جبکہ رسول معصوم ہے۔ یہ بات آپکی سمجھ میں ایسے نہیں آئے گی دلیل دیتا ہوں۔

وأجاب المانعون عن ذلك كله بأن ذلك صدر من الله ورسوله وما أن يخصا من شاءا بما شاءا وليس ذلك خير غيرهما

فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۷۰

"اور صلوت پڑھنے سے منع کرنے والے علماء ان دلائل کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا کسی چیز کو کرنا ان کی مرضی ہے کہ وہ کسے مختص کریں اور جس طرح کریں اور کسی غیر خدا اور غیر نبی کو یہ حق نہیں کہ وہ کرے"

استدلال:

1۔ یہ عقلی بات ہے کہ رسول ﷺ کا ہبہ کرنا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ فدک نبی کی ملکیت تھا اور نہ نبی کسی غیر کا حق مار کر (معاذ اللہ) اپنی بیٹی کو نہیں دے سکتے۔

2۔ آپکی عام انسان پر دینے والی مثال کا رد بھی خوب ہو گیا کہ کچھ چیزیں خدا اور نبی کے لیے مخصوص ہوتی ہیں غیر نبی کو حق نہیں ہوتا۔

دعوی اور دلیل بالکل ایک ہے اور جو استدلال قائم کیا ہے وہ بھی واضح ہے چونکہ معاملہ رسول امین کا ہے تو ہبہ کے ثابت ہونے سے فدک کا نبی کی ملکیت ہونا اپنے آپ ثابت ہو جاتا ہے، بصورت دیگر رسول ﷺ پر خائن کا الزام عائد ہو گا (نقل کفر کفر نباشد) اسے منطق کی زبان میں بیان کروں تو یہ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ ہے۔

شیعہ مناظر کی طرف سے غیر سنجیدگی کا مظاہرہ

~السيد الحسنی +1 (213) 632-4454

علی حیدر سنی مناظر انٹرنیشنل
چلیں اپ میں ثابت کرتا ہوں کہہ فدک ملکیت رسول ص نہیں تھی بطور سنبھالنے کہہ رسول اللہ ص کو ملی تھی

ھاھاھاھا

3:08 AM

اہلسنت مناظر کی دلیل

وفاء الوفا

بأخبار دار المصطفى

تأليف

نور الدين على بن أحمد السمهودى

المتوفى فى عام ٩١١ من الهجرة

حققه ، وفصله ، وعلق حواشيه

محمد محيى الدين عبد الحميد

عفا الله تعالى عنه

الجزء الثالث

دار الكتب العلمية

بيروت — لبنان

— ٩٩٦ —

وفى رواية له أن فاطمة والعباس أتيا أبا بكر ، وذكره مختصرا كما فى رواية الصحيح أيضاً ، وقال فيه : فهجرته فاطمة فلم تكلمه فى ذلك المال حتى ماتت ، وكذا نقل الترمذى عن بعض مشايخه أن معنى قول فاطمة لأبى بكر وعمر «لا أكلمكما» أى فى هذا الميراث ، ولا يرده قوله « فهجرته» إذ ليس المراد الهجر الحرام ، بل تركها للقائه ، والمدة قصيرة ، وقد اشتغلت فيها بحُزْنها ثم بمرضها ، ويؤيد ذلك ما رواه البيهقى بإسناد صحيح إلى الشعبى مرسَلاً أن أبا بكر عادَ فاطمة فقال لها على : هذا أبو بكر يستأذن عليك ، قالت : أتحِبُّ أن آذن له ؟ قال : نعم ، فأذِنَتْ له ، فدخل عليها فرضّاها حتى رضيت عليه .

أما سبب غضبها مع احتجاج أبى بكر بما سبق فلاعتقادها تأويله ، قال الحافظ ابن حجر : كأنها اعتقَدَتْ تخصيصَ العموم فى قوله «لا نورَثُ» ورأت أن المنافع [لكل] ما خلفه من أرض وعَقار لا يمنع أن يورث ، وتمسك أبو بكر بالعموم ، فلما صمم على ذلك انقطعت عنه .

قلت : بقى لذلك تتمة ، وهى أنها فهمت من قوله «ما تركنا صدقة» الوقف ورأت أن حق النظر على الوقف وقَبض نمائه والتصرف فيه يُورَثُ ، ولهذا طالبت بنصيبها من صدقته بالمدينة ، فكانت ترى أن الحق فى الاستيلاء عليها لها وللعباس رضى الله تعالى عنهما ، وكان العباسُ وعلى رضى الله تعالى عنهما يعتقدَانِ ما ذهبت إليه ، وأبو بكر يرى الأمر فى ذلك إنما هو للإمام ، والدليل على ذلك أن عليا والعباس جاءا إلى عمر يطلبان منه ما طلبت فاطمة من أبى بكر ، مع اعترافهما له بأنّ النبى صلى الله عليه وسلم قال « لا نورَثُ ، ما تركنا صدقة » لما فى الصحيح من قصة دخولهما على عمر يختصمان فيما أفاء الله على رسوله صلى الله عليه وسلم من مال بنى النضير ، وقد دفع إليهما ذلك ليعملا فيه بما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعمل به وأبو بكر بعده ، وذلك بحضور عثمان وعبد الرحمن بن عوف وسعد والزبير ، قال فى الصحيح : فقال الرَّهْطُ عثمان وأصحابه : ياأمير المؤمنين

شیعہ مناظر کارد: آپ کا یہ استدلال مبہم ہے۔ یہ ایک عالم کا اجتہاد ہے اور اجتہاد اُس صورت میں ہے جب حدیث اور قرآن نہ ہو جبکہ یہاں قرآنی آیت بھی ہے اور حدیث بھی ہے۔ جناب زھراس کا عمل اسکے بالکل بر خلاف ہے۔ جناب زھراس نے خود دعوی کیا تھا کہ فدک مجھے نبی ﷺ نے ہبہ کر دیا تھا۔ اسی کتاب سے جواب لیں۔

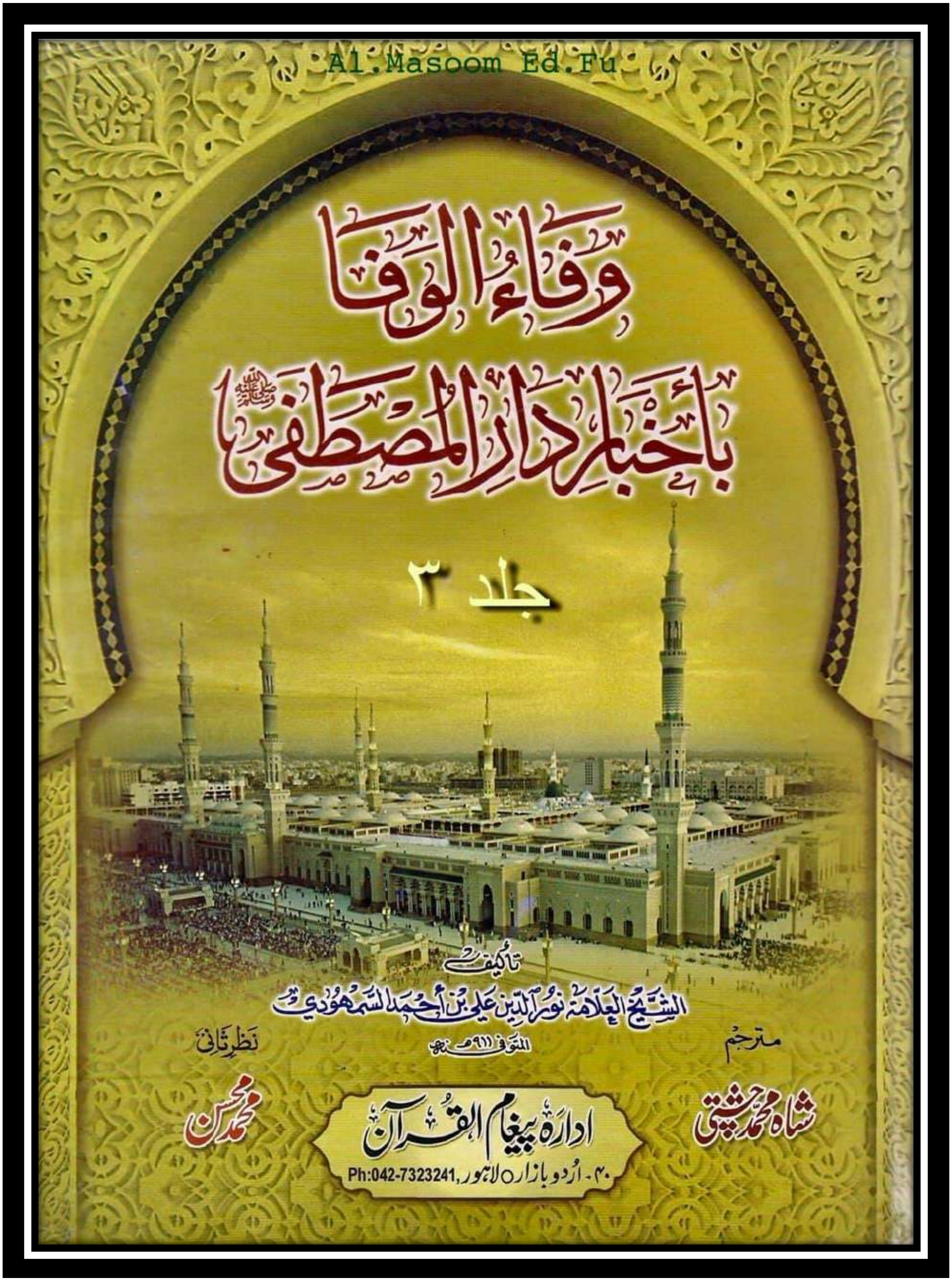
Al.Masoom Ed.Fu
وفاء الوفا
باخبار دار المصطفیٰ ﷺ
جلد ۳
تالیف
الشیخ العلامۃ نور الدین علی بن احمد السمہودی
المتوفی ۹۱۱ھ
مترجم
شاہ محمد چشتی
نظر ثانی
محمد محسن
ادارہ پیغام القرآن
۴۰۔ اردو بازار لاہور، Ph:042-7323241

کہ فدک کا باغ مروان کو حضرت عثمان نے دیا تھا کیونکہ انہوں نے مطلب یہ نکالا تھا کہ جو چیز نبی کے لئے خاص ہوتی ہے وہ آپ کے بعد آپ کے خلیفہ کی ہو جاتی ہے اور چونکہ خود آپ تو مالدار اور غنی تھے لہٰذا اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو دے دیا۔

رہا وہ جو علامہ مجد نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عطیۂ فدک کا دعویٰ کیا تھا تو ابن شبہ کے مطابق حضرت نمیر بن حسان کا قول اس کی گواہی دے رہا ہے' وہ کہتے ہیں' میں نے زید بن علی سے کہا' میرا ارادہ ہے کہ ابوبکر کے معاملہ کی خبر لوں' انہوں نے حضرت فاطمہ سے فدک چھین رکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر ایک رحمدل شخص تھے' وہ نہیں چاہتے تھے کہ جو کچھ نبی کریم ﷺ چھوڑ گئے تھے' اس میں تبدیلی کریں' حضرت فاطمہ ان کے پاس آئیں اور کہا کہ یہ فدک مجھے حضور ﷺ نے دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا' کیا کوئی گواہ موجود ہے؟ وہ حضرت علی کو لے آئیں جنہوں نے گواہی دیدی' پھر وہ اُمِ ایمن کو لائیں' انہوں نے کہا: کیا آپ اس بات کے گواہ نہیں کہ میں جنتی ہوں؟ انہوں نے کہا' کیوں نہیں' انہوں نے کہا تو پھر یقین کر لو کہ حضور ﷺ نے فدک فاطمہ کو دیدیا تھا۔ اب حضرت ابوبکر نے کہا: تو کیا آپ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی کے بناء پر مجھ سے یہ حق لینا چاہتی ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت زید بن علی نے کہا' بخدا' اگر میرے بس میں بھی ہوتا تو میں وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابوبکر نے کیا تھا۔

ابن شبہ کے مطابق کثیر نوی کہتے ہیں: میں نے ابو جعفر سے کہا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں' کیا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تمہارے حق میں ظلم کیا تھا یا کچھ لے لیا تھا؟ انہوں نے کہا تھا' ایسا ہرگز نہیں ہوا' اس ذات کی قسم جس نے اپنے خاص بندے پر قرآن نازل کیا کہ وہ لوگوں کو ڈر سنائیں' ان دونوں نے ہم پر رائی بھر بھی ظلم نہیں کیا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اسی جھوٹ کے ساتھ رافضیوں کا تعلق ہے' انہوں نے احادیث کو صحیح طریقے پر سمجھا ہی نہیں۔

فصل نمبر۳

مکہ و مدینہ کے درمیان حضور ﷺ کی طرف منسوب وہ مسجدیں جو آپ کے اس راستے میں آئیں جن پر دیگر انبیاء چلتے رہے

یہ راستہ عام لوگوں سے الگ تھا اور مسجد غزالہ کے قریب تھا' یہ راستہ خیف اور صفراء سے نہیں گزرتا بلکہ حیٔ ثنیہ حرشی اور پھر جحفہ سے گذرتا تھا اور آج کل کے لوگوں کا راستہ اس راستے پر چلنے والوں کی دا ہنی طرف ہے چنانچہ آپ کو

اہلسنت مناظر کی دلیل

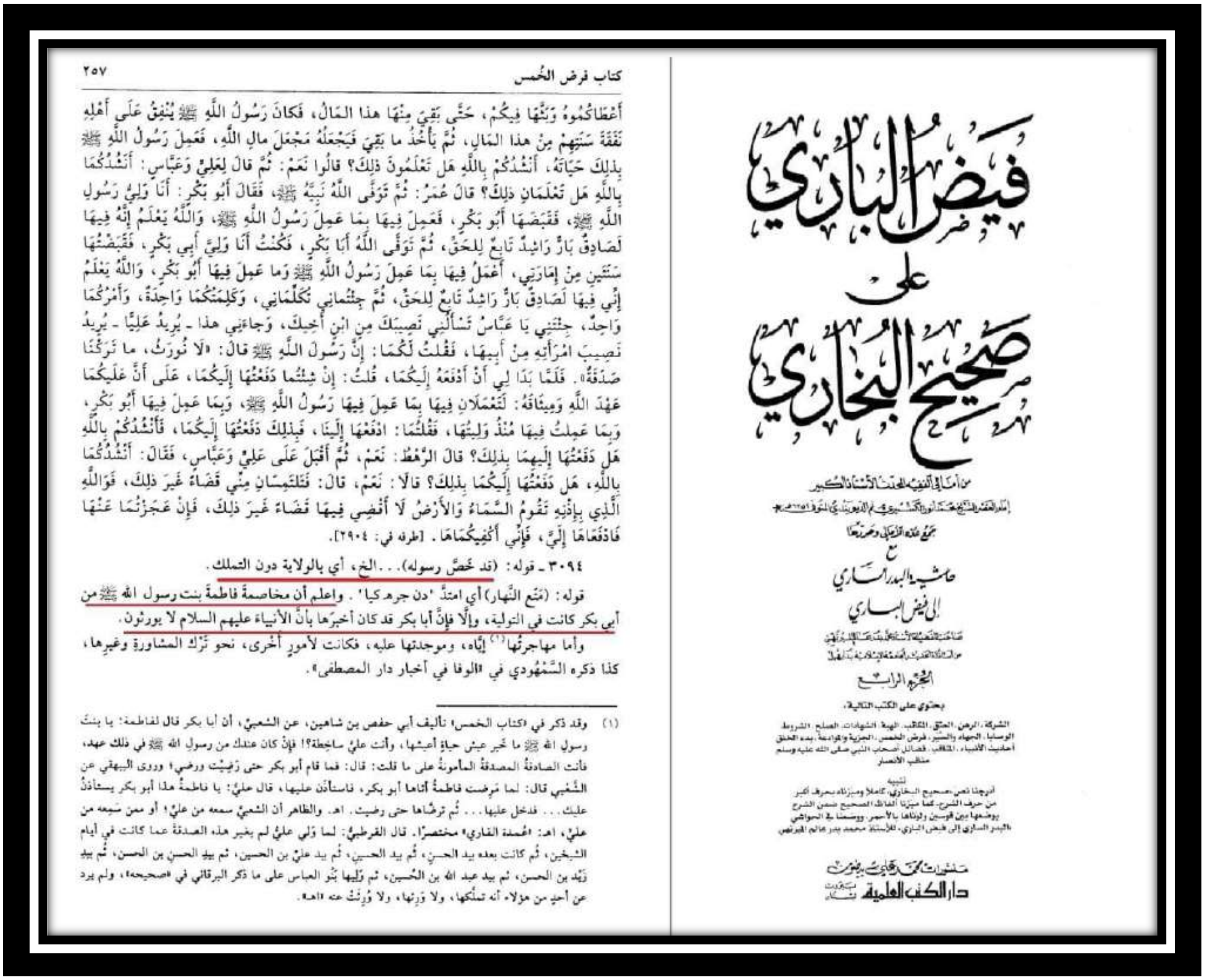

فيض الباري على صحيح البخاري

الجزء الرابع

دار الكتب العلمية

كتاب فرض الخمس ٢٥٧

أعطاكُمُوهُ وَبَثَّهَا فِيكُمْ، حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هذا المَالُ، فَكانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هذا المَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ ما بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مالِ اللَّهِ، فَعَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذلِكَ حَيَاتَهُ، أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذلِكَ؟ قالُوا نَعَمْ: ثُمَّ قالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذلِكَ؟ قالَ عُمَرُ: ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ، فَقالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ، فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلحَقِّ، ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ، فَكُنْتُ أَنَا وَلِيَّ أَبِي بَكْرٍ، فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي، أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَما عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلحَقِّ، ثُمَّ جِئْتُمَانِي تُكَلِّمَانِي، وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ، وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ، جِئْتَنِي يَا عَبَّاسُ تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ، وَجاءَنِي هذا - يُرِيدُ عَلِيًّا - يُرِيدُ نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقُلْتُ لَكُمَا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قالَ: «لَا نُورَثُ، ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ». فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا، قُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا، عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللَّهِ وَمِيثَاقَهُ: لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ، وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا، فَقُلْتُمَا: ادْفَعْهَا إِلَيْنَا، فَبِذلِكَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا، فَأَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذلِكَ؟ قالَ الرَّهْطُ: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ، فَقالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ، هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذلِكَ؟ قالَا: نَعَمْ، قالَ: فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذلِكَ، فَوَاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذلِكَ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ، فَإِنِّي أَكْفِيكُمَاهَا. [طرفه في: ٢٩٠٤].

٣٠٩٤ - قوله: (قد خصَّ رسوله)... الخ، أي بالولاية دون التملك.

قوله: (مَتَع النَّهار) أي امتدَّ "دن جرهـ كيا". واعلم أن مخاصمة فاطمة بنت رسول الله ﷺ من أبي بكر كانت في التولية، وإلّا فإنّ أبا بكر قد كان أخبرَها بأنّ الأنبياء عليهم السلام لا يورثون.

وأما مهاجرتُها[1] إيّاه، وموجدتها عليه، فكانت لأمورٍ أخرى، نحو تَرْك المشاورة وغيرِها، كذا ذكره السَّمْهُودي في «الوفا في أخبار دار المصطفى».

(١) وقد ذكر في «كتاب الخمس» تأليف أبي حفص بن شاهين، عن الشعبيّ، أن أبا بكر قال لفاطمة: يا بنتَ رسولِ الله ﷺ ما خير عيش حياةٍ أعيشها، وأنت عليَّ ساخطة؟! فإنْ كان عندك من رسولِ الله ﷺ في ذلك عهد، فأنت الصادقةُ المصدقةُ المأمونةُ على ما قلت: قال: فما قام أبو بكر حتى رَضِيَتْ ورضي؛ وروى البيهقي عن الشَّعْبي قال: لما مَرِضت فاطمةُ أتاها أبو بكر، فاستأذن عليها، قال عليٌّ: يا فاطمةُ هذا أبو بكر يستأذنُ عليك... فدخل عليها... ثُم ترضَّاها حتى رضيت. اهـ. والظاهر أن الشعبيَّ سمعه من عليٍّ؛ أو ممن سَمِعه من عليٍّ، اهـ: «عمدة القاري» مختصرًا. قال القرطبيُّ: لما وَلِي عليٌّ لم يغير هذه الصدقةَ عما كانت في أيام الشيخين، ثُم كانت بعده بيد الحسن، ثُم بيد الحسين، ثم بيد عليِّ بن الحسين، ثم بيدِ الحسن بن الحسن، ثُم بيد زَيْد بن الحسن، ثم بيد عبد الله بن الحُسين، ثم وَلِيها بَنُو العباس على ما ذكر البرقاني في «صحيحه»، ولم يرد عن أحدٍ من هؤلاء أنه تملَّكها، ولا وَرِثها، ولا وُرِثَتْ عنه «اهـ».

شیعہ مناظر کا رد: یہ بات بالکل غلط ہے۔ اگر خاصہ سے مراد سنبھالنے کے معنی میں ہے تو مال غنیمت کا سنبھالنا بھی رسول ﷺ کے ذمے ہی تھا کہ کس کو کتنا دینا ہے۔ اگر ایسا ہے تو ثابت کریں کسی عالم نے غنیمت کو بھی رسول ﷺ کا خاصہ لکھا ہو۔ آپکی تمام باتوں میں احتمال ہے۔

1۔ پہلی دلیل میں ایک عالم کا اجتہاد ہے وہ بھی جناب زہرا س کے عمل کے خلاف۔

2۔ دوسرے حوالے میں خاصہ بالکل غلط تاویل کی ہے، اگر اسے مان لیا جائے تو غنیمت بھی خاصہ ہو جائے گا۔

لہذا "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال"

مطالبہ:

میں نے حدیث رسول ﷺ سے استدلال کیا کہ فدک نبی کی ملکیت ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ حدیث رسول ﷺ پیش کریں کہ مال و دولت ملکیت رسول نہیں ہوتی۔

دوسری دلیل: فدک رسول ﷺ کی ملکیت تھا۔ میں تم پر حوالہ جات ضائع نہیں کرنا چاہتا قسم سے۔

ایک حوالہ دے کر آگے جا رہا ہوں اور تمہارے رونے دھونے کو ختم کر رہا ہوں۔ اب ہبہ والی روایت پر کلام کرنا۔

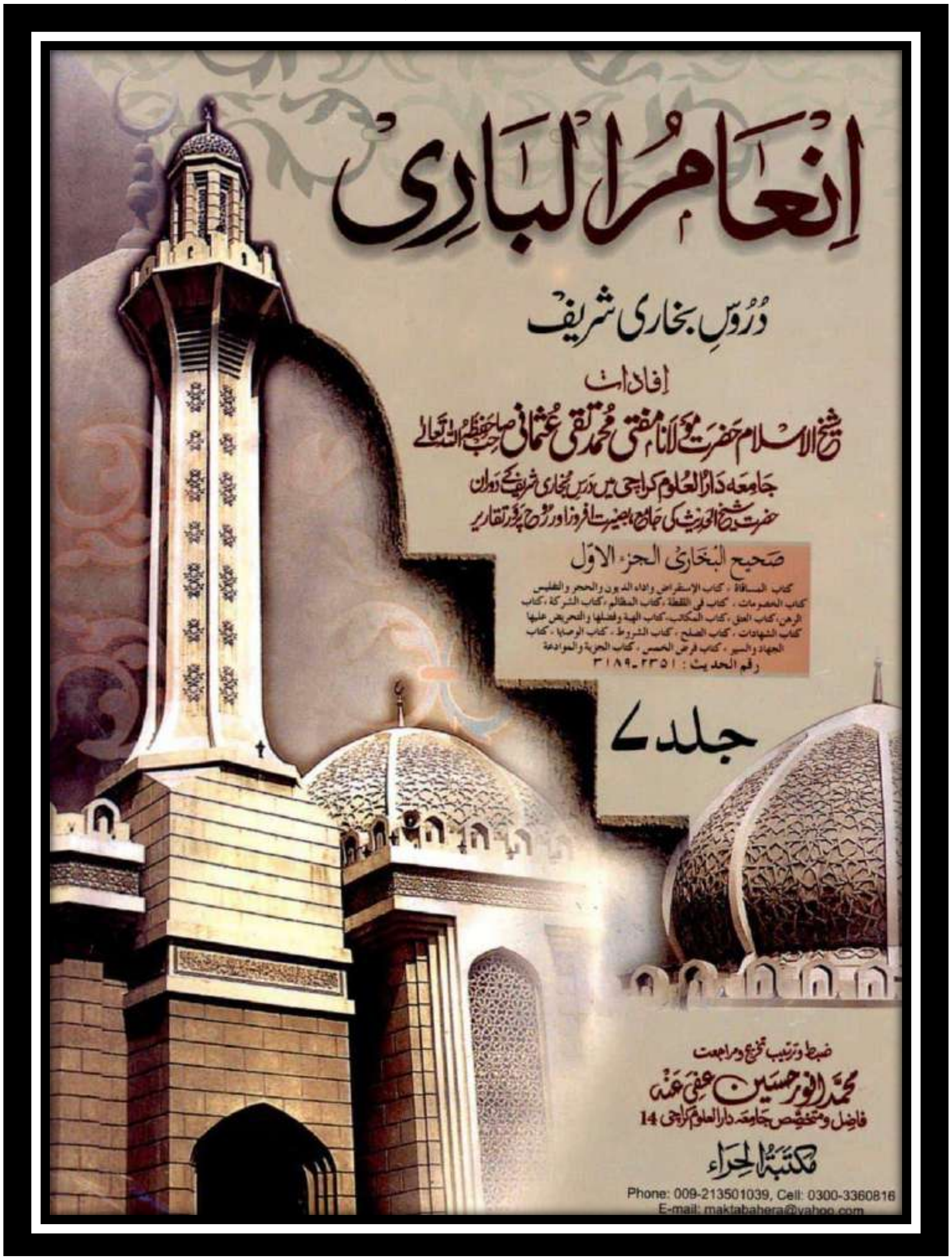

"فدک" کی تفصیل

"**فدک**" یہ خیبر سے کچھ فاصلہ پر ایک مستقل قلعہ تھا، وہاں کے لوگوں نے حضور اکرم ﷺ سے صلح کر کے اپنا سب کچھ حضور اکرم ﷺ کے حوالہ کر دیا تھا، چونکہ وہ صلح کر کے حوالہ کیا تھا اس واسطے "**فدک**"۔ "**فئی**" میں داخل ہو گیا، جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو مکمل اختیار حاصل تھا۔

وہ آنحضرت ﷺ کی ملکیت تھا اور اس ملکیت سے نبی کریم ﷺ اپنے عیال کا نفقہ ادا فرماتے تھے، اپنے اہل بیت کو بھی کچھ حصہ دیا کرتے تھے اور باقی جہاد میں اور فی سبیل اللہ خرچ فرماتے تھے۔

چونکہ نبی کریم ﷺ کی میراث تقسیم نہیں ہونی تھی اس لئے حضرت صدیق اکبر ؓ نے حضور اقدس ﷺ کے ارشاد کے بمطابق فدک کی تولیت اپنے پاس رکھی، لیکن ساتھ ہی اس بات کا التزام کیا کہ فدک کی آمدنی سے جن جن لوگوں کو حصہ جاتا ہے ان سب کا اسی طرح حصہ جائے جس طرح نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں جاتا تھا۔

چنانچہ آپ ؓ نے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور اہل بیت، سب کو اسی طریقہ سے حصہ دینا شروع کیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب میراث کا سوال کیا تھا تو اس میں فدک کا سوال بھی داخل تھا، لیکن جب حضرت صدیق اکبر ؓ نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرما دیا تو اس کے بعد حضرت فاطمہ ؓ خاموش ہو گئیں اور جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ اس کے بعد میں حضرت فاروق اعظم ؓ اس کے متولی رہے۔ پھر حضرت عثمان ؓ متولی رہے، اس کے بعد جب حضرت علی ؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت علی ؓ متولی رہے، تو انہوں نے بھی حضرت فاطمہ ؓ یا اپنی اولاد کو اس کے مالکانہ حقوق نہیں دئے، بلکہ جس طرح کا تصرف حضرات شیخین ؓ کرتے آئے تھے، اسی طرح کا تصرف حضرت علی ؓ نے بھی کیا اور پورے بنی امیہ کے دور میں یہی ہوتا رہا، یہاں تک کہ جب خلافت عباسیہ کا دور آیا تو چونکہ شیعوں نے یہ پروپیگنڈہ کر رکھا تھا کہ صحابہ کرام ؓ نے فدک غصب کر رکھا ہے، اس لئے بنو عباس کے پہلے خلیفہ سفاح نے فدک پر قبضہ کر کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں مالکانہ حقوق کے ساتھ دینا چاہا۔

اس وقت زید بن علی جو بنو ہاشم مین سے تھے اور امام تھے، شیعہ بھی انہیں امام مانتے ہیں انہوں نے سفاح پر نکیر کی کہ جو معاملہ حضرت صدیق اکبر ؓ، حضرت عمر ؓ، حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ کرتے آئے ہیں، آپ اس کو بدل رہے ہیں، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور اس کو جائز نہیں سمجھتا۔

اس سے صاف واضح ہے کہ "**فدک**" کے معاملہ میں حضرت صدیق اکبر ؓ نے جو طریقہ اختیار فرمایا وہ نبی کریم ﷺ کے طریقہ کے عین مطابق تھا اور اس سے اہل بیت بھی مطمئن ہو گئے تھے۔

جناب تقی عثمانی صاحب انعام الباری میں لکھتے ہیں۔

فدک مال فئے میں داخل ہو گیا، جس کے بارے میں نبی ﷺ کو مکمل اختیار حاصل تھا۔ وہ آپ ﷺ کی ملکیت تھا۔

آگے جناب نے عجیب و غریب حرکت کی ہے۔ مناظرے کی شرائط میں صاف لکھا ہے جب تک رد نہیں کر دیتے الزامی جواب نہیں دے سکتے۔ اپنی ہر باری میں سنی مناظر شرائط کی خلاف ورزیاں کر رہا ہے۔

اہلسنت مناظر کی دلیل

شیعہ مناظر کا اقرار کہ فدک بعد از نبی قائم مقام کا ہے۔

تفسير الصافي

2773

و عنه عليه السلام: نحن قوم فرض الله طاعتنا لنا الأنفال و لنا صفو (1) المال.

2774

و العيّاشيّ عن الباقر عليه
قيل و ما الأنفال قال منها ا
أرض لا ربّ لها و كل أرض
قال ما كانَ للملوك فهو من

2775

و فى الجوامع عن الصادق عليه السلام:

اَلْأَنْفالِ

كل ما أخذ من دار الحرب بغير قتال و كل أرض انجلى أهلها عنها بغير قتال و سماها الفقهاء فيئاً و الأرضون الموات و الآجام و بطون الأوديه و قطايع الملوك و ميراث من لا وارث له و هى لله و للرسول و لمن قام مقامه بعده.

2379

شیعہ مناظر :

1۔ اول اس روایت میں کچھ ہے ہی نہیں الٹا میرے حق میں ہی ہے کہ مال فئے اللہ اور رسول ﷺ کا ہے اور اس کے بعد قائم مقام کا ہو گا جو ہمارے نزدیک ائمہ اہلبیت ع ہیں۔

2۔ دوم شرائط میں لکھا ہے ایک دوسرے کے اصول و حدیث پر بات ہو گی۔

3۔ پیش کردہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند ہی نہیں ہے۔

خلاصہ:

1۔ فدک رسول ص ﷺ کی ملکیت تھا۔

2۔ ملکیت ہونے کی وجہ سے ہی رسول ﷺ نے فدک شہزادی س کو ہبہ کر دیا تھا۔

3۔ اہلسنت کی حسن درجے کی روایت سے فدک کا ہبہ کرنا بھی ثابت کر دیا۔ الحمدللہ

سُنی مناظر: دعوی اور آپ کے دلائل میں واقعی کوئی ربط نہیں ہے۔ آپ کی منطق کے مطابق پہلے ہبہ ہوتا ہے اور بعد میں اس سے ملکیت ثابت ہوتی ہے تو استدلال بھی آپ کا ویسا ہی ہو گا۔

آپ نے یہ شرط کب لگائی تھی کہ کسی عالم کا قول قابل قبول نہیں ہو گا صرف قرآن کی آیت اور حدیث رسول ﷺ پیش کی جائیں گی؟ چلیں پیش کریں وہ روایت بھی جس میں مذکور ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فدک دیا تھا۔ ان شاء اللہ اس کا رد میں صحیح سند سے کروں گا۔

آپ خود اہلسنت عالم تقی عثمانی کے قول بطور دلیل پیش کر رہے ہیں لیکن مجھے عالم کے قول کو پیش کرنے سے منع کر رہے ہیں یہ کیسی پابندیاں ہیں جو صرف میرے لئے ہیں۔

ایک افسانہ: سیدہ فاطمہ کی طرف سے فدک کے ہبہ کا دعوی

سیدہ فاطمہ کا یہ کہنا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مجھے فدک دیا تھا اور اس پر گواہ پیش کئے ، شیعہ رافضیوں کی جھوٹی کہانی ہے۔

07079

تحفۂ اثناء عشریہ اردو

وہ عظیم الشان کتاب جس میں شیعہ مذہب کی ابتداء، ان کے بے شمار فرقے شیعوں کے اسلاف و علماء اور ان کی کتابیں، احادیث اور ان کے راویوں کے حالات۔ ان کے مکر و فریب کے طریقے جن سے وہ سادہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لاتے ہیں۔ الوہیت، نبوت، معاد اور امامت کے بارے میں ان کے عقائد ان کے پوشیدہ فقہی مسائل، صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور اہل بیت کے متعلق ان کے عقائد و اقوال۔ ان کے جھوٹ، مکائد و مطاعن، ان کے اوہام و تعصبات اور بطلات کی تفصیل۔ غرض اس کتاب میں اس موضوع کے تمام مباحث جمع کر دیے گئے ہیں۔

تصنیف: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

ترجمہ اردو: مولانا خلیل الرحمن نعمانی (مظاہری)

ناشر

دار الاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی

...

جواب ۱:۔ اس اعتراض کا یہ ہے کہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کا دعوائے ہبہ اور گواہی میں جناب علی و ام ایمن، یا بروایت دیگر جناب حسنین رضی اللہ عنہم کو پیش کرنے کی روایات افتراء اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ اہل سنت کی کتابوں میں اس معاملے کی کسی

تحفہ اثناء عشریہ اردو ۵۴۳

عنوان کوئی روایت موجود نہیں۔ لہذا اس کا سہارا لے کر اہل سنت پر الزام لگانا اور ان سے جواب طلب کرنا نادانی اور دھاندلی ہے۔ اہل سنت کی کتابوں میں جو روایت ملتی ہے وہ اس کے برعکس، اور مخالف ہے، چنانچہ مشکوٰۃ میں بحوالہ ابوداؤد جناب مغیرہ

...

اہلسنت کے نزدیک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کا دعوائے ہبہ کرنا اور بطور گواہ حضرت علی، ام ایمن اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین کو پیش کرنا یہ افتراء جھوٹ ہے۔

اہل سنت مناظر کی طرف سے الزامی دلیل

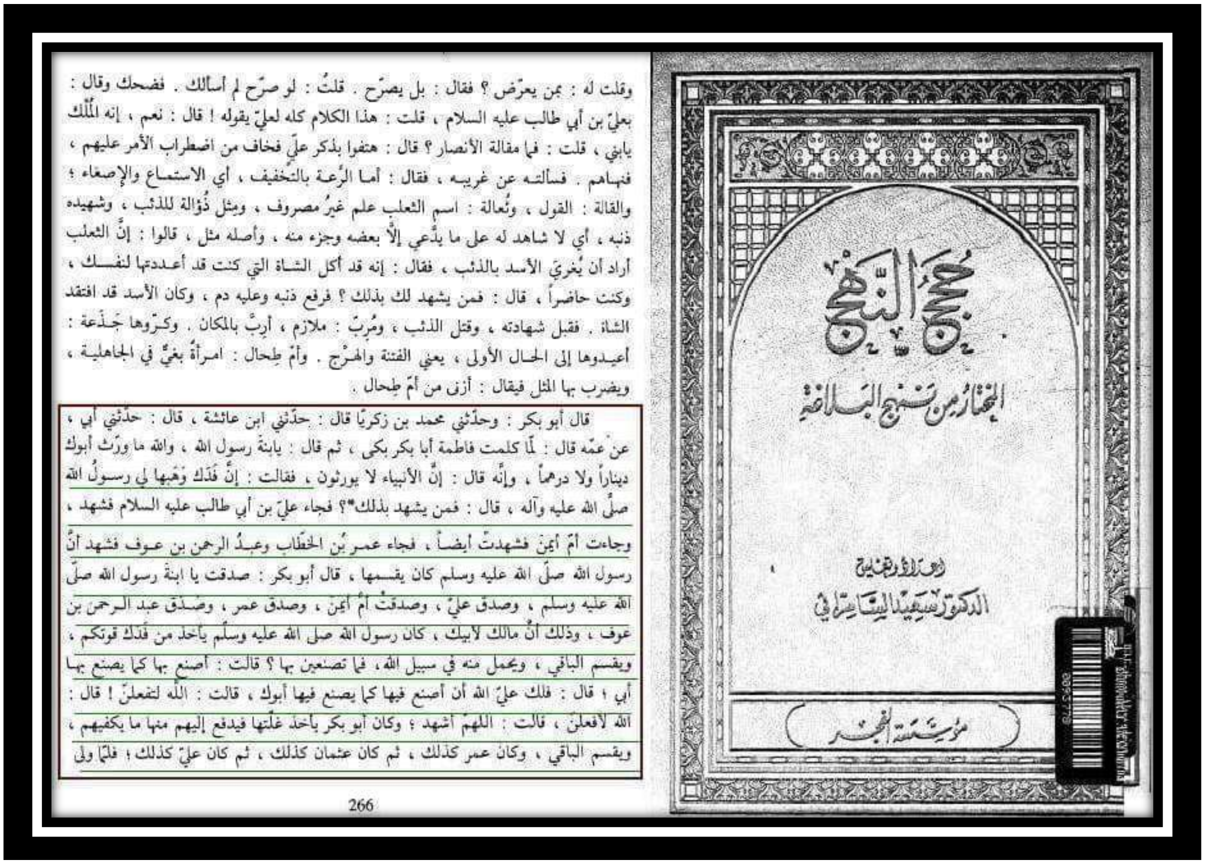

وقلت له : بمن يعرّض ؟ فقال : بل يصرّح . قلتُ : لو صرّح لم أسالك . فضحك وقال : بعليّ بن أبي طالب عليه السلام ، قلت : هذا الكلام كله لعليّ يقوله ! قال : نعم ، إنه المُلْك يابني ، قلت : فما مقالة الأنصار ؟ قال : هتفوا بذكر عليّ فخاف من اضطراب الأمر عليهم فنهاهم . فسألته عن غريبه ، فقال : أما الرُّعة بالتخفيف ، أي الاستماع والإصغاء ؛ والقالة : القول ، وثُعالة : اسم الثعلب علم غيرُ مصروف ، ومِثل ذُؤالة للذئب ، وشهيده ذنبه ، أي لا شاهد له على ما يدّعي إلّا بعضه وجزء منه ، وأصله مثل ، قالوا : إنّ الثعلب اراد أن يُغريَ الأسد بالذئب ، فقال : إنه قد أكل الشاة التي كنت قد أعددتها لنفسك ، وكنت حاضراً ، قال : فمن يشهد لك بذلك ؟ فرفع ذنبه وعليه دم ، وكان الأسد قد افتقد الشاة . فقبل شهادته ، وقتل الذئب ؛ ومُرِبّ : ملازم ، أرِبَّ بالمكان . وكرّوها جَذَعة : أعيدوها إلى الحال الأولى ، يعني الفتنة والهرْج . وأمّ طِحال : امرأةٌ بغيٌّ في الجاهلية ، ويضرب بها المثل فيقال : أزنى من أمّ طِحال .

قال أبو بكر : وحدّثني محمد بن زكريّا قال : حدّثني ابن عائشة ، قال : حدّثني أبي ، عن عمّه قال : لمّا كلمت فاطمة أبا بكر بكى ، ثم قال : يابنةَ رسول الله ، والله ما ورّث أبوك ديناراً ولا درهماً ، وإنّه قال : إنّ الأنبياء لا يورثون ، فقالت : إنّ فَدَك وَهَبها لي رسولُ الله صلّى الله عليه وآله ، قال : فمن يشهد بذلك*؟ فجاء عليّ بن أبي طالب عليه السلام فشهد ، وجاءت أمّ أيمَن فشهدتْ أيضاً ، فجاء عمرُ بْن الخطّاب وعبدُ الرحمن بن عوف فشهد أنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلم كان يقسمها ، قال أبو بكر : صدقت يا ابنةَ رسول الله صلّى الله عليه وسلم ، وصدق عليّ ، وصدقتْ أمّ أيمَن ، وصدق عمر ، وصدَق عبد الرحمن بن عوف ، وذلك أنّ مالك لأبيك ، كان رسول الله صلى الله عليه وسلّم يأخذ من فدك قوتكم ، ويقسم الباقي ، ويحمل منه في سبيل الله ، فما تصنعين بها ؟ قالت : أصنع بها كما يصنع بها أبي ؛ قال : فلك عليّ الله أن أصنع فيها كما يصنع فيها أبوك ، قالت : اللّه لتفعلنّ ! قال : الله لأفعلنّ ، قالت : اللهمّ اشهد ؛ وكان أبو بكر يأخذ غلّتها فيدفع إليهم منها ما يكفيهم ، ويقسم الباقي ، وكان عمر كذلك ، ثم كان عثمان كذلك ، ثم كان عليّ كذلك ؛ فلمّا ولي

266

گواہ پیش کرنے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس میں سے آپ کا حصہ نکالتے تھے اور باقی کو تقسیم کرتے تھے وغیرہ، تب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ آپ ویسے ہی کرو جیسے میرے والد کرتے تھے۔

تاريخ الخلفاء الراشدين "٤"

أسمى المطالب في سيرة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه شخصيته وعصره

دراسة شاملة

تأليف

د. علي محمد محمد الصلابي

الجزء الأول

مكتبة الصحابة

الإمارات - الشارقة

علي بن أبي طالب ﷺ — ١٧٩

في كتابه الكافي بابًا بعنوان: أن النساء لا يرثن من العقار شيئًا وساق تحته روايات منها: عن أبي جعفر الصادق أنه قال: «النساء لا يرثن من الأرض ولا من العقار شيئًا»(١).

روى الصدوق بسنده إلى ميسر قال: سألته -يقصد الصادق- عن النساء ما لهن في الميراث؟ فقال: أما الأرض والعقارات فلا ميراث لهن فيه(٢)، وبهذا يتبين عدم استحقاق فاطمة ﷺ شيئًا من الميراث، بدون الاستدلال بحديث: «نحن معاشر الأنبياء لا نورث»(٣). فما دامت المرأة لا ترث العقار والأرض، فكيف كان لفاطمة أن تسأل فدك - على حسب قولهم - وهي عقار لا ريب فيه؟!(٤)، وهذا دليل كذبهم وتناقضهم فضلاً عن جهلهم(٥).

وأما ما زعموه من كون الصديق ﷺ سأل فاطمة أن تحضر شهودًا، فأحضرت عليًا وأم أيمن فلم يقبل شهادتهما فهو من الكذب البين الواضح، قال حماد بن إسحاق: فأما ما يحكيه قوم: أن فاطمة عليها السلام طلبت فدك، وذكرت أن رسول الله ﷺ أقطعها إياها، وشهد لها علي عليه السلام فلم يقبل أبوبكر شهادته؛ لأنه زوجها، فهذا أمر لا أصل له ولا تثبت به رواية أنها ادعت ذلك، وإنما هو أمر مفتعل لا ثبت فيه(٦).

٤ - إن السنة والإجماع قد دلا على أن النبي صلى الله عليه وسلم لا يورث:

قال ابن تيمية: كون النبي ﷺ لا يورث ثبت بالسنة المقطوع بها، وبإجماع الصحابة، وكل منهما دليل قطعي، فلا يعارض ذلك بما يظن أنه عموم، وإن كان عمومًا فهو مخصوص؛ لأن ذلك لو كان دليلاً لما كان إلا ظنيًا فلا يعارض القطعي؛ إذ الظني لا يعارض القطعي، وذلك أن هذا الخبر رواه غير واحد من الصحابة في أوقات ومجالس، وليس فيهم من ينكره بل كلهم تلقاه

(١) «الكافي» للكليني (٧/ ١٣٧)، و«العقيدة في أهل البيت» ص(٤٥١).
(٢) «الشيعة وأهل البيت» ص(٨٩).
(٣) «مسلم» (١٧٦٨).
(٤) «الشيعة وأهل البيت» ص(٩٨).
(٥) «العقيدة في أهل البيت» ص(٤٥٢).
(٦) «منهاج السنة» (٤/ ٢٣٦ - ٢٣٨).

شیعہ مناظر: مکمل ترجمہ کر دیں تمام حوالہ جات کا عام عوام کے لیے۔ شکریہ

سُنی مناظر: عوام کہ لیے یا آپ کے لیے؟ بحر حال میں مختصر ترجمہ کر رہا ہوں۔ اس میں بھی مذکور ہے کہ **سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کا دعوائے ہبہ فدک اور گواہی میں ان حضرات کو پیش کرنا اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور لکھا ہے کہ کوئی ایسی روایت نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ دعویٰ کیا تھا۔**

اہلسنت مناظر کی طرف سے شیعہ مناظر کے اعتراض کا رد:

شیعہ مناظر کا اعتراض: اگر خاصہ سے مراد سنبھالنے کے معنی میں ہے تو مال غنیمت کا سنبھالنا بھی رسول ﷺ کے ذمے ہی تھا کہ کس کو کتنا دینا ہے۔ اگر ایسا ہے تو ثابت کریں کسی عالم نے غنیمت کو بھی رسول ﷺ کا خاصہ لکھا ہو۔

سُنی مناظر: یہ آپ کی ذاتی رائے ہے یا آپ کے پاس کوئی معقول دلیل بھی ہے؟ مناظر صاحب! آپ کو غنیمت اور فئے کی تمیز بھی نہیں ہے۔ ایک طرف ظاہر کرتے ہیں کہ صرف حدیث رسول ﷺ حجت ہے اور کسی عالم کا کوئی قول قابل

حجت نہیں ہے، دوسری طرف مجھ سے مطالبہ بھی کر رہے ہیں کہ کسی عالم کے قول سے غنیمت کو بھی خاصہ رسول دکھاؤں، جبکہ غنیمت زیر بحث موضوع ہی نہیں اور مناظر صاحب۔۔ مجھ پر حوالے ضایع نہ کریں ایسے حوالے آپ کو کام آئیں گے، اگر میرے سامنے ضایع کریں گے تو خود ضایع ہو جائیں گے۔

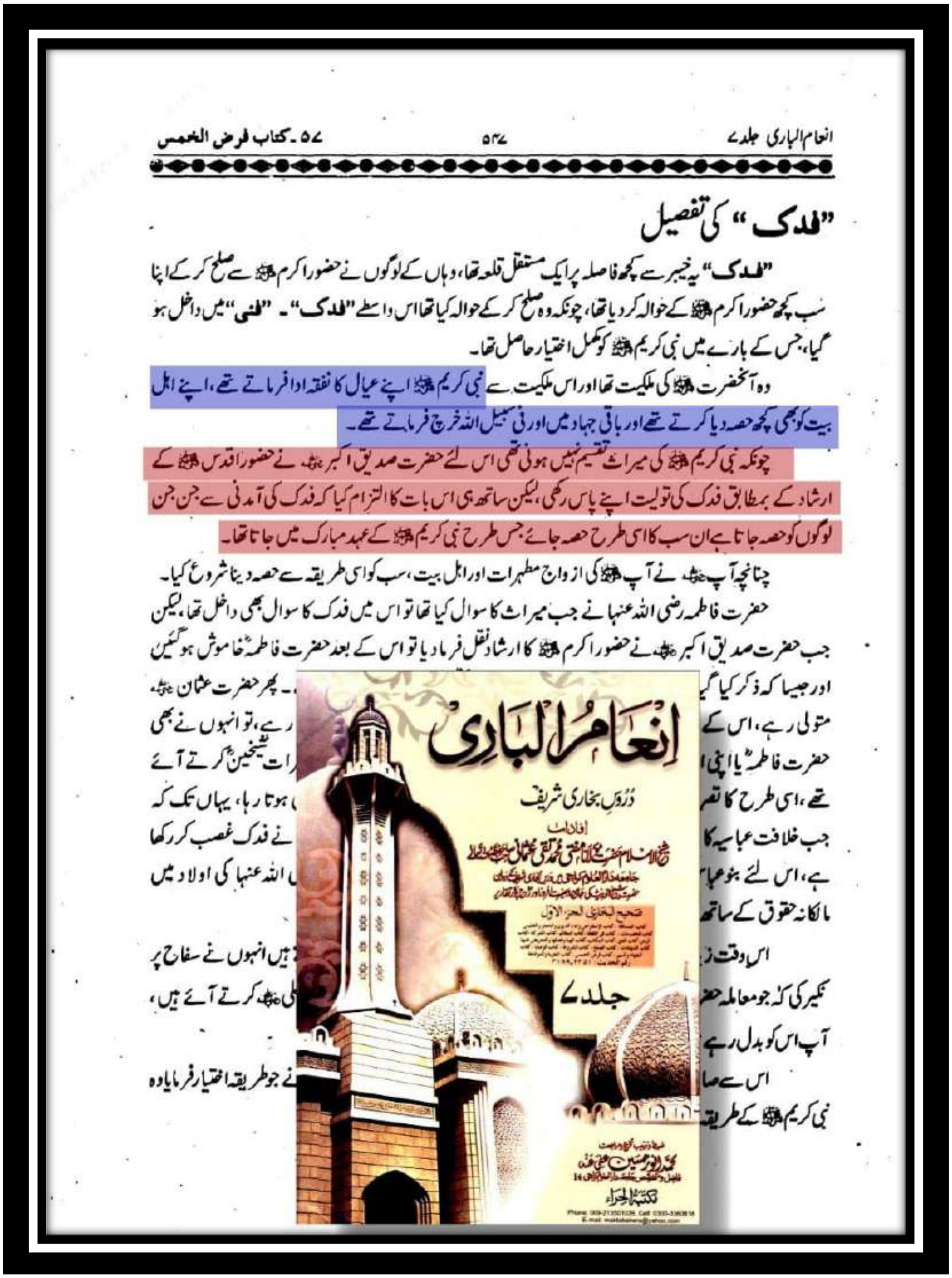

انعام الباری جلد ۷ — ۵۴۷ — ۵۷۔ کتاب فرض الخمس

"فدک" کی تفصیل

"فدک" یہ خیبر سے کچھ فاصلہ پر ایک مستقل قلعہ تھا، وہاں کے لوگوں نے حضور اکرم ﷺ سے صلح کر کے اپنا سب کچھ حضور اکرم ﷺ کے حوالہ کر دیا تھا، چونکہ وہ صلح کر کے حوالہ کیا تھا اس واسطے "فدک"۔ "فئی" میں داخل ہو گیا، جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو مکمل اختیار حاصل تھا۔

وہ آنحضرت ﷺ کی ملکیت تھا اور اس ملکیت سے نبی کریم ﷺ اپنے عیال کا نفقہ ادا فرماتے تھے، اپنے اہل بیت کو بھی کچھ حصہ دیا کرتے تھے اور باقی جہاد میں اور فی سبیل اللہ خرچ فرماتے تھے۔

چونکہ نبی کریم ﷺ کی میراث تقسیم نہیں ہوئی تھی اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کے ارشاد کے بمطابق فدک کی تولیت اپنے پاس رکھی، لیکن ساتھ ہی اس بات کا التزام کیا کہ فدک کی آمدنی سے جن جن لوگوں کو حصہ جاتا ہے ان سب کا اسی طرح حصہ جائے جس طرح نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں جاتا تھا۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور اہل بیت، سب کو اسی طریقہ سے حصہ دینا شروع کیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب میراث کا سوال کیا تھا تو اس میں فدک کا سوال بھی داخل تھا، لیکن جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرما دیا تو اس کے بعد حضرت فاطمہؓ خاموش ہو گئیں

اور جیسا کہ ذکر کیا گی ... ۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
متولی رہے، اس کے ... رہے، تو انہوں نے بھی
حضرت فاطمہؓ یا اپنی ... رات شیخینؓ کرتے آئے
تھے، اسی طرح کا تصر ... ہوتا رہا، یہاں تک کہ
جب خلافت عباسیہ کا ... نے فدک غصب کر رکھا
ہے، اس لئے بنو عبا ... اللہ عنہا کی اولاد میں
مالکانہ حقوق کے ساتھ ...

اس وقت ز ... ہیں انہوں نے سفاح پر
نکیر کی کہ جو معاملہ حضر ... علی رضی اللہ عنہ کرتے آئے ہیں،
آپ اس کو بدل رہے ...
اس سے صا ... نے جو طریقہ اختیار فرمایا وہ
نبی کریم ﷺ کے طریق ...

لا تقربو الصلوۃ پڑھ رہے ہو وانتم السکاریٰ کون پڑھے گا؟ آگے بھی پڑھیں۔ **نبی کریم ﷺ اپنے عیال کا نفقہ ادا فرماتے تھے اپنے اہل بیت کو بھی کچھ حصہ دیا کرتے تھے اور باقی جہاد میں اور فی سبیل اللہ خرچ فرماتے تھے۔** مزید آگے لکھا ہے کہ **حضرت ابو بکر صدیق رض نے حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق فدک کی تولیت اپنے پاس رکھی۔** یہاں بھی **تولیت** یعنی بطور سنبھالنے کہ بات چل رہی ہے، جسے آپ نے ذاتی ملکیت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

دوسری بات مفتی تقی عثمانی صاحب تو عالم ہیں آپ نے تو اوپر کہا کہ عالم غیر معصوم ہے پھر بھی عالم کو ہی پیش کر دیا؟ کیا یہ شرط صرف مجھ پر لاگو ہے آپ اس سے مستثنیٰ ہو؟ سب سے پہلے شرائط کی خلاف ورزی تو آپ نے کی ہے۔ **دعویٰ دال اور دلیل چنہ۔**

شیعہ مناظر کا اقرار کہ فدک بعد از نبی قائم مقام کا ہے۔

تفسير الصافى

2773

و عنه عليه السلام: نحن قوم فرض اللّٰه طاعتنا لنا الأنفال و لنا صفو (1) المال.

2774

و العيّاشىّ عن الباقر عليه
قيل و مَا الأنفال قال منها ا
أرض لا ربّ لها و كل أرض
قال ما كانَ للملوک فهو من

2775

و فى الجوامع عن الصادق عليه السلام:

اَلْأَنْفٰالِ

كل ما أخذ من دار الحرب بغير قتال و كل أرض انجلى أهلها عنها بغير قتال و سماها الفقهاء فيئاً و الأرضون الموات و الآجام و بطون الأوديه و قطايع الملوک و ميراث من لا وارث له و هى للّٰه و للرسول و لمن قام مقامه بعده.

2379

زبردست آپ نے تسلیم کر لیا کہ **رسول اللہ ﷺ کے بعد باغ فدک اس کے قائم مقام کا ہو گا** مطلب رسول اللہ ﷺ نے فدک سیدہ فاطمہ کو نہیں دیا کیونکہ وہ قائم مقام کا ہو گا۔ **اس اقرار سے آپ کا دعوی بھی باطل ہوا اور استدلال بھی۔**

میں نے کونسے اصول کو توڑا ہے نشاندہی کریں۔ تفسیر صافی میں موجود یہ **قول امام** ضعیف ہے تو آپ صحیح سند کہ ساتھ اس کی نفی ثابت کریں۔

غور طلب بات یہ ہے کہ تفسیر صافی میں موجود یہ قول امام واقعی ضعیف ہے تو پھر شیعہ مناظر نے اس قول سے بعد از نبی قائم مقام کے ہونے کا اقرار کیوں کیا؟

ابھی تو فدک کے ہبہ پر بات شروع ہی نہیں ہوئی ہے۔ کوئی ایک روایت صحیح السند ملکیت رسول ﷺ پر پیش کریں تا کہ پتہ چلے کے سامنے والا مناظر ہے ورنہ روتے رہیں گے۔

شیعہ مناظر کی طرف سے غیر علمی گفتگو اور بازاری الفاظ کی شروعات

شیعہ مناظر : ناظرین اس جاہل انسان کی حالت دیکھی ہے آپ نے؟ ابھی دیکھئے گا اسکو جوتے کیسے پڑتے ہیں۔ بالکل ہی جاہل اور علم سے پیدل انسان ہے یہ۔ جب تم سب جانتے ہوئے جان بوجھ کر ایک ہی بات بار بار کہو گے تو پھر میں جواب تو دوں گا۔ تم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا مخالف ایسا استدلال کر سکتا ہے ہوش اُڑ گئے ہیں تمہارے۔ تمہاری حالت دیکھ کر ترس آتا ہے تم پر۔

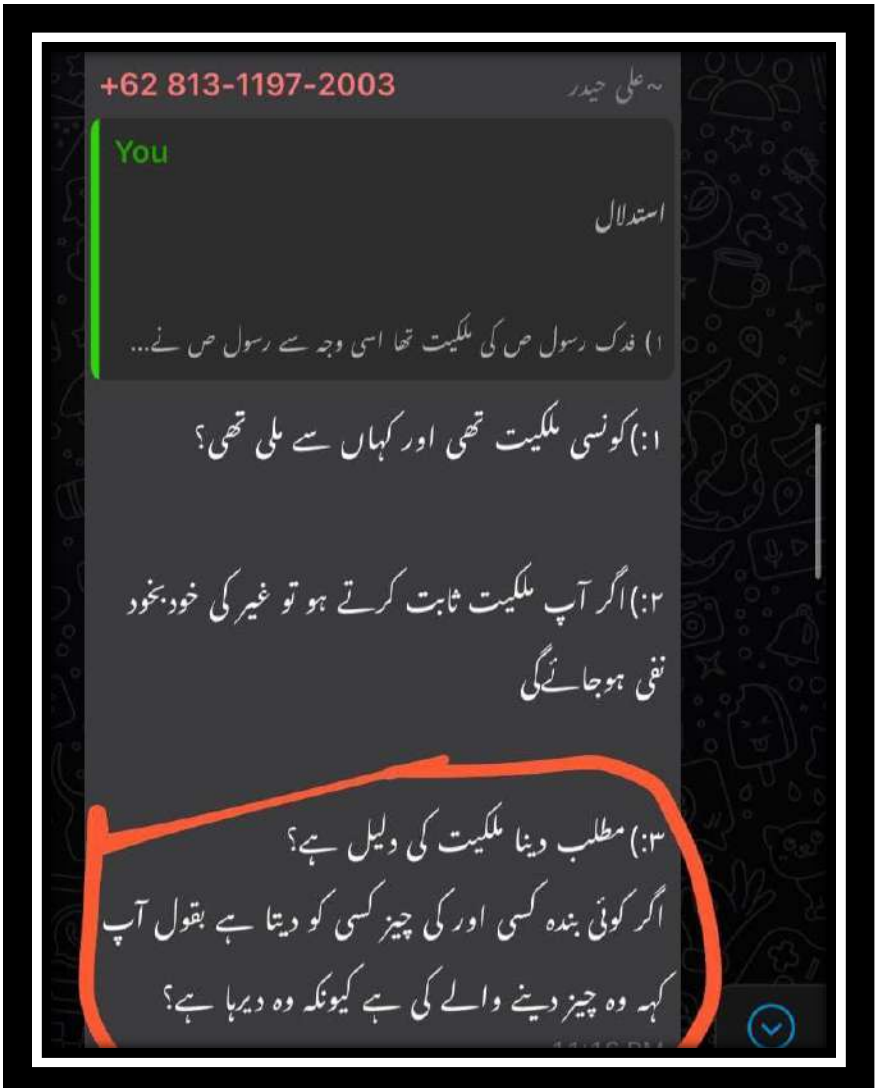

شیعہ مناظر: جھوٹے پر خدا کی لعنت، پہلے خود عام انسان کی مثالوں کو رسول پر فٹ کر رہے تھے۔
میں نے دلیل دی ابن حجر سے کہ کچھ چیزیں رسول ﷺ اور خدا کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں لہذا آپ کی دلیل باطل ہے۔ اب تم جھوٹ بک رہے ہو۔ بالکل جہالت۔ دیکھو اپنے دار العلوم دیوبند کی ویب سائیٹ اجتہاد فقط تب جائز ہے جب کوئی حکم قرآن و حدیث میں نہ ہو۔

AA Not Secure — uloom-deoband.com

ماہنامہ دارالعلوم ، شمارہ 5 ، جلد: 94 ، جمادی الاول – جمادی الثانی 1431ہجری مطابق مئی 2010 ء

یمن کے گورنر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

از: حمید اللہ قاسمی
جوری، سنت کبیر نگر (یوپی)

جب اہل یمن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ آپ ایک ایسا آدمی بھیج دیجئے جو صرف امیر ہی نہ ہو، بلکہ معلّم بھی ہو، تو اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرمبارک معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر پڑی، چنانچہ آپ نے ان کو اشارہ کرکے بلایا اور کہا کہ اے معاذ! تم یمن چلے جاؤ تمہاری وہاں ضرورت ہے ، پھر آپ نے تبلیغ سے متعلق کچھ نصیحتیں فرمائی اور ان کو وہاں کا گورنر مقرر فرمادیا اور کہا کہ اے معاذ! واپسی میں شاید تم مجھ سے نہ مل سکوگے ، یہ سننا تھا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے آنسو بہہ پڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی آنسو شدت محبت کی وجہ سے بہہ پڑے ، پھر جب روانہ ہونے لگے ، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل رہے تھے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سواری پر تھے ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ساتھ چل کر نصیحت بلکہ وصیت فرمارہے تھے ، اے معاذ! لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا ، مشکلات پیدا نہ کرنا ، انہیں خوشی ومسرت کا پیغام سنانا ، ایسی کوئی بات نہ کرنا جس سے انہیں دین سے نفرت ہوجائے۔

اس سفر کا منظر بھی عجیب تھا کہ محبوب پیدل چل رہے تھے اور محب سوار ، جی ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدل تھے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار تھے۔

اس وقت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے خوش تھے ، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتاہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر مجھے فیصلہ کرنے کے لیے قرآن وسنت میں کوئی چیز نہ ملے تو اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جواب سے اتنی خوشی ہوئی تھی ، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادہ کو اس چیز کی توفیق دی جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔

جبکہ سورہ حشر آیت 6 اور جناب عمر کے قول سے فدک رسول ﷺ کا خاصہ ہے جہاں چاہیں خرچ کریں جیسے چاہیں خرچ کریں بھلے سارا مال فئے اپنے پاس رکھ لیں نبی کو اختیار ہے، لہذا اس معاملے میں اجتہاد کسی کام کا نہیں۔ اوئے جاہل مطلق انسان۔ اس جاہل انسان کی حالت دیکھو میں نے قول عالم پیش نہیں کیا تھا بلکہ روایت پیش کی تھی دیوبندی ہو یا بریلوی سب ہی پیدل ہوتے ہیں۔

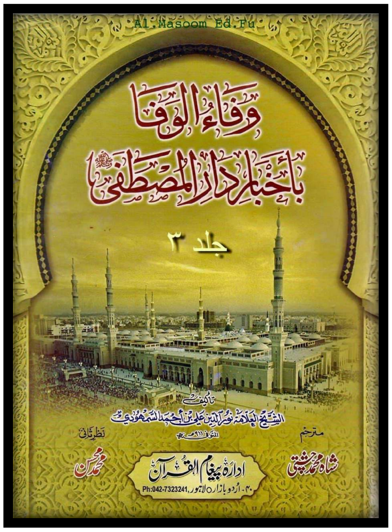

وفاء الوفا — 214 — حصہ سوم

کہ فدک کا باغ مروان کو حضرت عثمان نے دیا تھا کیونکہ انہوں نے مطلب یہ نکالا تھا کہ جو چیز نبی کے لئے خاص ہوتی ہے وہ آپ کے بعد آپ کے خلیفہ کی ہو جاتی ہے اور چونکہ خود آپ تو مالدار اور غنی تھے لہٰذا اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو دے دیا۔

رہا وہ جو علامہ مجد نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عطیۂ فدک کا دعویٰ کیا تھا تو ابن شبہ کے مطابق حضرت نمیر بن حسان کا قول اس کی گواہی دے رہا ہے' وہ کہتے ہیں' میں نے زید بن علی سے کہا' میرا ارادہ ہے کہ ابوبکر کے معاملہ کی خبر لوں' انہوں نے حضرت فاطمہ سے فدک چھین رکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر ایک رحمدل شخص تھے' وہ نہیں چاہتے تھے کہ جو کچھ نبی کریم ﷺ چھوڑ گئے تھے' اس میں تبدیلی کریں' حضرت فاطمہ ان کے پاس آئیں اور کہا کہ یہ فدک مجھے حضور ﷺ نے دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا' کیا کوئی گواہ موجود ہے؟ وہ حضرت علی کو لے آئیں جنہوں نے گواہی دیدی' پھر وہ اُمِ ایمن کو لائیں' انہوں نے کہا: کیا آپ اس بات کے گواہ نہیں کہ میں جنتی ہوں؟ انہوں نے کہا' کیوں نہیں' انہوں نے کہا تو پھر یقین کر لو کہ حضور ﷺ نے فدک فاطمہ کو دیدیا تھا۔ اب حضرت ابوبکر نے کہا: تو کیا آپ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی کے بناء پر مجھ سے یہ حق لینا چاہتی ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت زید بن علی نے کہا' بخدا' اگر میرے بس میں بھی ہوتا تو میں وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابوبکر نے کیا تھا۔

ابن شبہ کے مطابق کثیر نوی کہتے ہیں: میں نے ابو جعفر سے کہا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں' کیا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تمہارے حق میں ظلم کیا تھا یا کچھ لے لیا تھا؟ انہوں نے کہا تھا' ایسا ہرگز نہیں ہوا' اس ذات کی قسم جس نے اپنے خاص بندے پر قرآن نازل کیا کہ وہ لوگوں کو ڈر سنائیں' ان دونوں نے ہم پر رائی بھر بھی ظلم نہیں کیا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اسی جھوٹ کے ساتھ رافضیوں کا تعلق ہے' انہوں نے احادیث کو صحیح طریقے پر سمجھا ہی نہیں۔

فصل نمبر۳

مکہ و مدینہ کے درمیان حضور ﷺ کی طرف منسوب وہ مسجدیں جو آپ کے اس راستے میں آئیں جن پر دیگر انبیاء چلتے رہے

یہ راستہ عام لوگوں سے الگ تھا اور مسجد غزالہ کے قریب تھا' یہ راستہ خیف اور صفراء سے نہیں گزرتا بلکہ ثنیہ حرشی اور پھر جحفہ سے گذرتا تھا اور آج کل کے لوگوں کا راستہ اس راستے پر چلنے والوں کی داہنی طرف ہے چنانچہ آپ کو

شیعہ مناظر: یہ اوپر روایت کی پوری سند ہے بیوقوف انسان (شیعہ مناظر کا اخلاق ملاحظہ فرمائیں)

07079

تحفۂ اثناء عشریہ اردو

وہ عظیم الشان کتاب جس میں شیعہ مذہب کی ابتداء، ان کے بے شمار فرقے شیعوں کے اسلاف علماء اور ان کی کتابیں، احادیث اور ان کے راویوں کے حالات۔ ان کے مکر و فریب کے طریقے جن سے وہ سادہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لاتے ہیں۔ الوہیت، نبوت، معاد اور امامت کے بارے میں اُن کے عقائد اُن کے پوشیدہ فقہی مسائل، صحابۂ کرام، ازواج مطہرات اور اہل بیت کے متعلق ان کے عقائد و اقوال۔ اُن کے جھوٹ، مکائد و مطاعن، ان کے اوہام و تعصبات اور بطلات کی تفصیل۔ غرض اس کتاب میں اس موضوع کے تمام مباحث جمع کر دیے گئے ہیں۔

تصنیف: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

ترجمہ اردو: مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی (مظاہری)

ناشر

دار الاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی

میں تقسیم نہیں ہوا۔ اور ان کی کم فہمی ہے کہ اعتراض دہشتہ میں ایسی بات کہہ رہے ہیں جس سے اہل سنت کی دلیل اور مضبوط ہوتی ہے۔ اب ان کا ڈھیٹ پن دیکھئے کہ پہلے تو طعن کرتے رہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میراث کا حق بنتے ہوئے بھی میراث نہیں دی اور جب ان کے ائمہ معصومین کے طرز عمل اور ان کی روایات سے یہ بات ثابت کر دی گئی کہ متروکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں میراث جاری نہیں ہوتی تو اب پینترا بدل کر ایک اور دعویٰ تراشا اور ایک طعن کر ڈالا۔ ملاحظہ ہو۔

اعتراض (۱۳) کہ باغ فدک جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہبہ کر دیا تھا۔ ان کے دعوی کو ناقابل سماعت قرار دے کر انہیں گواہ پیش کرنے کے لیے کہا۔ اور جب جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے گواہی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کو پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس گواہی کو رد کر دیا اور فرمایا ایک مرد کے ساتھ دو عورتیں ہونی چاہئیں۔ اس پر جناب سیدہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو گئیں اور آپ سے بول چال بند کر دی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا تھا مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ (جس نے ان کو غصہ دلایا۔ اس نے مجھے ناراض کیا)

جواب:۔ اس اعتراض کا یہ ہے کہ حضرت زہراء رضی اللہ عنہا کا دعوائے ہبہ اور گواہی میں جناب علی وام ایمن، یا بروایت دیگر جناب حسنین رضی اللہ عنہم کو پیش کرنے کی روایات افتراء اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ اہل سنت کی کتابوں میں اس معاملہ کی کسی

تحفہ اثناعشریہ اردو ۵۴۳

عنوان کوئی روایت موجود نہیں۔ لہٰذا اس کا سہارا لے کر اہل سنت پر الزام لگانا اور ان سے جواب طلب کرنا نادانی اور دھاندلی ہے۔ اہل سنت کی کتابوں میں جو روایت ملتی ہے وہ اس کے برعکس، اور مخالف ہے، چنانچہ مشکوٰۃ میں بحوالہ ابوداؤد جناب مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلیفہ ہوئے تو تمام بنو مروان کو جمع کیا اور فرمایا۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهٗ فَدَكُ فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُوْدُ مِنْهَا عَلٰى صَغِيْرِ بَنِيْ هَاشِمٍ وَيُزَوِّجُ مِنْهَا اَيِّمَهُمْ وَاِنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَاَلَتْهُ اَنْ يَّجْعَلَهَا لَهَا فَاَبٰى فَكَانَتْ كَذٰلِكَ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَضٰى بِسَبِيْلِهٖ فَلَمَّا اَنْ وَّلِيَ اَبُوْبَكْرٍ عَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَيٰوتِهٖ حَتّٰى مَضٰى بِسَبِيْلِهٖ فَلَمَّا اَنْ وَّلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَا حَتّٰى مَضٰى بِسَبِيْلِهٖ ثُمَّ اَقْطَعَهَا مَرْوَانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَرَاَيْتُ اَمْرًا مَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى ...

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فدک تھا۔ آپ اس کی آمدنی خرچ فرماتے ہاشمی بچوں کی خور و پرداخت اور بیواؤں کے عقد ثانی میں صرف فرماتے۔ آپ کی بیٹی جناب فاطمہؓ نے آپ سے سوال کیا کہ آپ فدک (کی آمدنی) میرے لیے مقرر فرما دیں۔ مگر آپؐ نے اس سے انکار فرما دیا۔ اور آپ کی حیات تک فدک کا معاملہ بدستور رہا۔ اور جب جناب ابوبکرؓ والی ہوئے تو انہوں نے بھی اس معاملہ کو اسی طرح رکھا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔ یہاں تک کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔ پھر جناب عمر خطاب والی ہوئے تو آپ نے وہی راہ عمل اختیار کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ابوبکرؓ نے اختیار کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مروان نے ...

شیعہ مناظر کی طرف سے اہلسنت مقدسات کی واضح توہین اور فریق مخالف پر ذاتی حملے!

شیعہ مناظر: شکریہ بہت بہت یہ اسکین لگا دیا آپ نے۔ اس سے واضح ہو جائے گا **سنیوں کا سب بڑا مناظر شاہ عبدالعزیز بھی جاہل اور جھوٹا تھا۔ سنیوں کا سب سے چھوٹا مناظر عبدالسلام بھی جھوٹا اور جاہل ہے۔** گواہ طلب کرنے والی روایت سنی کتب میں بسند حسن موجود ہے۔ جی ناظرین شاہ عبدالعزیز نے دعوی کیا ایسی کوئی روایت سنی کتاب میں ہے ہی نہیں۔ میں بسند حسن روایت پیش کرتا ہوں۔

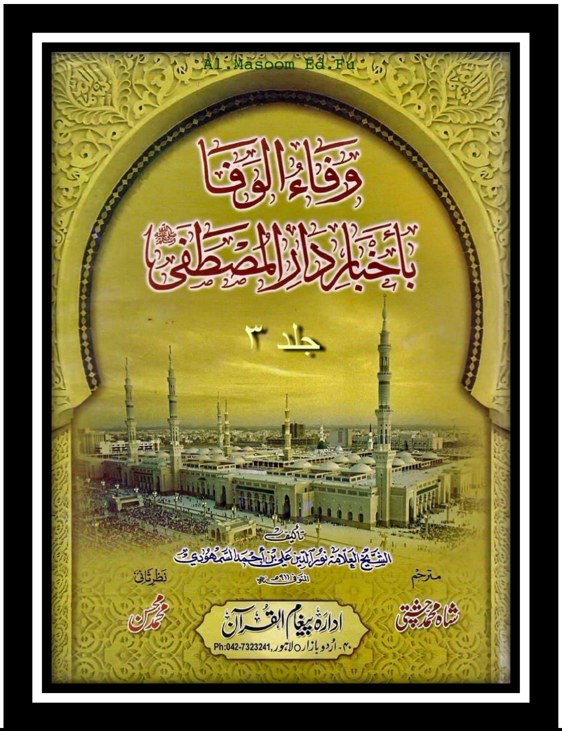

کہ فدک کا باغ مروان کو حضرت عثمان نے دیا تھا کیونکہ انہوں نے مطلب یہ نکالا تھا کہ جو چیز نبی کے لئے خاص ہوتی ہے وہ آپ کے بعد آپ کے خلیفہ کی ہو جاتی ہے اور چونکہ خود آپ تو مالدار اور غنی تھے لہٰذا اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو دے دیا۔

رہا وہ جو علامہ مجد نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عطیۂ فدک کا دعویٰ کیا تھا تو ابن شبہ کے مطابق حضرت نمیر بن حسان کا قول اس کی گواہی دے رہا ہے' وہ کہتے ہیں' میں نے زید بن علی سے کہا' میرا ارادہ ہے کہ ابوبکر کے معاملہ کی خبر لوں' انہوں نے حضرت فاطمہ سے فدک چھین رکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر ایک رحمدل شخص تھے' وہ نہیں چاہتے تھے کہ جو کچھ نبی کریم ﷺ چھوڑ گئے تھے' اس میں تبدیلی کریں' حضرت فاطمہ ان کے پاس آئیں اور کہا کہ یہ فدک مجھے حضور ﷺ نے دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا' کیا کوئی گواہ موجود ہے؟ وہ حضرت علی کو لے آئیں جنہوں نے گواہی دیدی' پھر وہ اُمِ ایمن کو لائیں' انہوں نے کہا: کیا آپ اس بات کے گواہ نہیں کہ میں جنتی ہوں؟ انہوں نے کہا' کیوں نہیں' انہوں نے کہا تو پھر یقین کر لو کہ حضور ﷺ نے فدک فاطمہ کو دیدیا تھا۔ اب حضرت ابوبکر نے کہا: تو کیا آپ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی کے بناء پر مجھ سے یہ حق لینا چاہتی ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت زید بن علی نے کہا' بخدا' اگر میرے بس میں بھی ہوتا تو میں وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابوبکر نے کیا تھا۔

ابن شبہ کے مطابق کثیر نوی کہتے ہیں: میں نے ابو جعفر سے کہا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں' کیا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تمہارے حق میں ظلم کیا تھا یا کچھ لے لیا تھا؟ انہوں نے کہا تھا' ایسا ہرگز نہیں ہوا' اس ذات کی قسم جس نے اپنے خاص بندے پر قرآن نازل کیا کہ وہ لوگوں کو ڈرسنائیں' ان دونوں نے ہم پر رائی بھر بھی ظلم نہیں کیا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اسی جھوٹ کے ساتھ رافضیوں کا تعلق ہے' انہوں نے احادیث کو صحیح طریقے پر سمجھا ہی نہیں۔

فصل نمبر۳

مکہ و مدینہ کے درمیان حضور ﷺ کی طرف منسوب وہ مسجدیں جو آپ کے اس راستے میں آئیں جن پر دیگر انبیاء چلتے رہے

یہ راستہ عام لوگوں سے الگ تھا اور مسجد غزالہ کے قریب تھا' یہ راستہ خیف اور صفراء سے نہیں گزرتا بلکہ حیٔ ثنیہ حرشی اور پھر جحفہ سے گذرتا تھا اور آج کل کے لوگوں کا راستہ اس راستے پر چلنے والوں کی داہنی طرف ہے چنانچہ آپ کو

پہلی کتاب تو یہی ہے جس میں یہ روایت موجود ہے۔ یہ سند بھی حسن ہے ویسے۔ مزید حوالہ لو

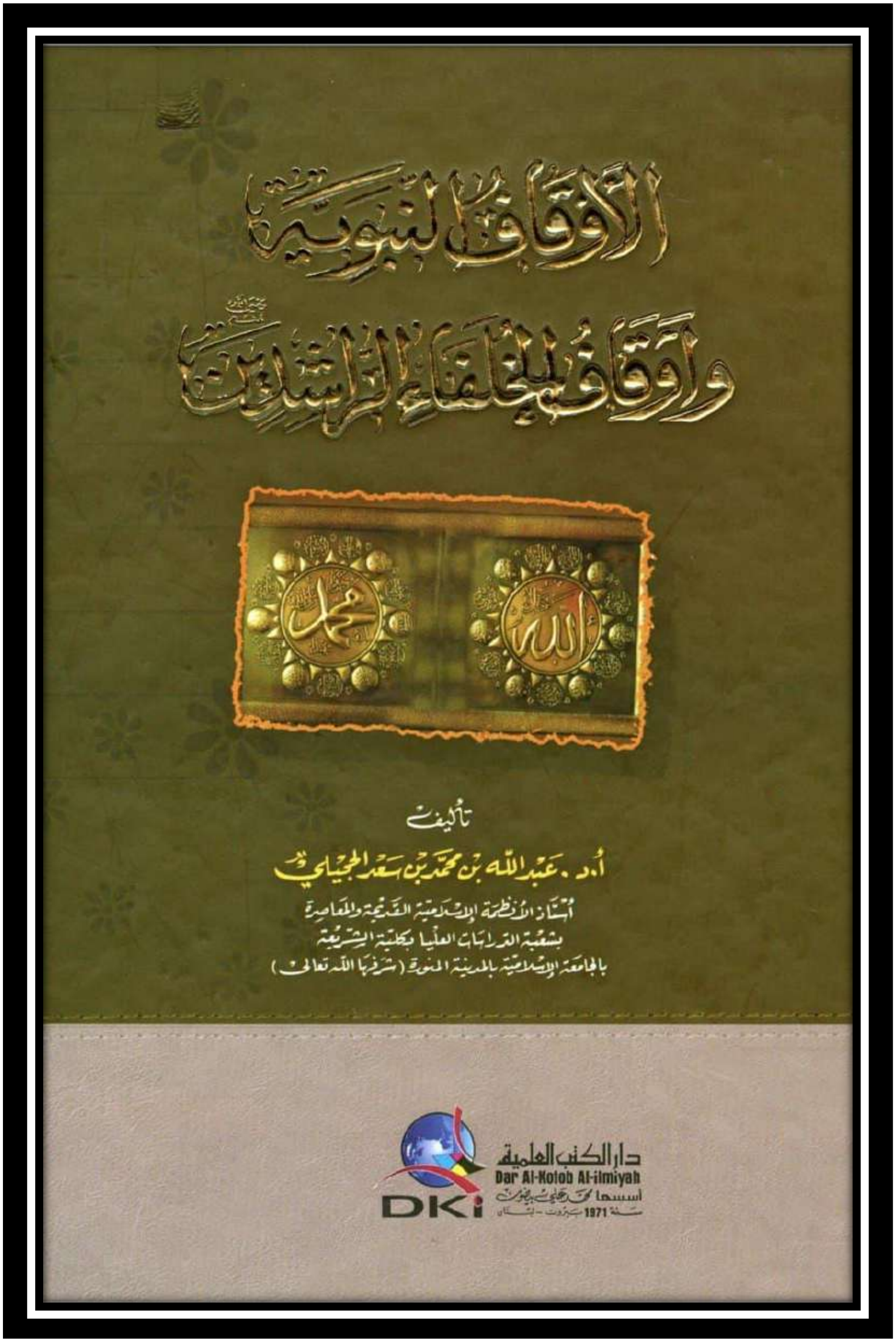
الأوقاف النبوية
وأوقاف الخلفاء الراشدين
تأليف
أ.د. عبد الله بن محمد بن سعد الحجيلي
أستاذ الأنظمة الإسلامية القديمة والمعاصرة
بشعبة الدراسات العليا بكلية الشريعة
بالجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة (شرفها الله تعالى)
دار الكتب العلمية
Dar Al-Kotob Al-ilmiyah
DKI

اعترافهما له بأن النبي ﷺ قال: (لا نورث، ما تركناه صدقة) لما في الصحيح من قصة دخولهما على عمر يختصما في ما أفاء الله على رسوله ﷺ من مال بني النظير، وقد دفع عمر إليهما ذلك ليعملا بما كان رسول الله ﷺ يعمل به، وأبو بكر بعده، وذلك بحضور عثمان وعبد الرحمن بن عوف وسعد والزبير رضي الله عنهم"(١).

وذكر ابن شبه، وعنه نقل المجد الفيروزآبادي نصاً جميلاً رائعاً يدحض آراء الروافض حول ما يذكرونه في كتبهم قديماً وحديثاً، وأن أبا بكر الصديق غلب فاطمة الزهراء على حقها وأخذه عنوة، وهذا النص مروي عن آل البيت الطاهر وذرية فاطمة رضي الله عنها.

قال ابن شبه: "حدثنا محمد بن عبد الله بن الزبير، قال: حدثنا فضيل بن مرزوق، قال: حدثني النميري بن حسان، قال: قلت لزيد بن علي -رحمه الله- وأنا أريد أن أهجن أمر أبي بكر، أن أبا بكر رضي الله عنه انتزع من فاطمة -رضي الله عنها- فدك، فقال: إن أبا بكر رضي الله عنه كان رجلاً رحيماً، وكان يكره أن يغير شيئاً تركه رسول الله ﷺ، فأتته فاطمة -رضي الله عنها- فقالت: إن رسول الله ﷺ أعطاني فدك، فقال لها: هل لك على هذا بينة؟، فجاءت بعلي رضي الله عنه فشهد لها، ثم جاءت بأم أيمن، فقالت: أليس تشهد أني من أهل الجنة، فقال: بلى، قال أبو أحمد: يعني أنها قالت ذلك لأبي بكر وعمر -رضي الله عنهما-، قالت: فأشهد أن النبي ﷺ أعطاها فدك، فقال أبو بكر رضي الله عنه أفبرجل وامرأة تستحقيها، أو تستحقين بها القصبة؟، قال زيد بن علي: وأيم الله لو

(١) فتح الباري (٦/١٩٧-١٩٨)، (٧/٣٣٤-٣٣٥)، (٩/٥٠٢-٥٠٣)، (١٢/٦)، (١٣/٢٧٧-٢٧٨)، وهناك الحديث بكامله وبأجزاء منه في بعض المواطن.

رجع الأمر إليّ لقضيت فيها بقضاء أبي بكر ﷺ"[1]. ا.هـ.

فهذا يدل على أن ما حكم به الصديق ثم عمر الفاروق ومن بعده أنه هو الحق، ثم أنها آلت إلى علي بن أبي طالب في عصر مبكر في خلافة الفاروق فهو يعمل بها بمثل ما عمل الخليفتان الراشدان، ثم آلت إليه أيام خلافته، فلم يغير مما عملا شيئاً، وفي خلافته كان مطلق اليد لا ينازعه أحداً البتة. فما عملا بها الحق الذي لا مرية فيه، وهذا رد مفحم على الروافض. وهو تعليل مقنع لكل ذي عقل سوي، أما المعاند المجادل المفتري فلا حيلة فيه البتة.

قال السمهودي:

"وروى ابن شبة أيضاً عن كثير النوّاء، قلت لأبي جعفر: جعلني الله فداك، أرأيت أبا بكر وعمر رضي الله عنهما هل ظلماكم من حقكم شيئاً، أو ذهبا به؟ قال: لا، والذي أنزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيراً، ما ظلمانا من حقنا مثقال حبة من خردل. قلت: جعلت فداك، أفأتولاهما؟، قال: نعم، ويحك تولاهما! تولاهما في الدنيا والآخرة، وما أصابك في عنقي، ثم قال: فعل الله بالمغيرة وبيان فإنهما كذبا علينا أهل البيت.

قلت -أي السمهودي-: وبذلك الكذب تعلق الروافض، ولم يفهموا الأحاديث المتقدمة على وجهها، وكلام الإمام السمهودي عنها مطول جداً من (٣/٤١٠-٤١٩)، وقد اختصرته وهو جدير بالاطلاع حتى يزول اللبس حول هذه الحادثة. فقد أجاد وأفاد رحمه الله تعالى.

(١) أخبار المدينة المنورة (١/١٢٤) قال المحقق: "إسناده حسن".

اسناد حسن

اللہ جل جلالہ قرآن میں فرماتا ہے لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ

مفتے میں شاہ عبد العزیز تے لعنت پوائے۔ (شیعہ مناظر کی ذہنیت نوٹ کریں)

اہلسنت مناظر کی الزامی دلیل

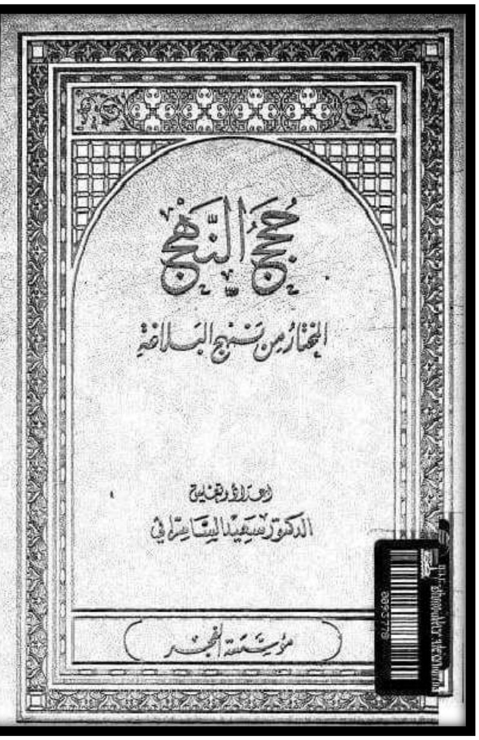

وقلت له : بمن يعرّض ؟ فقال : بل يصرّح . قلتُ : لو صرّح لم أسألك . فضحك وقال : بعليّ بن أبي طالب عليه السلام ، قلت : هذا الكلام كله لعليّ يقوله ! قال : نعم ، إنه المُلْك يابني ، قلت : فما مقالة الأنصار ؟ قال : هتفوا بذكر عليّ فخاف من اضطراب الأمر عليهم فنهاهم . فسألته عن غريبه ، فقال : أما الرِّعة بالتخفيف ، أي الاستماع والإصغاء ؛ والقالة : القول ، وثُعالة : اسم الثعلب علم غيرُ مصروف ، ومِثل ذُؤالة للذئب ، وشهيده ذنبه ، أي لا شاهد له على ما يدّعي إلّا بعضه وجزء منه ، وأصله مثل ، قالوا : إنّ الثعلب أراد أن يُغريَ الأسد بالذئب ، فقال : إنه قد أكل الشاة التي كنت قد أعددتها لنفسك ، وكنت حاضراً ، قال : فمن يشهد لك بذلك ؟ فرفع ذنبه وعليه دم ، وكان الأسد قد افتقد الشاة . فقبل شهادته ، وقتل الذئب ، ومُرِبّ : ملازم ، أرِبَّ بالمكان . وكرّوها جَذَعة : أعيدوها إلى الحال الأولى ، يعني الفتنة والهرْج . وأمّ طِحال : امرأةٌ بغيٌّ في الجاهلية ، ويضرب بها المثل فيقال : أزنى من أمّ طِحال .

قال أبو بكر : وحدّثني محمد بن زكريّا قال : حدّثني ابن عائشة ، قال : حدّثني أبي ، عن عمّه قال : لمّا كلمت فاطمة أبا بكر بكى ، ثم قال : يابنةَ رسول الله ، والله ما ورّث أبوك ديناراً ولا درهماً ، وإنّه قال : إنّ الأنبياء لا يورثون ، فقالت : إنّ فَدَك وَهَبها لي رسولُ الله صلّى الله عليه وآله ، قال : فمن يشهد بذلك"؟ فجاء عليّ بن أبي طالب عليه السلام فشهد ، وجاءت أمّ أيمن فشهدتْ أيضاً ، فجاء عمرُ بن الخطّاب وعبدُ الرحمن بن عوف فشهد أنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلم كان يقسمها ، قال أبو بكر : صدقت يا ابنةَ رسول الله صلّى الله عليه وسلم ، وصدق عليّ ، وصدقتْ أمّ أيمن ، وصدق عمر ، وصدق عبد الرحمن بن عوف ، وذلك أنّ مالك لأبيك ، كان رسول الله صلى الله عليه وسلّم يأخذ من فدك قوتكم ، ويقسم الباقي ، ويحمل منه في سبيل الله ، فما تصنعين بها ؟ قالت : أصنع بها كما يصنع بها أبي ؛ قال : فلك عليّ الله أن أصنع فيها كما يصنع فيها أبوك ، قالت : اللّه لتفعلنّ ! قال : الله لأفعلنّ ، قالت : اللهمّ اشهد ؛ وكان أبو بكر يأخذ غلّتها فيدفع إليهم منها ما يكفيهم ، ويقسم الباقي ، وكان عمر كذلك ، ثم كان عثمان كذلك ، ثم كان عليّ كذلك ؛ فلمّا ولي

266

شیعہ مناظر کا رد: اسکے تمام روات شیعہ رجال میں مجہول الحال ہیں، معلوم ہی نہیں کون تھے۔

میزان الاعتدال (اُردو) جلد ششم ۱۳

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
۷۵۱۳ - محمد بن ذکوان	۱۶۲	۷۵۳۹ - محمد بن ابوزعیزعہ	۱۶۸
۷۵۱۴ - محمد بن راشد مکحولی شامی	"	۷۵۴۰ - محمد بن زکریا خطیب	"
۷۵۱۵ - محمد بن راشد بغدادی	"	۷۵۴۱ - محمد بن زکریا بن دوید کندی	"
۷۵۱۶ - محمد بن راشد شامی	"	۷۵۴۲ - محمد بن زکریا اصبہانی	"
۷۵۱۷ - محمد بن راشد	۱۶۳	۷۵۴۳ - محمد بن زکریا غلابی بصری	"
۷۵۱۸ - محمد بن راشد بصری	"	۷۵۴۴ - محمد بن زکریا تیمی	۱۶۹
۷۵۱۹ - محمد بن راشد	"	۷۵۴۵ - محمد بن زنبور مکی	"
۷۵۲۰ - محمد بن ربیعہ	"	۷۵۴۶ - محمد بن زہیر بن عطیہ سلمی	۱۷۰

جبکہ محمد بن زکریا نام کے روات سنی رجال میں موجود ہیں لہذا یہ سنی روایت ہے۔ بالکل ضعیف ہے، حجت نہیں ہے۔

شیعہ کتب میں بسند صحیح گواہ والی روایت

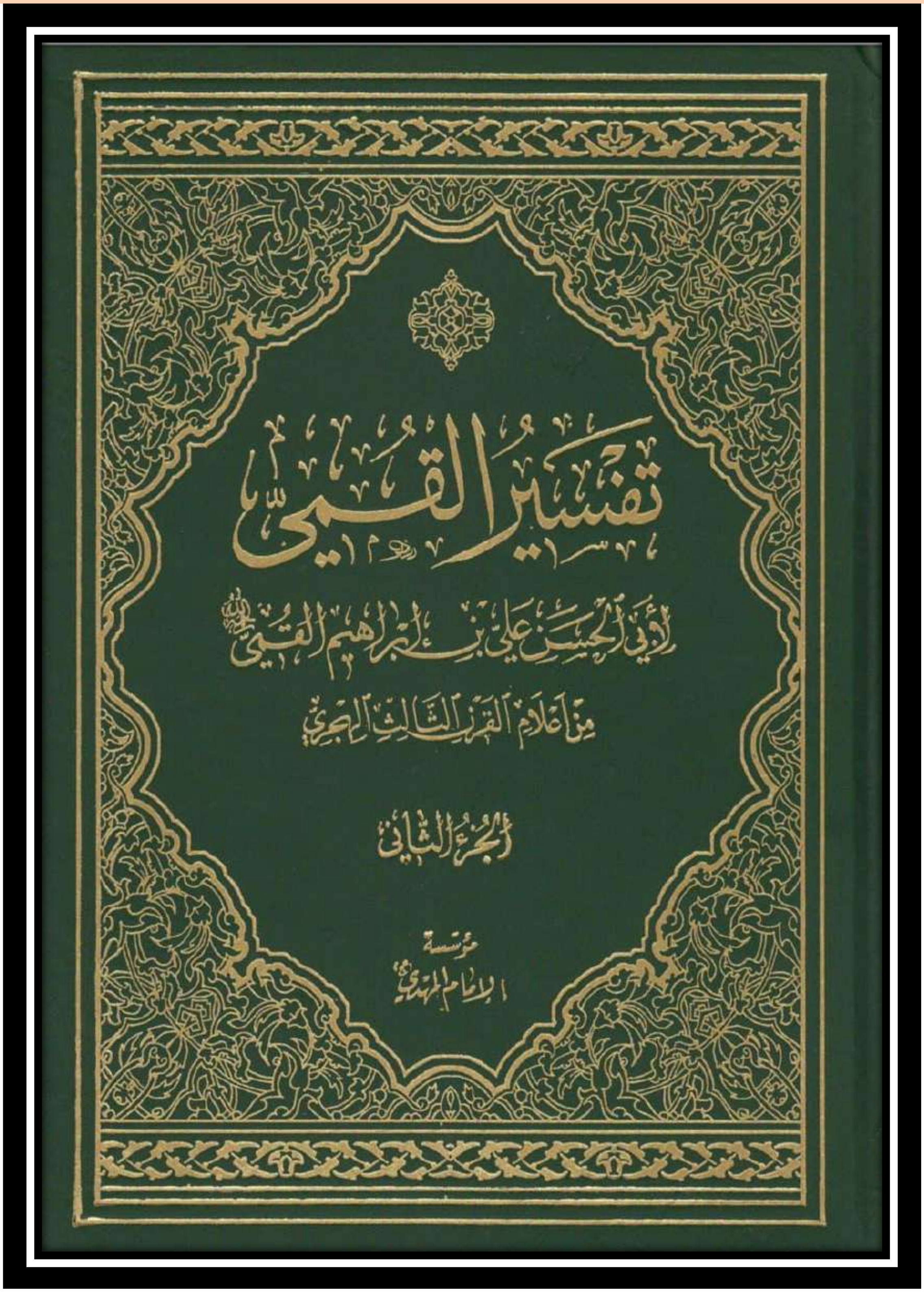

ابن الحسين عليهما السلام في قوله: ﴿فِطْرَةَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ قال: هو لا إله إلّا الله محمّد رسول الله صلى الله عليه وآله عليّ عليه السلام أمير المؤمنين ولي الله، إلى ها هنا التوحيد.(١)

٤ ـ أخبرنا أحمد بن إدريس، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن سنان، عن حمّاد ابن عثمان النّاب وخلف بن حمّاد، عن الفضيل بن يسار وربعي بن عبدالله، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله تعالى: ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا﴾

قال: قم في الصلاة ولا تلتفت يميناً ولا شمالاً.(٢)

وقال عليّ بن إبراهيم في قوله: **﴿فَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ﴾** «٣٨»

٥ ـ فإنّه حدّثني أبي، عن ابن أبي عمير، عن عثمان بن عيسى وحمّاد بن عثمان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لمّا بويع لأبي بكر واستقام له الأمر على جميع المهاجرين والأنصار، بعث إلى فدك، فأخرج وكيل فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله منها،

فجاءت فاطمة عليها السلام إلى أبي بكر، فقالت: يا أبابكر! منعتني [عن] ميراثي من رسول الله وأخرجت وكيلي من فدك، وقد جعلها لي رسول الله صلى الله عليه وآله بأمر الله؟!

فقال لها: هاتي على ذلك شهوداً، فجاءت بأُمّ أيمن، فقالت:

لا أشهد حتّى أحتجّ ـ يا أبابكر ـ عليك بما قال رسول الله صلى الله عليه وآله،

فقالت: أنشدك الله يا أبابكر، ألست تعلم أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال: إنّ أُمّ أيمن امرأة من أهل الجنّة؟ قال: بلى. قالت: فأشهد أنّ الله أوحى إلى رسول الله صلى الله عليه وآله:

﴿فَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ﴾ فجعل فدك لفاطمة عليها السلام بأمر الله. وجاء عليّ عليه السلام فشهد بمثل ذلك، فكتب لها كتاباً [بردّ] فدك(٣) ودفعه إليها، فدخل عمر فقال: ما هذا الكتاب؟

فقال أبوبكر: إنّ فاطمة ادّعت في فدك، وشهدت لها أُمّ أيمن وعليّ، فكتبت لها

---

(١) عنه البحار: ٢٧٧/٣ ح٣، والبرهان: ٣٤٤/٤ ح١٩، ونور الثقلين: ٣٩٧/٥ ح٥٩.

(٢) عنه البحار: ٦٤/٨٤ ح١٧، والبرهان: ٣٤٤/٤ ح٢٠، ونور الثقلين: ٣٩٥/٥ ح٥٠، والوسائل: ٢١٥/٣ ح٦.

(٣) «بفدك» خ.

بفدك. فأخذ عمر الكتاب من فاطمةعليها السلام فمزّقه[١] وقال: هذا فيء المسلمين، وقال: أوس بن الحدثان وعائشة وحفصة يشهدون على رسول الله صلى الله عليه وآله بأنّه قال:

إنّا معاشر الأنبياء لا نورّث، ما تركناه صدقة، وإنّ عليّاً زوجها يجرّ إلى نفسه، وأمّا وأمّ أيمن فهي امرأة صالحة، لو كان معها غيرها لنظرنا فيه.

فخرجت فاطمةعليها السلام من عندهما باكية حزينة، فلمّا كان بعد هذا جاء عليّعليه السلام إلى أبي بكر وهو في المسجد وحوله المهاجرون والأنصار، فقال:

يا أبا بكر، لم منعت فاطمةعليها السلام من ميراثها من رسول الله صلى الله عليه وآله وقد ملكته في حياة رسول الله صلى الله عليه وآله، فقال أبو بكر: هذا فيء المسلمين، فإن أقامت شهوداً أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله جعله لها وإلّا فلا حقّ لها فيه،

فقال أمير المؤمنينعليه السلام: يا أبا بكر، تحكم فينا بخلاف حكم الله في المسلمين؟!

قال: لا. قال: فإن كان في يد المسلمين شيء يملكونه ادّعيت أنا فيه، من تسأل البيّنة؟ قال: إيّاك كنت أسأل البيّنة على ما تدّعيه على المسلمين.

قال: فإذا كان في يدي شيء وادّعى فيه المسلمون، فتسألني البيّنة على ما في يدي وقد ملكته في حياة رسول الله صلى الله عليه وآله وبعده، ولم تسأل المسلمين البيّنة على ما ادّعوا عليّ شهوداً كما سألتني على ما ادّعيت عليهم؟! فسكت أبو بكر.

ثمّ قال عمر: يا عليّ دعنا من كلامك، فإنّا لا نقوى على حججك، فإن أتيت بشهود عدول وإلّا فهو فيء المسلمين لا حقّ لك ولا لفاطمة فيه.

فقال أمير المؤمنينعليه السلام: يا أبا بكر، تقرأ كتاب الله؟ قال: نعم. قال: فأخبرني عن قول الله تعالى: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾[٢] فيمن نزلت، أفينا أم في غيرنا؟ قال: بل فيكم.

---

(١) [ومزّقه] راجع شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد: ١٠١/٤ والسيرة الحلبيّة: ٤٠٠/٣ وإنسان العيون في سيرة الأمين والمأمون: ٤٠ وفيه: أخذ عمر الكتاب فشقّه، راجع كتابنا عوالم فاطمة عليها السلام: ٦١١/٢ أبواب فدك في عهد النبيّ صلى الله عليه وآله وبعده.

(٢) الأحزاب: ٣٣.

اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے۔ بیٹا تم تو جاہل ہو۔ سنی لائبریری کے اسکین اُٹھا کر لے آئے ہو آتا جاتا کچھ ہے نہیں، بھائی دلیل تم دو کسی نے غنیمت کو خاصہ کہا ہو۔

اگر خاصہ کے معنی سنبھالنے کے معنی میں ہے تو مال غنیمت بھی رسول ﷺ ہی سنبھالتے تھے کوئی غیر نہیں سنبھالتا تھا۔ دکھاؤ کسی عالم نے مال غنیمت کو بھی خاصہ کہا ہو۔ بیٹا کیوں ذلیل ہونا چاہتے ہو مزید؟ **فئے وہ مال ہے جو بغیر جنگ کے حاصل ہو، وہ رسول ﷺ کا خاصہ ہے انکے لیے مخصوص ہے۔ غنیمت سے مراد وہ مال جو جنگ سے حاصل ہو، جس کے مصارف انفال میں موجود ہیں۔**

جہالت کی حد۔ جھوٹ کی حد

میں نے حدیث لگائی، رسول ﷺ نے فدک ہبہ کیا جو اُن کی ذاتی ملکیت ہونے کی قوی دلیل ہے۔ تم میں ہمت ہے تو حدیث لگاؤ کہ فدک رسول ﷺ کی ملکیت نہیں تھا۔ باقی خیانت کرنا تو تمہارا کام ہے ابھی شاہ عبد العزیز سے مثال دے چکا ہوں۔ ناظرین اسکی حالت دیکھیں۔ ایک گھنٹے سے شور کر رہا ہے کہ میں فدک کو ملکیت رسول ﷺ ثابت کروں۔

اسکرین شاٹ دیکھیں۔

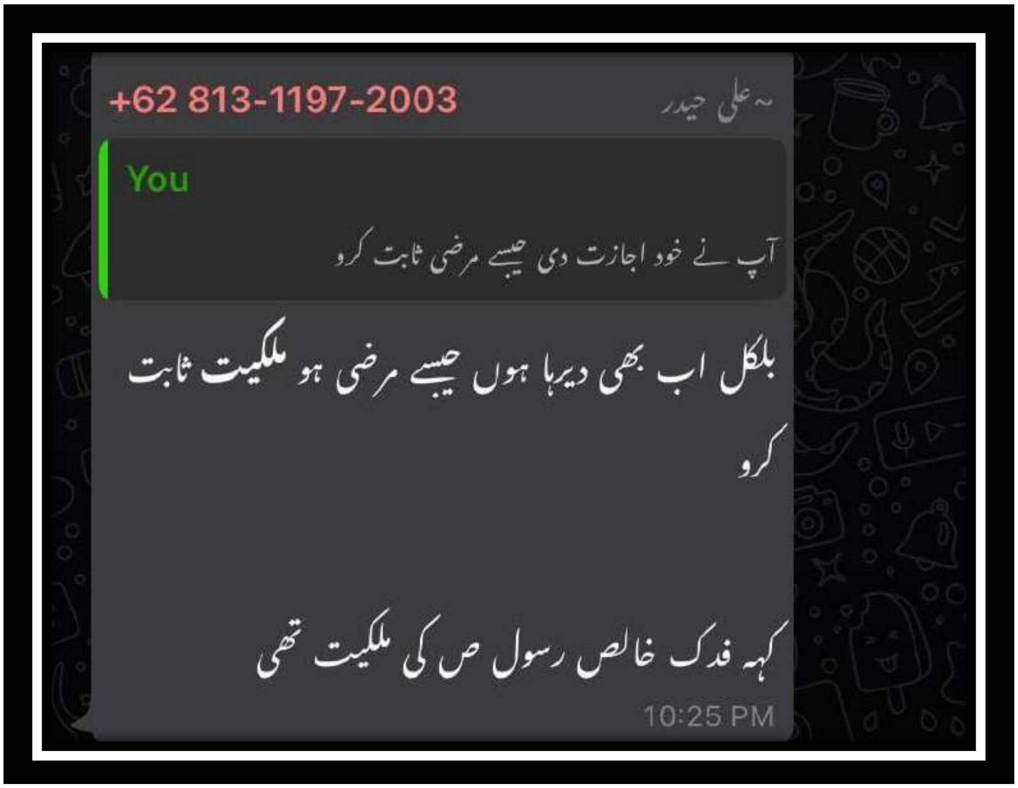

اہل سنت مناظر کی دلیل

انعام الباری جلد ۷   ۵۴۷   ۵۷۔ کتاب فرض الخمس

"فدک" کی تفصیل

"فدک" یہ خیبر سے کچھ فاصلہ پر ایک مستقل قلعہ تھا، وہاں کے لوگوں نے حضور اکرم ﷺ سے صلح کر کے اپنا سب کچھ حضور اکرم ﷺ کے حوالہ کر دیا تھا، چونکہ وہ صلح کر کے حوالہ کیا تھا اس واسطے "فدک"۔ "فئی" میں داخل ہو گیا، جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو مکمل اختیار حاصل تھا۔

وہ آنحضرت ﷺ کی ملکیت تھا اور اس ملکیت سے نبی کریم ﷺ اپنے عیال کا نفقہ ادا فرماتے تھے، اپنے اہل بیت کو بھی کچھ حصہ دیا کرتے تھے اور باقی جہاد میں اور فی سبیل اللہ خرچ فرماتے تھے۔

چونکہ نبی کریم ﷺ کی میراث تقسیم نہیں ہوئی تھی اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کے ارشاد کے بمطابق فدک کی تولیت اپنے پاس رکھی، لیکن ساتھ ہی اس بات کا التزام کیا کہ فدک کی آمدنی سے جن جن لوگوں کو حصہ جاتا ہے ان سب کا اسی طرح حصہ جائے جس طرح نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں جاتا تھا۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور اہل بیت، سب کو اسی طریقہ سے حصہ دینا شروع کیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب میراث کا سوال کیا تھا تو اس میں فدک کا سوال بھی داخل تھا، لیکن جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرما دیا تو اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں اور جیسا کہ ذکر کیا گیا ... ۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ متولی رہے، اس کے ... رہے، تو انہوں نے بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یا اپنی ... رات مستحقین کرتے آئے تھے، اسی طرح کا تصر... ہوتا رہا، یہاں تک کہ جب خلافت عباسیہ کا ... نے فدک غصب کر رکھا ہے، اس لئے بنو عبا... اللہ عنہا کی اولاد میں مالکانہ حقوق کے ساتھ ...

اس وقت ز... ہیں انہوں نے سفاح پر نکیر کی کہ جو معاملہ حضر... علی رضی اللہ عنہ کرتے آئے ہیں، آپ اس کو بدل رہے ...

اس سے صا... نے جو طریقہ اختیار فرمایا وہ نبی کریم ﷺ کے طریقہ ...

شیعہ مناظر کا رد: اس میں واضح لکھا ہے فدک رسول ﷺ کی ملکیت ہے۔ آگے جو تم نے highlight کیا ہے اُس سے اسکی ہرگز نفی نہیں ہوتی۔ بیوقوف انسان۔ مال فئے سب کو دینا کیا رسول ﷺ پر لازم تھا؟ ہرگز نہیں

یہ مال رسول ﷺ کا خاصہ تھا جیسے مرضی خرچ کرتے، چاہے خود رکھتے یا کسی اور کو دے دیتے۔

رسول ﷺ کا اہل و عیال پر خرچ کرنا ان کی خوشی تھی نا کہ واجب تھا۔

ملاحظہ کریں۔

بدائع الصنائع
في ترتيب الشرائع

تأليف

الإمام علاء الدين أبي بكر بن مسعود

الكاساني الحنفي

المتوفى ٥٨٧ هـ

تحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

الجزء التاسع

يحتوي على الكتب التالية:

الشهادة - آداب القاضي - القسمة - الحدود

السرقة - قطاع الطريق - السير

دار الكتب العلمية
Dar Al-Kotob Al-ilmiyah
DKi
أسسها محمد علي بيضون سنة 1971 بيروت - لبنان
Est. by Mohammad Ali Baydoun 1971 Beirut - Lebanon
Établie par Mohamad Ali Baydoun 1971 Beyrouth - Liban

فهو اسم لما لم يوجف[١] عليه المسلمون بخيل ولا ركاب، نحو: الأموال المبعوثة بالرسالة إلى إمام المسلمين والأموال المأخوذة على موادعة أهل الحرب ولا خمس فيه، لأنه ليس بغنيمة إذ هي [اسم][٢] للمأخوذ من الكفرة على سبيل القهر والغلبة ولم يوجد وقد كان الفيء لرسول الله ﷺ خاصّة يتصرف فيه كيف شاء يختصه لنفسه أو يفرقه فيمن شاء[٣] قال الله ـ تعالى، عز شأنه ـ ﴿وَمَا أَفَاءَ اللهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ واللهُ على كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [الحشر: ٦].

وروي عن سيدنا عمر ـ رضي الله عنه ـ أنه قال: كانت أموال بني النضير مما أفاء الله عز وجل على رسوله ﷺ وكانت خالصة له، وكان ينفق منها على أهله نفقة سنة وما بقي جعله في الكراع والسلاح، ولهذا كانت فدك خالصة لرسول الله ـ ﷺ ـ إذ كانت لم يوجف عليها الصحابة ـ رضي الله عنهم ـ من خيل ولا ركاب فإنه روي أن أهل فدك لما بلغهم [خبر][٤] أهل «خيبر»؛ أنهم سألوا رسول الله ـ ﷺ ـ أن يجليهم ويحقن دماءهم ويخلوا بينه وبين

= التجارة، والخراج، وما جلوا عنه خوفاً، ومال مرتد مات على ردته، وذمي مات بلا وارث حائز، وبهذا قارن الفيء الغنيمة.

(١) وَجِيفُها، سُرْعَتُها فِي سَيْرِها، وَقَدْ أَوْجَفَها راكِبُها. وَقَوْلُهُ تعالى: ﴿قلوبٌ يَوْمئذٍ واجِفةٌ﴾ أي: شَدِيدَةُ الاضْطِرابِ وَإِنَّما سُمِّيَ الوَجِيفُ فِي السَّيْرِ، لِشِدَّةِ هَزِّهِ وَاضْطِرابِهِ، ذَكَرَهُ العُزَيزِيُّ، وقال الجوهَرِيُّ: هُو ضَرْبٌ مِنْ سَيْرِ الإِبِلِ وَالخَيْلِ، يُقالُ: وَجَفَ البَعِيرُ يَجِفُ وَجْفاً وَوَجِيفاً، وَأَوْجَفْتُهُ أنا، وَيُقالُ: أَوْجَفَ فَأَعْجَفَ.

ينظر: النظم ٢/ ٢٩٣.

(٢) سقط في ط.

(٣) جاء ممن.

أخرجه البخاري (٦/ ٩٣): كتاب الجهاد ـ باب الجنّ ومن يترس بترس صاحبه ـ حديث (٢٩٠٤) ومسلم (٣/ ١٣٧٦) كتاب الجهاد والسير: باب حكم الفيء حديث (٤٨/ ١٧٥٧) وأحمد (١/ ٢٥) وأبو داود (٣/ ٣٧١ ـ ٣٧٢) كتاب الخراج والإمارة والفيء ـ باب في صفايا رسول الله ﷺ من الأموال ـ حديث (٢٩٦٥) والترمذي (٣/ ١٣١): كتاب الجهاد ـ باب ما جاء في الفيء حديث (١٧٧٣) والنسائي (٧/ ١٣٢) كتاب قسم الفيء وابن الجارود في المنتقى، ص (٣٦٩): باب ذكر ما يوصف عليه والخمس والصفايا ـ حديث (١٠٩٧).

والشافعي في «السنن المأثورة» (٦٧٢) والحميدي (١/ ١٣) رقم (٢٢) وأبو عبيد القاسم بن سلام في «الأموال» (١٧) والطحاوي في «شرح معاني الآثار» (٢/ ٦) والبيهقي (٦/ ٢٩٦) كتاب قسم الفيء والغنيمة: باب مصرف أربعة أخماس الفيء في زمن رسول الله ﷺ من طرق عن سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن الزهري عن مالك بن أوس عن عمر.

قال الترمذي: حديث حسن صحيح.

(٤) سقط من ط.

ترجمہ: (مال فئے) خاص ہے رسول ﷺ کے ساتھ وہ اس میں تصرف کر سکتے ہیں جیسے چاہیں۔ اپنی ذات کے لئے رسول ﷺ مختص کریں یا کسی اور جگہ استعمال کریں۔

تیسرا نکتہ: کیا جس طرح زمانہ نبی ﷺ میں فدک کی آمدنی کا حصہ دیا جاتا تھا ویسے ہی جناب اول کے دور میں دیا جاتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ ملاحظہ ہو صحیح السند روایت۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ،أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، أَنَّهُ جَاءَ هُوَ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يُكَلِّمَانِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَسَمَ مِنَ الْخُمُسِ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَسَمْتَ لِإِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ، وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا وَقَرَابَتُنَا وَقَرَابَتُهُمْ مِنْكَ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ ، قَالَ جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمْ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ مِنْ ذَلِكَ الْخُمُسِ كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَ بَنِي الْمُطَّلِبِ، قَالَ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَقْسِمُ الْخُمُسَ نَحْوَ قَسْمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطِي قُرْبَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيهِمْ، قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُعْطِيهِمْ مِنْهُ وَعُثْمَانُ بَعْدَهُ.

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ مجھے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ اور عثمان بن عفان دونوں اس خمس کی تقسیم کے سلسلے میں گفتگو کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے؛ جو آپ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے درمیان تقسیم فرمایا تھا، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے بھائیوں بنو مطلب کو حصہ دلایا اور ہم کو کچھ نہ دلایا جب کہ ہمارا اور ان کا آپ سے تعلق ورشتہ یکساں ہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنوہاشم اور بنو مطلب دونوں ایک ہی ہیں ۲؎ جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو اس خمس میں سے کچھ نہیں دیا جیسے بنوہاشم اور بنو مطلب کو دیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ ۳؎ بھی اپنی خلافت میں خمس کو اسی طرح تقسیم کرتے تھے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے تھے * مگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیزوں کو نہ دیتے تھے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیتے تھے،* عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس میں سے ان کو دیتے تھے اور ان کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی ان کو دیتے تھے۔

البانی نے اسکو صحیح کہا ہے۔

شیعہ مناظر کا مزید گستاخانہ انداز

شیعہ مناظر: بیوقوف انسان۔ میں نے حدیث رسول ﷺ سے بھی حوالہ دیا ہے کہ یہ رسول کی ملکیت تھا، اسی وجہ سے ہبہ کیا۔ پھر تقی عثمانی صاحب کا حوالہ دیا۔ جہالت کی حدیں ختم ہو گئیں۔

بیوقوف انسان قائم مقام کے معنی معلوم ہیں؟ رسول ﷺ نے اپنی حیات میں ہی فدک ہبہ کر دیا تھا۔ قائم مقام تک بات ہی نہیں آئی۔ دوسری بات تفسیر صافی والی روایت ضعیف ہے! تم کو چیلنج ہے ہبہ والی روایت پر کلام کر کے دکھاؤ، تم صرف بھاگو گے۔ میں نے بسند حسن روایت پیش کی کہ فدک ہبہ ہوا جو کہ ملکیت رسول ہونے کی دلیل ہے۔ تم کو چیلنج ہے ایک روایت ہی دو کہ مال فئے ملکیت رسول ﷺ نہیں ہے۔

خلاصہ:

1۔ فدک ملکیت رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے۔

2۔فدک رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جناب زھرا س کو ہبہ کر دیا۔

3۔ جناب زھرا س نے دعوی کیا تو گواہ مانگے گئے سب کو رد کر دیا اور حق نہ دیا۔

(روایت بسند حسن دیکھا چکا ہوں)

غور فرمائیں: مدعی شیعہ مناظر ہے اور دلیل پیش کر کے دعوی ثابت کرنے کی ذمہ داری بھی ان کی ہے، وہ بحیثیت مدعی فریق مخالف کو دلیل دینے کا چیلینج کر رہے ہیں، جبکہ فریق مخالف سنی مناظر کا کام تو مدعی کی دلیل کو رد کرنا ہے، وہ اپنی طرف سے دلیل دینے کے مجاز ہی نہیں ہیں۔

سُنی مناظر :

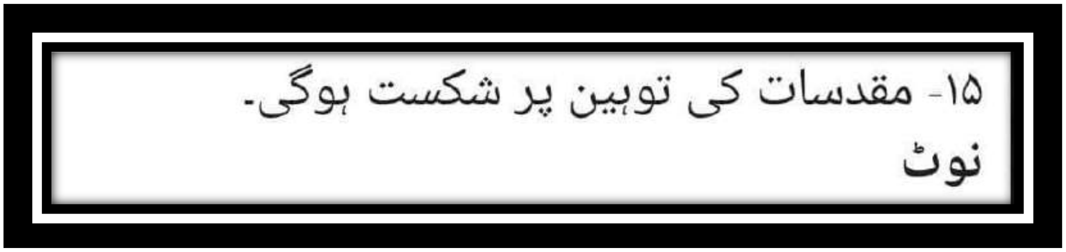

شرط 15 ملاحظہ فرمائیں۔

شیعہ مناظر کی خباثت: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح کو موصوف نے جاہل اور جھوٹا لکھا ہے۔

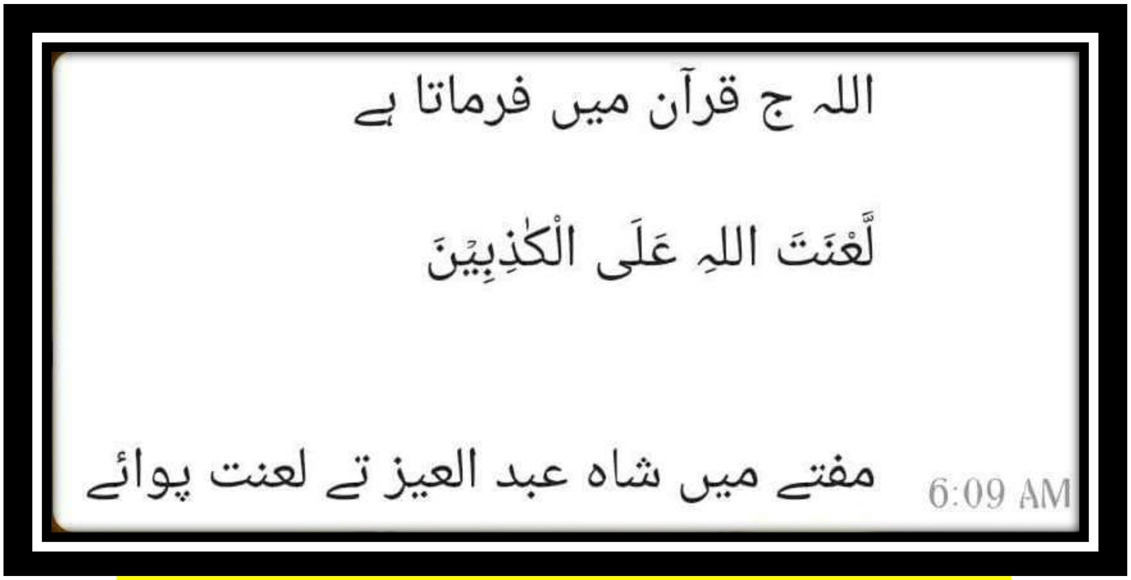

اور یہاں شاہ صاحب رح پر شیعہ مناظر نے براہ راست نام لے کر لعنت بھیجی ہے۔

سنی مناظر: الحمدللہ شرط 15 کو موصوف نے توڑ کر خود اپنی شرط سے اپنی شکست کا اعلان کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے یہ گالیاں کس درد سے نکل رہی ہیں اور چوٹ کہاں لگی ہے۔ مجھے معلوم ہے آپ نے صرف ہبہ پر رٹہ لگایا ہوا ہے اسی لئے ہبہ والی روایت پر بات کرنا چاہتے ہو مگر وہاں تک پہنچنے کی آپ اوقات ہی نہیں رکھتے۔

خاص سے مراد ملکیت ہے یا بطور سنبھالنے کہ؟ میں بطور سنبھالنے پر تین اسکین دے چکا ہوں۔ اب آپ بھی ہمت کریں ایک صحیح روایت فدک کے ذاتی ملکیت پر پیش کریں۔

آپ نے دوبارہ ایک مولوی پیش کر دیا ہے۔ کہہ بھی رہے ہو مولوی حجت نہیں اور بار بار مولوی پیش بھی کر رہے ہو اب ہم آپ کی جہالت پر کیا لکھیں؟ سورۃ حشر کی آیت 6 کے بعد آیت نمبر 7 بھی ہے، اسے کون پڑھے گا؟

فتوی دارالعلوم کس نے لکھی ہے؟ انعام الباری کس نے لکھی ہے؟ کیا یہ حدیثیں ہیں تمہاری نظر میں؟ یہ ہے رٹے کا نقصان! جب رٹہ ختم ہوتا ہے تو پھر بار بار وہی پیش کرنا پڑتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رح نے بلکل صحیح لکھا ہے اور میں ثابت کر رہا ہوں بے فکر ہو جاؤ۔

اعترافهما له بأن النبي ﷺ قال: (لا نورث، ما تركناه صدقة) لما في الصحيح من قصة دخولهما على عمر يختصما في ما أفاء الله على رسوله ﷺ من مال بني النظير، وقد دفع عمر إليهما ذلك ليعملا بما كان رسول الله ﷺ يعمل به، وأبو بكر بعده، وذلك بحضور عثمان وعبد الرحمن بن عوف وسعد والزبير ﷺ"(١).

وذكر ابن شبه، وعنه نقل المجد الفيروزآبادي نصاً جميلاً رائعاً يدحض آراء الروافض حول ما يذكرونه في كتبهم قديماً وحديثاً، وأن أبا بكر الصديق غلب فاطمة الزهراء على حقها وأخذه عنوة، وهذا النص مروي عن آل البيت الطاهر وذرية فاطمة ﷺ.

قال ابن شبه: "حدثنا محمد بن عبد الله بن الزبير، قال: حدثنا فضيل بن مرزوق، قال: حدثني النميري بن حسان، قال: قلت لزيد بن علي -رحمه الله- وأنا أريد أن أهجن أمر أبي بكر، أن أبا بكر ﷺ انتزع من فاطمة -رضي الله عنها- فدك، فقال: إن أبا بكر ﷺ كان رجلاً رحيماً، وكان يكره أن يغير شيئاً تركه رسول الله ﷺ، فأتته فاطمة -رضي الله عنها- فقالت: إن رسول الله ﷺ أعطاني فدك، فقال لها: هل لك على هذا بينة؟، فجاءت بعلي ﷺ فشهد لها، ثم جاءت بأم أيمن، فقالت: أليس تشهد أني من أهل الجنة، فقال: بلى، قال أبو أحمد: يعني أنها قالت ذلك لأبي بكر وعمر -رضي الله عنهما-، قالت: فأشهد أن النبي ﷺ أعطاها فدك، فقال أبو بكر ﷺ أفبرجل وامرأة تستحقيها، أو تستحقين بها القصبة؟، قال زيد بن علي: وأيم الله لو

(١) فتح الباري (١٩٧/٦-١٩٨)، (٣٣٤/٧-٣٣٥)، (٥٠٢/٩-٥٠٣)، (٦/١٢)، (٢٧٧/١٣-٢٧٨)، وهناك الحديث بكامله وبأجزاء منه في بعض المواطن.

اس روایت میں ایک راوی فضیل بن مرزوق ہے جو آپ کی جماعت کا ہے۔

ج (٨) تهذيب التهذيب ٢٩٩ الفاء ـ فضيل

مصغح وغيرهم • وعنه زهير بن معاوية ووكيع وعبد الغفار بن الحكم وحسين بن علي الجعفي وابو اسامة والفضل بن موفق ويحيى بن آدم ويحيى بن ابي بكير ويزيد ابن هارون ومحمد بن ربيعة الكلابي ومحمد بن فضيل ونعيم بن ميسرة النحوي وزيد بن الحباب وابو نعيم وعلى بن الجعد وآخرون • قال معاذ بن معاذ سألت الثوري عنه فقال ثقة وقال الحسن بن علي الحلواني سمعت الشافعي يقول سمعت ابن عيينة يقول فضيل بن مرزوق ثقة وقال ابن ابي خيثمة عن ابن معين ثقة وقال عبد الخالق بن منصور عن ابن معين صالح الحديث الا انه شديد التشيع وقال احمد لا اعلم الا خيرا وقال ابن ابي حاتم عن ابيه صالح الحديث صدوق يهم كثيرا يكتب حديثه قلت يحتج به قال لا وقال النسائي ضعيف وقال ابن عدي ارجو انه لا بأس به وقال الحسين بن الحسن المروزي سمعت الهيثم بن جميل يقول جاء فضيل بن مرزوق وكان من ائمة الهدى زهدا وفضلا الى الحسن بن صالح بن حي فذكر قصة له عند النسائي حديث عبد الله بن عمر اياكم والشح • قلت • قال مسعود عن الحاكم ليس هو من شرط الصحيح وقد عيب على مسلم اخراجه لحديثه قال ابن حبان في الثقات يخطئ وقال في الضعفاء كان يخطئ على الثقات ويروى عن عطية الموضوعات وقال ابن شاهين في الثقات اختلف قول ابن معين فيه وقال في الضعفاء قال احمد بن صالح حديث فضيل عن عطية عن ابي سعيد حديث الله الذي خلقكم من ضعف • ليس له عندي اصل ولا هو بصحيح وقال ابن رشدين لا ادري من اراد احمد بن صالح بالتضعيف

ج (٨) تهذيب التهذيب ٣٠٠ الفاء ـ فضيل وفطر

اعطية ام فضيل بن مرزوق • وقال العجلي جائز الحديث صدوق وكان فيه تشيع وقال احمد لا يكاد يحدث عن غير عطية •

(٥٠) بخ ـ فضيل بن مسلم • عن ابيه عن علي في النهي عن اللعب بالنرد وعنه عبيد الله بن الوليد الوصافي • وقال النسائي في الكنى ابو انس فضيل بن مسلم روى عن عطاء بن ابي رباح روى عنه اسباط • فيحتمل ان يكون هو •

(٥١) بخ د س ق ـ فضيل بن ميسرة الازدي العقيلي (١) ابو معاذ البصري ختن بديل بن ميسرة • روى عن طاوس والشعبي وابي حريز قاضي سجستان روى عنه شعبة وسعيد بن ابي عروبة ويزيد بن زريع ومعتمر بن سليمان وابو معشر البراء ويحيى بن سعيد القطان • قال ابن المديني سمعت يحيى بن سعيد يقول قلت لفضيل بن ميسرة ... كتابي فاخذته بعد ذلك من ... وقال اسحاق بن منصور عن ... الحديث وقال النسائي لا بأس ... مستقيم الحديث • له عند (م ... وغير ذلك •

(٥٢) نق ـ فضيل الناجي (٢) ... من ...

(٥٣) خ ٤ ـ فطر بن خليفة ...

(١) العقيلي بالضم ١٢ خلا ...

وشدة تحتية مفتوحة و(الحناط) في النـ ...

الحمد لله الذي وفقنا ويسر لنا طبع

الجزء الثامن

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدر آباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٦) هجرية

قال عبدالخالق بن منصور عن ابن معین صالح الحدیث الا انہ شدید التشیع۔

وکان فیہ تشیع۔

ترجمہ۔ فضیل بن مرزوق شدید شیعہ تھا اور اس میں شیعت تھی۔

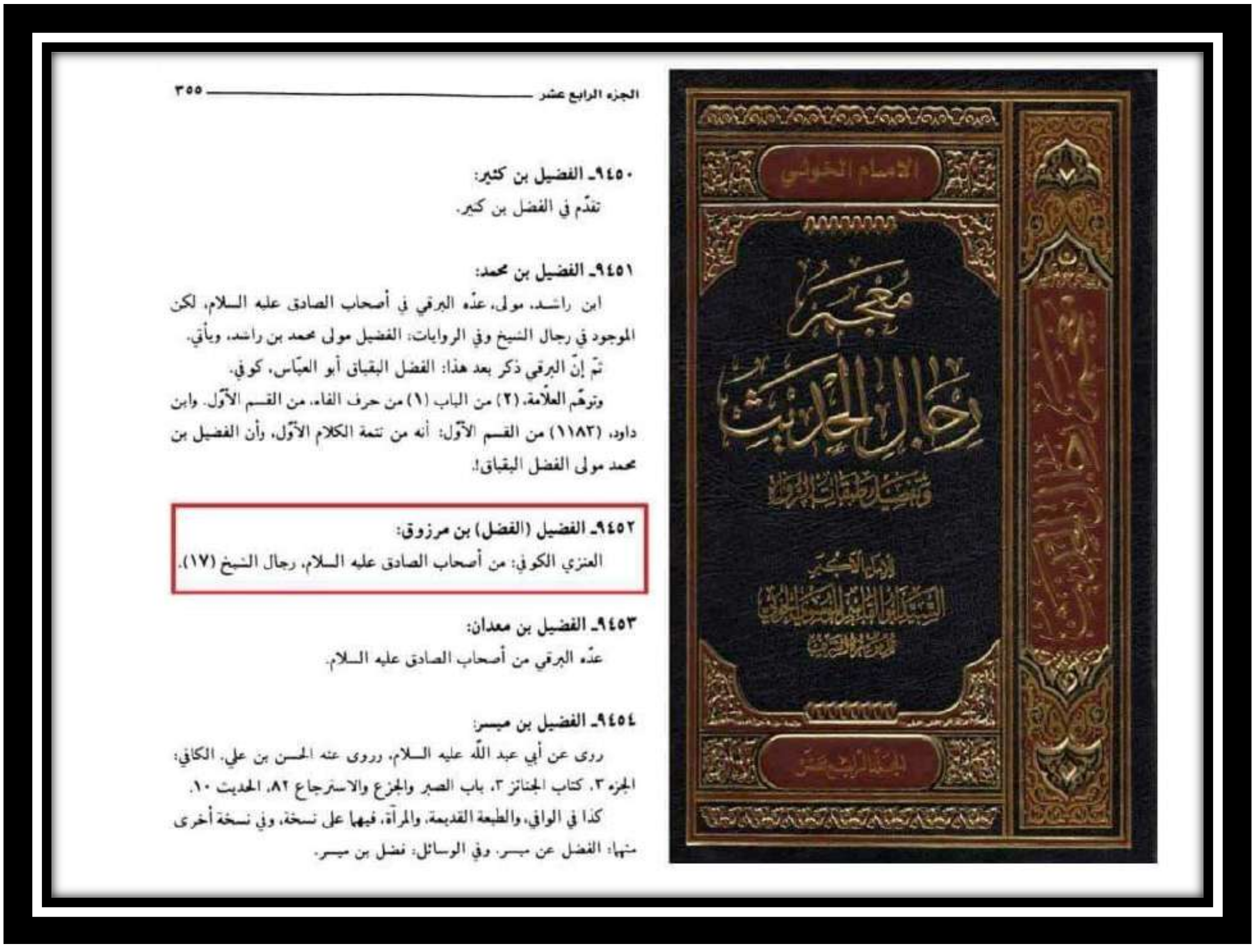

الجزء الرابع عشر ٣٥٥

٩٤٥٠ـ الفضيل بن كثير:
تقدّم في الفضل بن كثير.

٩٤٥١ـ الفضيل بن محمد:
ابن راشد، مولى، عدّه البرقي في أصحاب الصادق عليه السلام، لكن الموجود في رجال الشيخ وفي الروايات: الفضيل مولى محمد بن راشد، ويأتي.
ثمّ إنّ البرقي ذكر بعد هذا: الفضل البقباق أبو العبّاس، كوفي.
وتوهّم العلّامة، (٢) من الباب (١) من حرف الفاء، من القسم الأوّل. وابن داود، (١١٨٢) من القسم الأوّل: أنه من تتمة الكلام الأوّل، وأن الفضيل بن محمد مولى الفضل البقباق!

٩٤٥٢ـ الفضيل (الفضل) بن مرزوق:
العنزي الكوفي: من أصحاب الصادق عليه السلام، رجال الشيخ (١٧).

٩٤٥٣ـ الفضيل بن معدان:
عدّه البرقي من أصحاب الصادق عليه السلام.

٩٤٥٤ـ الفضيل بن ميسر:
روى عن أبي عبد الله عليه السلام، وروى عنه الحسن بن علي. الكافي: الجزء ٣، كتاب الجنائز ٣، باب الصبر والجزع والاسترجاع ٨٢، الحديث ١٠.
كذا في الوافي، والطبعة القديمة، والمرآة، فيها على نسخة، وفي نسخة أخرى منها: الفضل عن ميسر. وفي الوسائل: فضل بن ميسر.

فضیل بن مرزوق صادق ع کہ اصحاب میں سے تھا۔

استدلال :

ان دو حوالوں سے ثابت ہوا کہ فضیل شیعہ تھا اور سخت شیعہ تھا اور اصحاب صادق رح میں سے تھا۔ مطلب پکہ شیعہ تھا۔ اب جناب کہے گا کہ شیعت کوئی جرح نہیں، بخاری میں بھی شیعہ راوی ہیں وغیرہ۔۔ اس پر بھی روشنی ڈالتا جا رہا ہوں تا کہ جناب کو پیش کرنے کی تکلیف نہ ہو کیونکہ چھوٹوں پر شفقت کرنا نبی ﷺ کی سنت ہے۔

شرح النخبة

نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر

في مصطلح أهل الأثر

للإمام الحافظ ابن حجر

أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني

٧٧٣-٨٥٢هـ

حققه على نسخة مقروءة على المؤلف وعلق عليه

نور الدين عتر

أستاذ التفسير والحديث في كليات الشريعة والآداب

بجامعتي دمشق وحلب

مكتبة البشرى

شرح نخبة الفكر ١٠٠ أقسام الآحاد

كما تقدم، وقيل: يُقبلُ مَن لَمْ يكنْ داعيةً إلى بدعَتِهِ؛ لأنَّ تزيينَ بدعَتِه قد يَحْمِلُهُ على تحريفِ الرواياتِ وتَسويَتِها على ما يَقْتضيه مذهبُهُ، وهذا في الأصحّ

وأغربَ ابنُ حِبَّانَ، فادَّعى الاتفاقَ على قبولِ غيرِ الدَّاعيةِ مِن غيرِ تفصيلٍ(١) نعمْ الأكثرُ على قبولِ غيرِ الدَّاعيةِ، إلا أنْ يَروي ما يُقوِّي بدعَتَهُ فَيُرَدُّ على المذهبِ المُخْتارِ، وبه صرَّحَ الحافظُ أبو إسحاقَ إبراهيمُ بنُ يعقوبَ الجُوزَجانيُّ(٢) شيخُ أبي داودَ والنَّسائيِّ في كتابِه "معرفة الرِّجال"، فقالَ في وصْفِ الرُّواةِ: ومنهُم زائغٌ عن الحَقِّ أيْ عنِ السُّنَّةِ صادقُ اللَّهجةِ؛ فليسَ فيهِ حيلةٌ إلاَّ أنْ يؤخذَ من حديثِه ما لا يكونُ منكَراً، إذا لم يُقَوِّ به بدعته انتهى.

وما قاله مُتَّجِهٌ؛ لأنَّ العلةَ التي لها رُدَّ حديثُ الدَّاعيةِ واردةٌ فيما إذا كانَ ظاهرُ المرويِّ يوافِقُ مذهبَ المُبْتَدِعِ ولو لم يكنْ داعيةً، واللهُ أعلم.

[سوء الحفظ]

ثمَّ سوءُ الحِفْظ: وهو السببُ العاشِرُ مِن أسبابِ الطَّعنِ، والمُرادُ بهِ مَنْ لم يُرَجَّحْ جانبُ إصابتِه على جانِبِ خَطَئِه، وهو على قِسْمَين

[الشاذ على رأي]

إنْ كانَ لازِماً للرَّاوي في جَميعِ حالاتِه فهو الشاذُّ على رأْيِ بعضِ أهلِ الحديثِ(٣).

(١) أي دون تفريق بين أن يكون ظاهر المروي موافقا بدعته أو لا.

(٢) إبراهيم بن يعقوب بن إسحاق الجوزجاني، من الحفاظ المصنفين، وهو منحرف عن علي ، توفي ٢٥٩هـ، كتبه تدل على وفرة علمه، له: "الجرح والتعديل" و"الضعفاء" ط، ولكنه يتحامل على الكوفيين.

(٣) كأنهم أرادوا بالشاذ المنفرد بضعفه، شرح الشرح: ٥٣٥، ونقول: هذا اصطلاح غريب في الشاذ، وانظر ما سبق ص: ٥٩، و٧١.

الا ان یروی ما یقوی بدعتہ فترد علی المذہب المختار۔

جب راوی ایسی روایت کرے جو اس کی بدعت اور مذہب کو قوت دے وہ روایت رد کی جائے گی۔

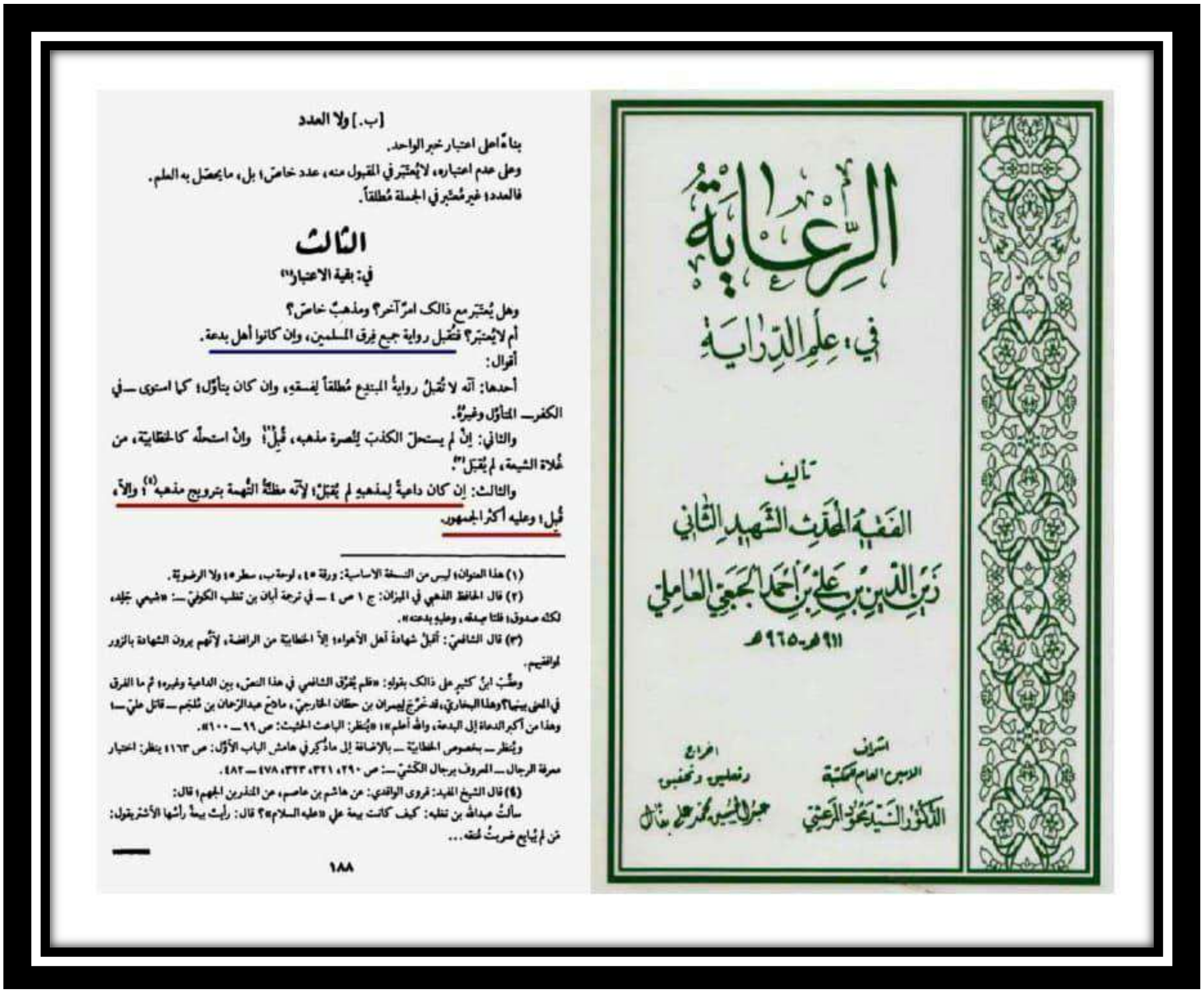

الرعاية في علم الدراية

تأليف

الفقيه المحدث الشهيد الثاني

زين الدين بن علي بن أحمد الجبعي العاملي

٩١١ هـ - ٩٦٥ هـ

إشراف الأمين العام للمكتبة الدكتور السيد محمود المرعشي

إخراج وتعليق وتحقيق عبد الحسين محمد علي بقال

[ب.] ولا العدد

بناءً على اعتبار خبر الواحد.

وعلى عدم اعتباره، لا يُعتبر في المقبول منه، عدد خاصّ؛ بل، ما يحصل به العلم.

فالعدد: غير مُعتبر في الجملة مُطلقاً.

الثالث

في: بقية الاعتبار[1]

وهل يُعتبر مع ذالك امرٌ آخر؟ ومذهبٌ خاصّ؟

أم لا يُعتبر؟ فتُقبل رواية جميع فِرَق المسلمين، وإن كانوا أهل بدعة.

أقوال:

أحدها: أنّه لا تُقبل روايةُ المبتدع مُطلقاً لِفسقه، وإن كان يتأوّل؛ كما استوى — في الكفر — المتأوّل وغيرهُ.

والثاني: إنْ لم يستحلّ الكذبَ لِنُصرة مذهبه، قُبِل[2]؛ وإنْ استحلّه كالخطابيّة، من غُلاة الشيعة، لم يُقبَل[3].

والثالث: إن كان داعيةً لِمذهبهِ لم يُقبَل؛ لأنّه مظنّةُ التُهمة بترويج مذهبه[4]؛ وإلّا، قُبِل؛ وعليه أكثر الجمهور.

(١) هذا العنوان: ليس من النسخة الاساسية: ورقة ٥، لوحة ب، سطر ٥؛ ولا الرضوية.

(٢) قال الحافظ الذهبي في الميزان: ج ١ ص ٤ — في ترجمة أبان بن تغلب الكوفيّ —: «شيعي جَلِد، لكنّه صدوق؛ فلنا صدقه، وعليه بدعته».

(٣) قال الشافعيّ: أقبلُ شهادة أهل الأهواء؛ إلّا الخطابيّة من الرافضة، لأنّهم يرون الشهادة بالزور لموافقيهم.

وعقّب ابنُ كثيرٍ على ذالك بقوله: «فلم يُفرّق الشافعي في هذا النصّ، بين الداعية وغيره؛ ثمّ ما الفرق في المعنى بينهما؟ وهذا البخاري، قد خرّج لِعمران بن حطّان الخارجيّ، مادحٍ عبدالرحمان بن مُلجم — قاتل عليّ — وهذا من أكبر الدعاة إلى البدعة، والله أعلم». «يُنظر: الباعث الحثيث: ص ٩٩ — ١٠٠».

ويُنظر — بخصوص الخطابيّة — بالإضافة إلى ماذُكر في هامش الباب الأوّل: ص ١٦٣؛ ينظر: اختيار معرفة الرجال — المعروف برجال الكشّيّ —: ص ٢٩٠، ٣٢١، ٣٢٣، ٤٧٨ — ٤٨٢.

(٤) قال الشيخ المفيد: فروى الواقدي: عن هاشم بن عاصم، عن المنذر بن الجهم؛ قال: سألتُ عبدالله بن ثعلبة: كيف كانت بيعة علي «عليه السلام»؟ قال: رأيتُ بيعةً رأسُها الأشتر يقول: مَن لم يُبايع ضربتُ عنقه...

١٨٨

ان كان داعية لمذهبه لم يقبل

ترجمہ۔ اگر راوی اپنے مذہب کی طرف داعی ہو اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

ان حوالوں سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

1۔ فضیل بن مرزوق شیعہ راوی ہے۔

2۔ وہ اصحاب صادق رح میں سے تھا۔

3۔ جب بدعتی اپنے مذہب کی تائید میں روایت نقل کرے اس کی روایت قابل قبول نہیں ہو گی۔

4۔ یہ روایت شیعت کو قوت دیتی ہے اور یہ شیعہ مذہب ہے نا کہ سنی مذہب کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گواہ پیش کیے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رد کیا وغیرہ۔

اہل سنت مناظر کی طرف سے وہی اصول اہل تشیع کتب سے بھی دکھایا گیا۔

٤٠/٥١ بيان: القنا في الأنف طوله و دقة
عن كونهما عريضتين كما مر في
سبق ظاهرا و في بعضها أربل بالر
أظهر و فلج الثنايا انفراجها و عد

٢١ـ ني: [الغيبة للنعماني] أحمد بن هوذة بن النهاون
لأبي جعفرؑ جعلت فداك إني قد دخلت المدينة و في
ببابك دينارا دينارا أو تجيبني فيما أسألك عنه فقال يا
من رسول الله أنت صاحب هذا الأمر و القائم به قال لا
العينين المشرف الحاجبين عريض ما بين المنكبين برأ

بيان: المشرف الحاجبين أي في
النخالة و قولهؑ رحم الله موسى
أنه قال فلانا كما سيأتي فعبر عنه

٤١/٥١ ٢٢ـ ني: [الغيبة للنعماني] عبد الواحد بن عبد الله
الحسين بن أيوب عن عبد الكريم بن عمرو الخثعمي
أعين قال سألت أبا جعفرؑ فقلت أنت القائم قال قد ولد
ثم أعدت عليه فقال قد عرفت حيث تذهب صاحبك المد

بيان: ابن الأرواع لعله جمع الأر
بحسنه و جهارة منظره أو بشجاع

٢٣ـ ني: [الغيبة للنعماني] بهذا الإسناد عن الحسين بن أيوب عن عبد الله الخثعمي(٧) عن محمد بن عبد الله(٨) عن وهيب بن حفص عن أبي بصير قال قال أبو جعفرؑ أو أبو عبد اللهؑ الشك من ابن عصام يا با محمد بالقائم علامتان شامة في رأسه و داء الحزاز برأسه و شامة بين كتفيه من جانبه الأيسر تحت كتفيه ورقة مثل ورقة الآس(٩) ابن ستة و ابن خيرة الإماء.

بيان: لعل المعنى ابن ستة أعوام عند الإمامة أو ابن ستة بحسب الأسماء فإن أسماء آبائهؑ محمد و علي و حسين و جعفر و موسى و حسن و لم يحصل ذلك في أحد من الأئمةؑ قبله مع أن بعض رواة تلك الأخبار من الواقفية و لا تقبل رواياتهم فيما يوافق مذهبهم.

٤٢/٥١ ٢٤ـ ني: [الغيبة للنعماني] ابن عقدة عن محمد بن الفضل بن قيس و سعدان بن إسحاق بن سعيد و أحمد بن الحسن(١٠) بن عبد الملك و محمد بن الحسن القطواني جميعا عن ابن محبوب عن هشام بن سالم عن زيد الكناسي قال سمعت أبا جعفر محمد بن علي الباقرؑ يقول إن صاحب هذا الأمر فيه شبه من يوسف من(١١) أمة سوداء يصلح الله له أمره في ليلة(١٢) يريد بالشبه من يوسفؑ الغيبة(١٣).

٢٥ـ ني: [الغيبة للنعماني] عبد الواحد بن عبد الله عن أحمد بن محمد بن رباح عن أحمد بن علي الحميري عن الحكم بن عبد الرحيم القصير قال قلت لأبي جعفر قول أمير المؤمنينؑ بأبي ابن خيرة الإماء أهي فاطمة قال فاطمة خير الحرائر قال المبدح بطنه المشرب حمرة رحم الله فلانا(١٤).

(١) في المصدر: «لا تنفق».
(٢) الغيبة للنعماني ص٢١٥.
(٣) في المصدر: «عن محمّد بن زائدة» بدل «عن محمّد بن زرارة».
(٤) في المصدر: «المطالب».
(٥) في المصدر: «المبدح».
(٦) الغيبة للنعماني ص٢١٥.
(٧) في المصدر: «عن عبدالكريم بن عمرو الخثعمي».
(٨) في المصدر: «عن محمد بن عصام» بدل «عن محمّد بن عبدالله».
(٩) الغيبة للنعماني ص٢١٦.
(١٠) في المصدر: «الحسين» بدل «الحسن».
(١١) في المصدر: «ابن» بدل «من».
(١٢) في المصدر إضافة: «واحدة».
(١٣) الغيبة للنعماني ص٢٢٨.
(١٤) الغيبة للنعماني ص٢٢٨.

٣٦

لاتقبل رواياتهم فيما یوافق مذهبهم۔

ترجمہ: وہ روایت جو راوی کے مذہب کہ موافق ہو وہ قابل قبول نہیں ہو گی۔

الحمد للہ میں نے شیعہ و سُنی دونوں کی کتب سے حجت تمام کردی ہے کہ جو راوی اپنے مذہب کی تائید میں روایت کرے اس کی روایت قابل قبول نہیں ہوگی اور یہ روایت **دعوی ہبہ فدک** شیعہ مذہب کی تائید میں ہے اور سنی مذہب کے منافی ہے۔ میں نے بحار الانوار سے بھی وہی اصول پیش کر دیا ہے۔ پہلی ٹرم میں شاہ صاحب رح کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ سے بھی دکھا چکا ہوں کہ ہبہ والا واقعہ اہلسنت کتب سے ثابت ہی نہیں ہے۔

اگر میں نے کوئی ضعیف روایت پیش کی ہے تو آپ اس کی نفی صحیح سند کہ ساتھ پیش کر دیں۔ صحیح سند دکھانا صرف مجھ پر لازم نہیں ہے۔

آپ نے شیعہ تفسیر قمی کی روایت کیوں پیش کی ہے؟ شیعہ کتب مجھ پر کب سے حجت بن گئیں؟ خیر یہ آپ کی مجبوری ہے۔ آپ مخالف کہ مذہب پر ہو یا اپنے مذہب پر؟ آپ مجھے مال غنیمت دکھانے کا بھی کہہ رہے ہیں۔ کیا ہماری بحث مال غنیمت پر ہو رہی ہے؟ اور دلیل دینا مدعی کا ذمہ ہوتا ہے میرے ننھے منھے مناظر۔

آپ بار بار اہلسنت کتب سے فدک کے خاص ہونے کو ثابت کر رہے ہیں، جبکہ میں نے اس کا انکار ہی نہیں کیا کیونکہ خاص سے مراد ذاتی ملکیت آپ نے ثابت کرنا ہے۔ میں نے لفظ خاص کو بطور سنبھالنے پر تین حوالے پیش کئے ہیں۔

شیعہ مناظر کا اعتراض: فدک کی آمدنی نبی کی طرح خلفاء کے دور میں خرچ نہیں کی جاتی تھی۔

عائشة أنها قالت: إن أزواج النبي ﷺ حين توفي رسول الله ﷺ أَرَدْنَ أن يبعثن عثمان بن عفان إلى أبي بكر الصديق فيسألنه ثُمُنَهُنَّ من النبي ﷺ، فقالت لهن عائشة: أليس قد قال رسول الله ﷺ: «لا نورثُ، ما تركنا فهو صدقةٌ»[1].

٢٩٧٧ ـ حدثنا محمد بن يحيى بن فارس، حدثنا إبراهيم بن حمزة، حدثنا حاتم بن إسماعيل، عن أُسامة بن زيد، عن ابن شهاب، بإسناده نحوه، قلت: ألا تتَّقين الله؟ ألم تسمعن رسول الله ﷺ يقول: «لا نورث، ما تركنا فهو صدقة، وإنما هذا المال لآل محمد لنائبتهم ولضيفهم، فإذا مت فهو إلى وليّ الأمر من بعدي»[2]؟!!!

٢٠ ـ باب في بيان مواضع قسم الخمس وسهم ذي القربى ٢٠

٢٩٧٨ ـ حدثنا عبيد الله بن عمر بن ميسرة، حدثنا عبد الرحمن بن مهدي، عن عبد الله بن المبارك، عن يونس بن يزيد، عن الزهري، أخبرني سعيد بن المسيب، أخبرني جُبير بن مطعم أنه جاء هو وعثمان بن عفان يكلمان رسول الله ﷺ، فيما قسم من الخمس بين بني هاشم وبني المطلب فقلت: يا رسول الله، قَسَمْتَ لإخواننا بني المطلب، ولم تعطنا شيئاً، وقرابَتُنا وقرابتهم منك واحدة، فقال النبي ﷺ: «إنما بَنُو هاشم وبنو المطلب شيء واحدٌ» . قال جبير: ولم يقسم لبني عبد شمس، ولا لبني نوفل، من ذلك الخمس، كما قسم

---

(١) وأخرجه البخاري (٥/ ١١٥) في المغازي باب حديث بني النضير، ومسلم في الجهاد حديث ١٧٥٨ باب حكم الفيء. ونسبه المنذري للنسائي، والترمذي أيضاً.

(٢) في نسخة: [فإذا مت فهو إلى من ولي الأمر من بعدي]. وانظر شرح حديث ٢٩٧٣.

(٣) قلت: قوله: «بنو هاشم وبنو المطلب شيء واحد» يريد به الحلف الذي كان بين بني هاشم وبين بني المطلب في الجاهلية، وفي غير هذه الرواية أنه قال: «إنا لم نفترق في جاهلية ولا في إسلام»، وكان يحيى بن معين يرويه: «إنما بنو هاشم وبنو المطلب سيء واحد» بالسين غير المعجمة: أي مثل سواء، يقال هذا سيء هذا، أي: مثله ونظيره.
وفي الحديث دليل على ثبوت سهم ذوي القربى لأن عثمان وجبيراً إنما طالباه بالقرابة، وقد عمل به الخلفاء بعدُ: عمر وعثمان، وجاء في هذه الرواية [أن أبا بكر لم يقسم لهم]. وقد جاء في غير هذه الرواية عن عليٍّ [أن أبا بكر قسم لهم] وقد رواه أبو داود برقم ٢٩٧٨. (خطابي).

حضرت ابو بکرنے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو خمس کا حصہ کیوں نہیں دیا تھا؟

ان سب کا اصل خاندان ایک تھا، عبد مناف کے چار بیٹے تھے ایک ہاشم جن کی اولاد میں رسول اللہ ﷺ تھے، دوسرے مطلب، تیسرے عبد شمس جن کی اولاد میں عثمانؓ تھے، اور چوتھے نوفل جن کی اولاد میں جبیر بن مطعمؓ تھے۔ یہ سب خاندان ہمیشہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہے اسی لئے کفار نے جب مقاطعہ کا عہد نامہ لکھا تو انہوں نے اس میں بنو ہاشم اور بنو مطلب دونوں کو شریک کیا۔ ابو بکرؓ نے اس وجہ سے خمس نہیں دیا کہ وہ اس وقت غنی اور مالدار رہے ہوں گے، اور دوسرے لوگ ان سے زیادہ ضرورت مند رہے ہوں گے، جیسا کہ دوسری روایت میں علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک حصہ خمس میں سے دے دیا تھا، جب حضرت عمرؓ نے انہیں حصہ دینے کے لئے بلایا تو انہوں نے نہیں لیا اور کہا کہ ہم غنی ہیں۔

آپ گالیاں دینے سے بہتر ہے ملکیت ثابت کریں۔ آپ کی جہالت سب کہ سامنے لاؤں گا۔ ان شاء اللہ۔

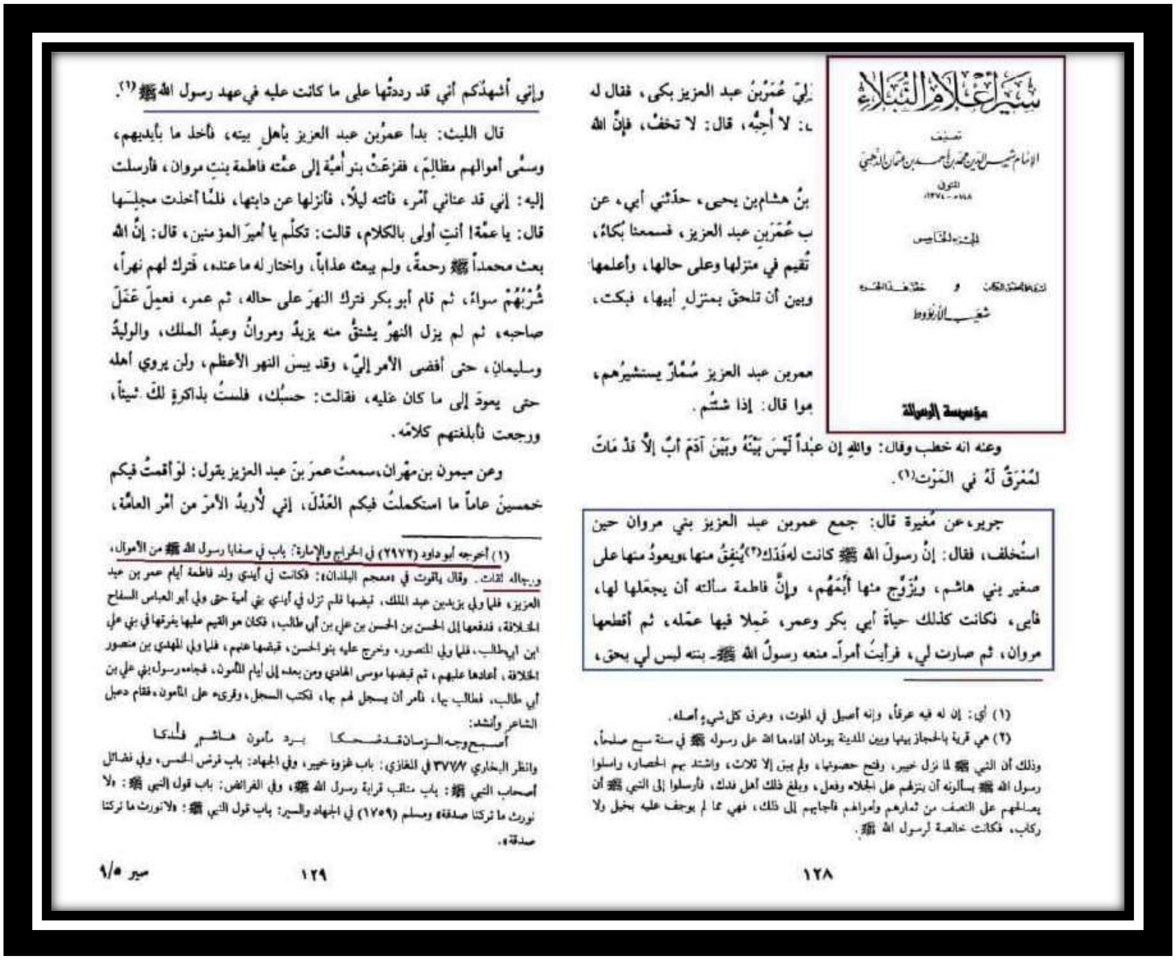

سير أعلام النبلاء

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

الجزء الخامس

شعيب الأرنؤوط

مؤسسة الرسالة

...لِيَ عُمَرُ بنُ عبد العزيز بكى، فقال له
...: لا أُحِبُّه، قال: لا تخفْ، فإنَّ الله

...بنُ هشام بن يحيى، حدّثني أبي، عن
...ب عُمَرَ بنِ عبد العزيز، فسمعنا بكاءً،
...تُقيم في منزلها وعلى حالها، وأعلمها
...وبين أن تلحق بمنزل أبيها، فبكت،

...عمر بن عبد العزيز سُمّارٌ يستشيرُهم،
...موا قال: إذا شئتم.

وعنه انه خطب وقال: واللهِ إن عبداً لَيْسَ بَيْنَهُ وبَيْنَ آدمَ أبٌ إلاّ قدْ مَاتَ لَمُعْرَقٌ لَهُ في المَوْتِ(1).

جرير، عن مُغيرة قال: جمع عمر بن عبد العزيز بني مروان حين استُخلف، فقال: إنّ رسولَ الله ﷺ كانت له فَدَك(2) يُنفِقُ منها، ويعودُ منها على صغير بني هاشم، ويُزَوِّج منها أَيِّمَهُم، وإنَّ فاطمة سألته أن يجعَلها لها، فأبى، فكانت كذلك حياةَ أبي بكر وعمر، عَمِلا فيها عمَله، ثم أقطعها مروان، ثم صارت لي، فرأيتُ أمراً منعه رسولُ الله ﷺ ـ بنته ليس لي بحق،

(1) أي: إن له فيه عرقاً، وإنه أصيل في الموت، وعرق كل شيء أصله.
(2) هي قرية بالحجاز بينها وبين المدينة يومان أفاءها الله على رسوله ﷺ في سنة سبع صلحاً، وذلك أن النبي ﷺ لما نزل خيبر، وفتح حصونها، ولم يبق إلا ثلاث، واشتد بهم الحصار، راسلوا رسول الله ﷺ يسألونه أن ينزلهم على الجلاء وفعل، وبلغ ذلك أهل فدك، فأرسلوا إلى النبي ﷺ أن يصالحهم على النصف من ثمارهم وأموالهم فأجابهم إلى ذلك، فهي مما لم يوجف عليه بخيل ولا ركاب، فكانت خالصة لرسول الله ﷺ.

١٢٨

وإني أُشهدُكم أني قد رددتُها على ما كانت عليه في عهد رسول الله ﷺ(1).

قال الليث: بدأ عمرُ بن عبد العزيز بأهلِ بيته، فأخذ ما بأيديهم، وسمّى أموالهم مظالِمَ، ففزِعَتْ بنو أُميّة إلى عمّته فاطمة بنتِ مروان، فأرسلت إليه: إني قد عناني أمْر، فأتته ليلاً، فأنزلها عن دابتها، فلمّا أخذت مجلسَها قال: يا عمّةُ! أنتِ أولى بالكلام، قالت: تكلّم يا أميرَ المؤمنين، قال: إنَّ الله بعث محمداً ﷺ رحمةً، ولم يبعثه عذاباً، واختار له ما عنده، فترك لهم نهراً، شُرْبُهُمْ سواءٌ، ثم قام أبو بكر فترك النهرَ على حاله، ثم عمر، فعمِلَ عَمَلَ صاحبه، ثم لم يزل النهرُ يشتقُّ منه يزيدُ ومروانُ وعبدُ الملك، والوليدُ وسليمانُ، حتى أفضى الأمر إليّ، وقد يبس النهر الأعظم، ولن يروي أهله حتى يعودَ إلى ما كان عليه، فقالت: حسبُك، فلستُ بذاكرةٍ لك شيئاً، ورجعت فأبلغتهم كلامَه.

وعن ميمون بن مهْران، سمعتُ عمرَ بنَ عبد العزيز يقول: لو أقمتُ فيكم خمسينَ عاماً ما استكملتُ فيكم العَدْلَ، إني لأُريدُ الأمرَ من أمْر العامّة،

(1) أخرجه أبو داود (٢٩٧٢) في الخراج والإمارة: باب في صفايا رسول الله ﷺ من الأموال، ورجاله ثقات. وقال ياقوت في «معجم البلدان»: فكانت في أيدي ولد فاطمة أيام عمر بن عبد العزيز، فلما ولي يزيد بن عبد الملك، قبضها فلم تزل في أيدي بني أمية حتى ولي أبو العباس السفاح الخلافة، فدفعها إلى الحسن بن الحسن بن علي بن أبي طالب، فكان هو القيم عليها يفرقها في بني علي ابن أبي طالب، فلما ولي المنصور، وخرج عليه بنو الحسن، قبضها عنهم، فلما ولي المهدي بن منصور الخلافة، أعادها عليهم، ثم قبضها موسى الهادي ومن بعده إلى أيام المأمون، فجاءه رسول بني علي بن أبي طالب، فطالب بها، فأمر أن يسجل لهم بها، فكتب السجل، وقرىء على المأمون، فقام دعبل الشاعر وأنشد:

أصبح وجه الزمان قد ضحكا ... برد مأمون هاشم فدكا

وانظر البخاري ٣٧٧/٧ في المغازي: باب غزوة خيبر، وفي الجهاد: باب فرض الخمس، وفي فضائل أصحاب النبي ﷺ: باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ، وفي الفرائض: باب قول النبي ﷺ: «لا نورث ما تركنا صدقة» ومسلم (١٧٥٩) في الجهاد والسير: باب قول النبي ﷺ: «لا نورث ما تركنا صدقة».

١٢٩ سير ٥/٩

ترجمہ: عمر بن عبد العزیز جب خلیفہ مقرر ہوئے تو فرمایا تحقیق رسول اللہ ﷺ کہ پاس فدک تھا، ان میں سے خرچ کرتے تھے اور لوٹاتے تھے اس میں سے بنو ھاشم کے صغیر (یعنی چھوٹے بچوں پر) اور شادیاں کرواتے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ یہ مجھے دیں تب رسول اللہ نے انکار کر دیا اور ویسے ہی سیدنا ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کہ دور میں تھا الخ.....

اس کو کہتے ہیں صحیح سند روایت۔ امید کرتا ہوں موصوف کو افاقہ ہو گیا ہو گا۔ برائے مہربانی گالیاں نہ دیں میں بھی دے سکتا ہوں مگر نہیں دے رہا کیونکہ اس سے تربیت اور نسل کا پتہ چلتا ہے۔

اہلسنت کا مسلمہ اصول ہے کہ انقطاع خیر القرون قابل قبول اور حجت ہے۔

شیعہ مناظر : میں نے ذاتی بات کہی یا روایات اور کتب سے ثابت کیا؟ شاہ عبد العزیز نے اپنی تحفہ میں لکھا کہ اہلسنت میں اس عنوان کی کوئی روایت موجود ہی نہیں۔ شاہ عبد العزیز نے یہاں یہ نہیں کہا کہ ضعیف ہیں۔ اُس نے بالکل انکار دیا ایسی کوئی روایت سرے سے نہیں ہے۔ میں نے جب روایات پیش کیں تو تم کو ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ سنی کتاب نہیں ہے ورنہ حکم اور جھوٹ واضح ہے۔

شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں باغ فدک کا ہبہ اور گواہ طلب کرنے کے واقعے کا انکار اس لئے کیا ہے کیونکہ اہلسنت کتب میں یہ واقعہ صحیح روایات سے ثابت ہی نہیں ہے۔ ضعیف روایات اگر موجود بھی ہوں تو قابل حجت نہیں ہوتیں۔ ایسی روایات کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔

شیعہ مناظر: میں نے لعنت جھوٹوں پر کی ہے۔ شکایت کا مطلب آپ مان گئے شاہ عبد العزیز جھوٹا ہے۔ بہت شکریہ

(شیعہ مناظر نے باقائدہ نام لیکر اہلسنت عالم کو جھوٹا کہا اور صاف نام لے کر لعنت بھی کی ہے۔ اوپر اسکرین شاٹ بھی دیئے گئے ہیں اور سادگی دیکھیں کہ کس طرح معصوم بن رہا ہے۔ اہل تشیع اسی طرح عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔)

شیعہ مناظر: باقی روایت کی سند پر کلام آرہا ہے رجال سے ویسے بھی مجھے بہت محبت ہے۔ رٹا رٹایا کون؟ سب دیکھ سکتے ہیں کون موقع پر اصل کتابیں کھول کر حوالے بھیج رہا ہے۔ کون وہی ۱۰ سال پرانے بنے بنائے سکین چلا رہا ہے۔ بیٹا مطالعہ کرو

ورنہ تم بہت پٹو گے (علمی میدان میں) ۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ عبد السلام ناصبی صاحب نے جھوٹ بولا تین حوالے دیے ہیں۔

1۔ پہلا حوالہ دیا فیض الباری سے کہ بالکل ہی کمزور اور شاذ قول ہے جس میں احتمال ہی اتنے ہیں لہذا استدلال ہی نہیں بنتا۔

2۔ دوسرا جو پیش کیا وہ تو ہے ہی مبہم دوسرا اُدھر عالم اجتہاد کر رہا ہے کہ جناب زہرا س نے اس وجہ سے ایسا کیا ہوگا جسکا رد میں نے شہزادی س کا اپنا عمل دکھا کر کر دیا کہ وہ فدک کو بابا کی ملکیت سمجھ کر ہی ہبہ کا دعوی کر رہی ہیں کہ بابا رسول ص ﷺ نے مجھے دے دیا۔ اسکے علاوہ کیا ہے آپ کے پاس؟

فدک کی ملکیت پر دلائل:

1۔ حدیث رسول ﷺ بسند حسن پیش کی ہے کہ شہزادی س کو رسول نے باغ ہبہ کر دیا اور یہ قضیہ شرطیہ ہے دینے سے ملکیت خود ثابت ہو جاتی ہے۔

2۔ تقی عثمانی کا حوالہ دیا۔

3۔ بدائع واصنائع پیش کی۔

مختصر حدیث اور اقرار علماء سے استدلال پکڑا ہے۔

چیلنج:

حدیث لاؤ کے فدک رسول ﷺ کی ملکیت نہیں تھا۔ مولوی پر لعنت۔ دکھاؤ کب کہا مولوی حجت نہیں ہے! تم پر تو حجت ہے، تم حنفی ہو پورا مذہب بابوں پر ہے۔ ابو حنفیہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

بیوقوف انسان جو میں دار العلوم دیوبند کا حوالہ دیا وہاں بھی انہوں نے روایت سے استدلال کیا ہے۔ ذاتی قول نہیں ہے، اتنا تو علم حاصل کر لو ذاتی قول اور روایت میں فرق کر سکو، عجیب۔ اب مزہ آئے گا رجال کا پنگا لیا میرے ساتھ۔ اب میں بتاؤں گا، آجاؤ سکھاؤں تم کو رجال۔ ہم ان مراحل سے گزریں گے تاکہ معاملہ بالکل واضح ہو جائے۔

1۔ فضیل بن مرزوق کی توثیق

2۔ کیا فضیل میں تشیع تھی؟

3۔ تشیع سے مراد کیا ہے؟

4۔ فضیل میں بدعت کیا تھی؟

5۔ کیا فضیل پر اس اصول کا اطلاق ہوتا ہے؟

فضیل بن مرزوق کی توثیق

الكاشف

في معرفة من له رواية في الكتب الستة

للإمام شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد الذهبي الدمشقي

ولد سنة ٦٧٣ - وتوفي سنة ٧٤٨هـ

وحاشيته

للإمام برهان الدين أبي الوفاء إبراهيم بن محمد سبط ابن العجمي الحلبي

ولد سنة ٧٥٣ - وتوفي سنة ٨٤١هـ

رحمهما الله تعالى

قابلهما بأصل مؤلفيهما

وقدم لهما وعلق عليهما
محمد عوامة

وخرج نصوصهما
أحمد محمد نمر الخطيب

دار القبلة للثقافة الإسلامية
جدة

مؤسسة علوم القرآن
جدة

٤٤٩١ ـ فضيل بن فَضَالة الهَوْزَنيُّ، شاميٌّ، عن المِقْدام بن مَعْدِي كَرِب، وجماعة، وعنه معاوية بن صالح، وصفوان بن عمرو، وعِدَّة. س.

٤٤٩٢ ـ فضيل بن مرزوق الكوفيُّ، عن أبي حازم الأشجعيِّ، وطائفة، وعنه يحيى بن آدم، وقَبِيصة، وعليُّ بن الجَعْد، ثقة. م ٤.

٤٤٩٣ ـ فضيل بن مَيْسَرة العُقَيليُّ، عن طاوس، والشعبي، وعنه شعبة، والقطّان، وعِدَّة. د س ق.

٤٤٩٤ ـ فِطْر بن خَليفة المخزوميُّ مولاهم الحنّاط، عن أبي الطفيل، وعطاءٍ الشَّيْبيِّ، ومولاه عمرو بن حُرَيث الصحابيِّ، وعن مجاهد، والشعبي، وعنه القطّان، ويحيى بن آدم، وخَلْق، شيعيٌّ جَلْد، وثّقه أحمد، وابن معين، مات ١٥٣. ٤ خ قَرَنه.

٤٤٩٥ ـ فُلْفُلةُ الجُعْفيُّ، عن ابن مسعود، وحذيفة، وعنه عمرو بن مُرَّة، وجماعة. س.

٤٤٩٦ ـ فُلَيح بن سليمان العَدَويُّ مولاهم المدنيُّ، عن سعيد بن الحارث، وضَمْرة بن سعيد، ونافع، وعنه ابنه محمد، وأبو الربيع الزَّهْراني، وخلق قال ابن معين، وأبو حاتم، والنسائي: ليس بالقوي، مات ١٦٨. ع.

٤٤٩٧ ـ فَيروز الدَّيْلَميُّ، صحابيٌّ، عنه بنوه: الضحّاك وعبد الله وسعيد، وآخرون، قيل: بقي إلى خلافة معاوية. ٤.

٤٤٩١ ـ (٥٤٣٦): «مقبول أرسل شيئاً».

٤٤٩٢ ـ (٥٤٣٧): «صدوق يهم ورمي بالتشيع».

٤٤٩٣ ـ (٥٤٣٩): «صدوق».

٤٤٩٤ ـ «وعطاءٍ الشيبي»: [قال ابن عبد البرّ: في صحبته نظر. وأما المؤلف فحمر عليه في «التجريد» وهذه عادته فيمن الراجحُ فيه أنه تابعي].

«الاستيعاب» ٣: ١٢٤٠ (٢٠٣١)، «التجريد» ١ (٤١٠٨)، ولم يزد ابن حجر في «الإصابة» ـ القسم الأول ـ ٢: ٢٤٤ على كلمة ابن عبد البرّ.

والمترجَم: حديثه عند البخاري في كتاب الأدب ـ باب ليس الواصل بالمكافىء ١٠: ٤٢٣ (٥٩٩١)، «العلل» للإمام أحمد ١ (٩١٢)، «تاريخ الدوري» ٢: ٤٧٧ (١٢٥٤، ١٦٠٩). وفي «التقريب» (٥٤٤١): «صدوق رمي بالتشيع».

٤٤٩٥ ـ (٥٤٤٢): «مقبول».

٤٤٩٦ ـ [وقال أبو داود: لا يحتج به، وقال الدارقطني: لا بأس به، وقال ابن حبان: من مُتْقِني أهل المدينة..].

قول أبي داود والدارقطني في «الميزان» ٣ (٦٧٨٢) والتهذيبين، وفي «الضعفاء» للدارقطني (٣٥١) عن فليح: «ثقة»، وفي «سؤالات الحاكم له» (٢٦٣): «سهيل بن أبي صالح خير من فليح بن سليمان». فآل كلامه إلى ما هنا: لا بأس به. وأما قول ابن حبان فالكلمة الأخيرة منه لم تظهر، والذي في «الثقات» ٧: ٣٢٤: «من أهل المدينة» دون قوله «متقني» ولم أرَ شيئاً في التهذيبين ونظائرهما و «الميزان».

والأقوال التي ذكرها المصنف فوق: «تاريخ الدوري» ٢: ٤٧٧ (٧٦٦) نحوه، «الجرح» ٧ (٤٧٩)، «الضعفاء والمتروكون» للنسائي (٥١٠)، «سننه» ٣: ٢٦٣ (١٨٠٢). وفي «التقريب» (٥٤٤٣): «صدوق كثير الخطأ».

امام ذہبی نے الکاشف میں اس راوی پر جو فائنل حکم لگایا ہے وہ ثقہ کا ہے۔

لہذا فضیل بن مرزوق بالکل ثقہ راوی ہے۔

اسی عکس میں نیچے حاشیہ میں فضیل بن مرزوق کا تشیع بھی بیان کیا گیا ہے۔

فضیل میں تشیع تھی؟

اول) پہلے تو ہمیں دیکھنا ہو گا علماء رجال تشیع سے کیا مراد لیتے تھے۔

دوم) تشیع کیا کوئی بری چیز تھی؟

علمائے رجال کے نزدیک تشیع کی تعریف

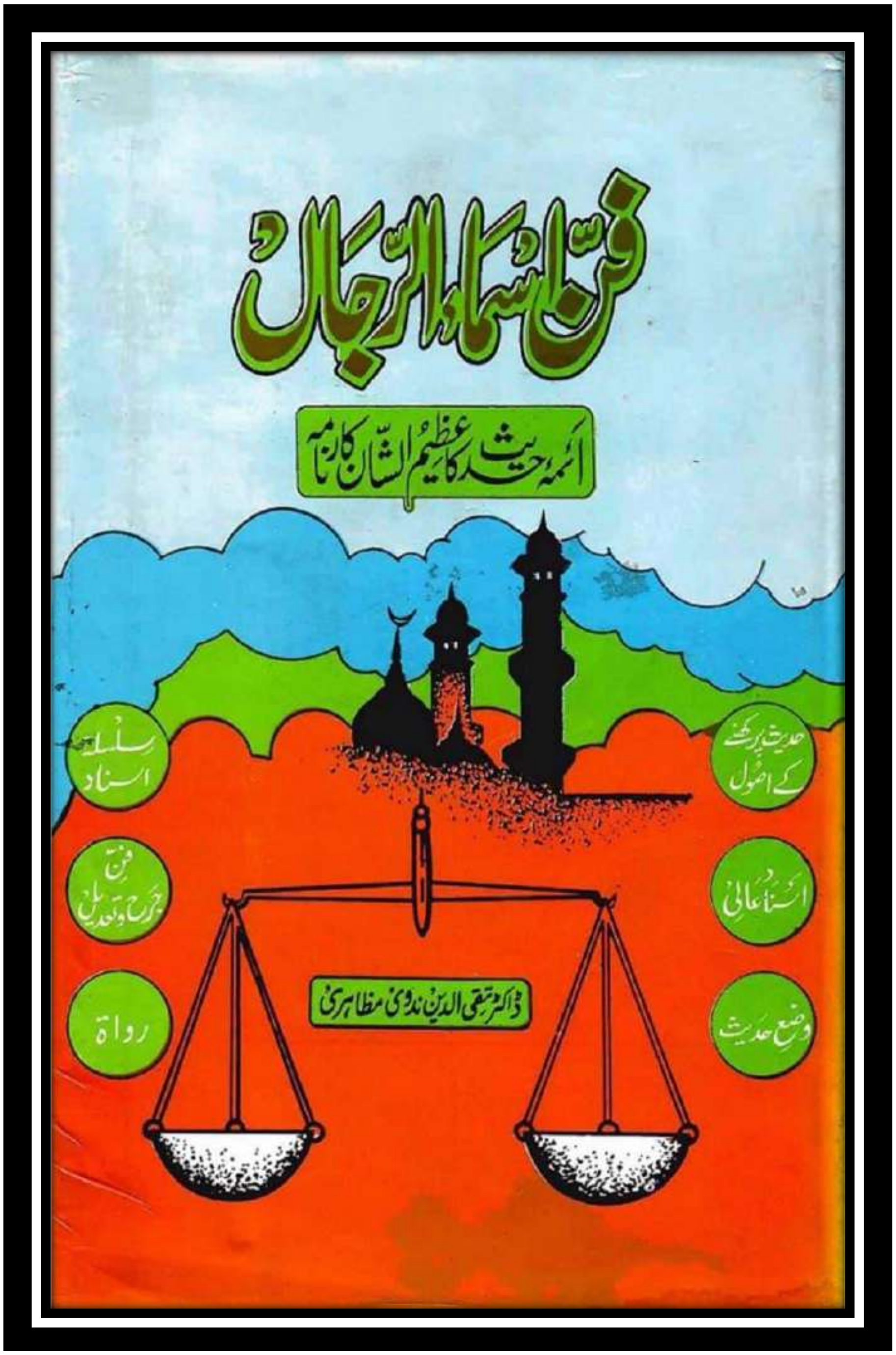

۵۸

تبع تابعین میں ان کے تدین وتقوے اور صدق وامانت کے باوجود تھی، اگران لوگوں کی حدیث کو رد کر دیا جائے تو بہت سے آثار نبوی کا سرمایہ ختم ہو جائے گا، اور اس صورت میں کھلی ہوئی خرابی ہے۔

بدعت کبریٰ جیسے رفض کامل اور اس میں غلو، مثلاً حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کی تنقیص کرنا اور اس کی طرف دعوت دینا، تو اس طرح کے لوگوں کی روایات ہرگز قابل استدلال نہیں، اور نہ ان کا کوئی مقام ہے، بلکہ اس جماعت کا ایک آدمی بھی میرے سامنے ایسا نہیں ہے جو سچا اور قابل اعتماد ہو، بلکہ کذب بیانی ان کا شعار اور تقیہ و نفاق ان کا محبوب مشغلہ ہے، پھر ایسے لوگوں کی روایات کو کیسے قبول کیا جاسکتا ہے، حاشا وکلا، غالی شیعی سلف کے زمانہ میں اور ان کی اصطلاح میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت معاویہؓ اور اس جماعت پر جس نے حضرت علیؓ سے جنگ کی تنقید کی اور برا بھلا کہا۔ ہمارے زمانے میں اور ہماری اصطلاح میں غالی وہ ہے جو ان اکابر کی تکفیر کرتا ہو، اور حضرات شیخینؓ سے بیزاری اختیار کرتا ہو، (معاذ اللہ) پس وہ گمراہ ومفتری ہے۔[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں، تشیع متقدمین کے عرف میں نام ہے شیخینؓ کی تقدیم وتفضیل کے ساتھ حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کو فضیلت دینے کا[2]

(۴) زنادقہ وفساق اور وہ مغفل لوگ جو اپنی روایات کا مطلب نہیں سمجھتے اور نہ ان میں ضبط اور فہم کے صفات پوری طرح موجود ہیں، یہ بھی متروکین میں داخل ہیں[3]

وہ لوگ جنکی روایات میں توقف کیا جائیگا ایسے لوگوں کی چند قسمیں ہیں:-

(۱) جن کی جرح وتعدیل میں اختلاف ہو۔

(۲) جن سے بکثرت خطاء کا صدور ہو، اور ان کی اور ائمہ ثقات کی روایت میں

---

[1] میزان ص۴ ج۱ [2] مقدمہ فتح الملہم ص۶۵ بحوالہ مقدمہ فتح الباری [3] اختصار علوم الحدیث ص۹۸

امام ابن حجر کہتے ہیں **تشیع** (شیعہ) سے مراد یہ ہے کہ ایک بندہ جناب عثمان پر امام علی ع کو فضیلت دے یا **شیخین** کو مولا علی ع سے **افضل** سمجھے۔ اسکو علمائے رجال **تشیع** کہتے ہیں۔ اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ فضیل بن مرزوق موجودہ شیعہ تھا جو شیخین سے اظہار بیزاری اختیار کرتا تھا؟ عجیب جہالت ہے۔

کیا تشیع ہونا بری بات ہے؟

قارئین تشیع تو انکے معتبر علماء میں اور صحابہ و تابعین میں بھی تھے۔ ان سے گزارش ہے ہمت کر کے اُن سب کو بدعتی کہنے کا اعلان کر دیں۔

امام حاکم نیشاپوری شیعہ تھے۔

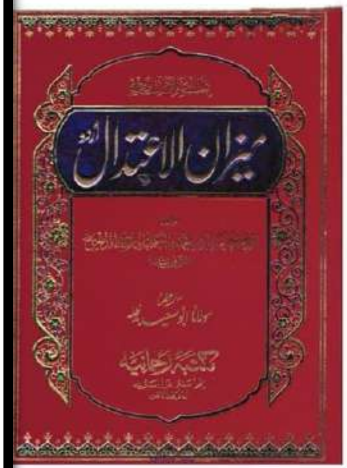

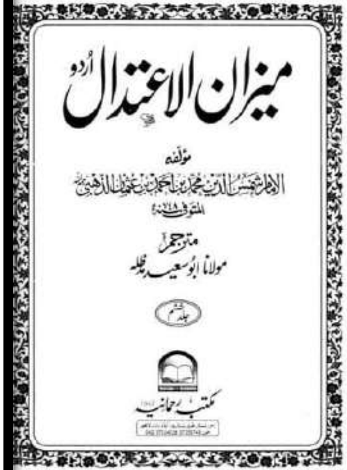

۷۸۰۹ - محمد بن عبداللہ سلمی طرسوی

اس نے 400 ہجری کے آس پاس میں بانیاس میں رہائش اختیار کی تھی۔ یہ کوئی چیز نہیں ہے۔

۷۸۱۰ - (صح) محمد بن عبداللہ ضبی نیشاپوری حاکم' ابوعبداللہ

یہ حافظ الحدیث ہے اور صاحب تصانیف ہے اور امام اور "صدوق" ہے۔ تاہم انہوں نے اپنی مستدرک میں بہت سی ایسی احادیث

میزان الاعتدال (اردو) جلد ششم ۲۳۰

کو صحیح قرار دیا ہے جو ساقط الاعتبار ہیں اور ایسی روایات کافی ساری ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ کیا یہ بات ان سے مخفی رہی تھی' کیونکہ کون شخص ہے جو اس سے ناواقف ہو اور اگر انہیں اس بات کا پتا تھا تو پھر یہ بہت بڑی خیانت ہے۔ پھر وہ مشہور شیعہ میں ہے' البتہ وہ شیخین سے تعرض نہیں کرتے (یعنی حضرت ابوبکر اور عمر کی شان میں گستاخی نہیں کرتے)۔

ابن طاہر کہتے ہیں: میں نے ابواسماعیل عبداللہ انصاری سے حاکم ابوعبداللہ کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولے: وہ حدیث میں امام ہے اور رافضی اور خبیث ہے۔

(امام ذہبی فرماتے ہیں:) اللہ تعالیٰ انصاف کو پسند کرتا ہے' یہ شخص رافضی نہیں تھا صرف شیعہ تھا۔ اور اُس شخص نے تو انتہائی زیادتی کی ہے جس نے یہ کہا ہے: تمام اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ضبی (امام حاکم) کذاب ہیں اور اُن کا یہ کہنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب پیدا ہوئے تھے تو آپ مسکرا رہے تھے اور آپ کے ختنے ہوئے تھے تو یہ چیز تواتر سے ثابت ہے اور اُن کی یہ روایت کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت کی گئی تھی' تو وہ اپنی ذات کے اعتبار سے سچے ہیں اور علمِ حدیث کی معرفت میں اُن پر اتفاق پایا جاتا ہے۔ ان کا انتقال 405 ہجری میں ہوا۔

۷۸۱۱ - محمد بن عبداللہ بصری

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

ان فاطمة جاء ت بكسرة الى النبى صلى الله عليه وسلم، فقال :اما انها اول طعام دخل جوف ابيك منذ ثلاث.

"سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ پہلا کھانا ہے جو پچھلے تین دنوں میں تمہارے باپ کے پیٹ میں داخل ہوا ہے"۔

امام بخاری اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں: یہ روایت ہشام بن عبدالملک نے عمار بن عمارہ کے حوالے سے اس راوی سے ہمیں بیان کی ہے۔ یہ راوی مجہول ہے' اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۷۸۱۲ - محمد بن عبداللہ

اس نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے' پھر اس نے ایک حدیث نقل کی ہے جسے اس کے والد نے مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ اس سے سہیل نے روایت نقل کی ہے' یہ مجہول ہے۔

۷۸۱۳ - محمد بن عبداللہ بن ابوملیکہ

اس کی شناخت نہیں ہو سکی۔ یحییٰ بن معین نے اسے "ضعیف" قرار دیا ہے۔

۷۸۱۴ - محمد بن عبداللہ بن ابان' ابوبکر ہیتی

خطیب کہتے ہیں: یہ آئے اور انہوں نے ابوعمرو بن سماک اور نجاد کے حوالے سے احادیث ہمیں املاء کروائیں۔ ان کے اصول

جی جناب تو کیا کہیں گیں امام حاکم بدعتی تھے؟ ٹکڑے لینے کے لیے علی معاویہ کو بلالیا ہے۔

صحابہ میں بھی تشیع تھی۔

صحابی رسول جناب ابو طفیل بھی شیعہ تھے۔

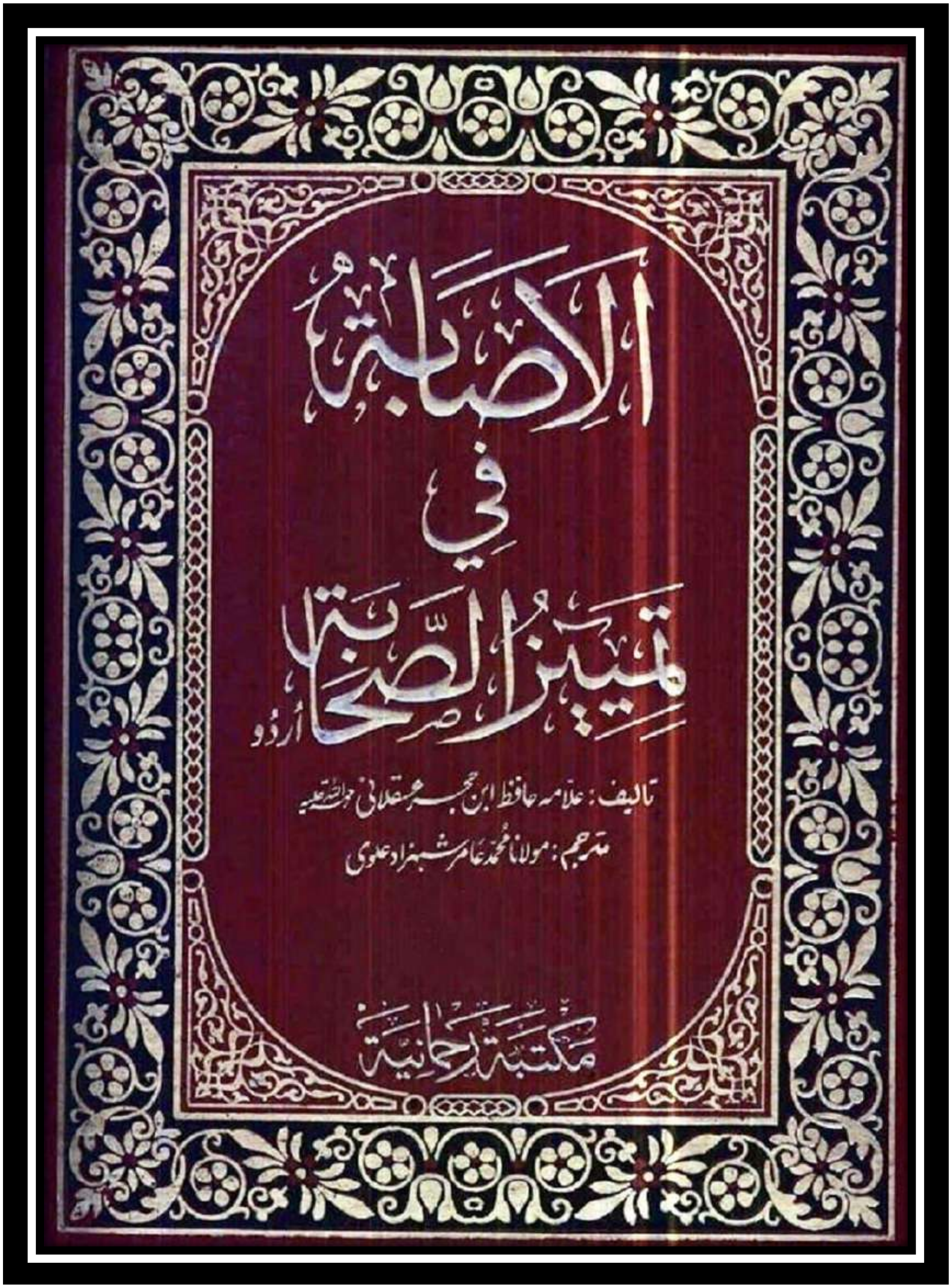

تو وہ ثابت نہیں۔

ابن سعد نے بحوالہ ابوطفیل ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میں تلاش کرنے والوں کے ساتھ آپ ﷺ کو ڈھونڈ رہا تھا، جبکہ آپ ﷺ نماز میں تھے.....(الحدیث) یہ ضعیف ہے، کیونکہ اس میں اختلاف نہیں ہے کہ ابوطفیل اس رات میں پیدا نہیں ہوئے۔

میں کہتا ہوں: میرا خیال ہے یہ ابوطفیل کی بحوالہ ان کے والد روایت ہے۔

صالح بن احمد بن حنبل نے بحوالہ اپنے والد فرمایا: ابوطفیل کی ہے، ثقہ ہیں، بخاری نے تاریخ صغیر میں بحوالہ ابوطفیل نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زندگی کے آٹھ سال پائے، ابوعمر کا قول ہے: وہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے قائل تھے، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان دونوں پر مقدم کرتے تھے۔

۱۰۱۵۸ ابوطلحہ انصاری ✿

زید بن سہل.....انصاری، بخاری۔ اپنے نام اور کنیت سے مشہور ہیں۔ انہوں نے کہا: ؏

''میں ابوطلحہ ہوں میرا نام زید ہے، ہر روز میرے تھیلے میں شکار ہوتا ہے، اسماء میں ان کا ذکر گزر چکا ہے''۔

۱۰۱۵۹ ابوطلحہ أنصاری

یہ دوسرے ہیں، خطیب نے مبہمات میں ان کا ذکر کیا ہے یہ وہی ہیں جنہوں نے ایک شخص کی ضیافت کی اور اسے اپنے کھانے پر ترجیح دی، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں....﴾ ✿ ذکر کیا کہ وہ ابوطلحہ کے علاوہ ہیں، جو ام سلیم کے شوہر ہیں، اور اس کا نسب بیان کیا ہے کہ وہ اس روایت میں واقع ہیں جسے مسلم نے نقل کیا ہے، تو انصار کا ایک شخص کھڑا ہوا جسے ابوطلحہ کہا جاتا تھا، گویا انہوں نے اسے بعید سمجھا ہے کہ ابوہریرہ، ابوطلحہ کو جو ام سلیم کے خاوند ہیں نہ جانتے ہوں، یہاں تک کہ ان سے یہ عبارت تعبیر کی، دوسرے لوگوں نے یقین کیا ہے کہ یہ مانع نہیں کہ یہ قصہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مدینہ تشریف لانے کے اوائل میں پیش آیا ہو، اس سے پہلے کہ غالب اپنے اہل کو پہچانے۔

۱۰۱۶۰ ابوطلحہ

درع خولانی، طبرانی کا قول ہے: ان کی صحبت میں اختلاف ہے، حماد بن سلمہ کے طریق سے بحوالہ ابوطلحہ خولانی مروی ہے۔ ان کا نام درع ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار لشکر ہوں گے تم پر شام میں جانا لازم ہے....''۔ (الحدیث) ✿

ابن یونس کا قول ہے: مصر کی فتح میں شریک تھے۔

۱۰۱۶۱ ابوطلیق ✿

بعض کا قول ہے، طلیق، بغوی اور ابن سکن وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مختار بن فلفل کے طریق سے نقل

✿ اسد الغابہ (٦٠٢٩) الاستیعاب (٣٠٩٦) ✿ سورۃ الحشر (٩)

✿ المعجم الکبیر (٢٧٥/٤) ✿ اسد الغابہ (٦٠٣٠) تجرید (١٨٠/٢)

استدلال :

اگر شیعہ ہونا بدعت ہے تو یہاں لکھے عبد السلام ناصبی کہ صحابہ اور علماء بدعتی تھے (معاذ اللہ)، پھر بات آگے چلے گی ورنہ اُس سے پہلے یہ اصول پیش کر کے جہالت نہ دکھائے۔

کیا فضیل بن مرزوق پر اس اصول کا اطلاق ہوتا ہے؟

بالکل نہیں۔ فضیل بن مرزوق بدعتی نہیں تھا، اگر بدعتی ہوتا تب دیکھتے۔ آپ نے فضول میں اسکین لگا کر ڈرامے بازیاں کی ہیں۔

اہلسنت مناظر نے سُنی و شیعہ کے ہاں متفقہ اصول دکھا کر واضح کیا کہ راوی ثقہ ہونے کے باوجود اپنے مذہب کی تائید میں روایت کرے گا تو قبول نہیں کی جائے گی۔ شیعہ مناظر ان دلائل کا رد نہیں کر سکا اور یہ ممکن بھی نہیں تھا کیونکہ خود اہل تشیع کے ہاں کئی سُنی راوی ثقہ ہیں، لیکن ان راویوں کی ایسی روایات جو شیعیت کے مسلمہ نظریات کے خلاف ہوں تو اسی اصول کے تحت رد کی جاتی ہیں۔

مطالبہ:

فضیل بن مرزوق میں بدعت ثابت کی جائے ورنہ یہ اصول کسی فائدے کا نہیں۔ جہالت کا عالم یہ ہے کہ شیعہ کتب سے اصول حدیث بلاوجہ پھینکنا شروع کر دیے ہیں، جس کا کوئی تعلق واسطہ ہی نہیں۔

شیعہ مناظر کی دلیل سے براہ راست اس اصول کا تعلق ہے، لیکن شیعہ مناظر کو بداخلاقی سے فرصت ملتی تو اس اصول پر غور و فکر بھی کرتے!

شیعہ مناظر: بحار الانوار کا اصول اور اسکین تمہارے کسی کام کا نہیں کیونکہ یہ ہمارے اصول ہیں لہٰذا انکا اطلاق شیعہ کتب اور احادیث پر ہو گا نہ کہ تمہاری کتب اور احادیث پر۔ اسکین دینے سے پہلے دیکھ لیا کرو بیوقوف انسان۔

اہل سنت مناظر نے دونوں فریقین کی کتب سے یہ اصول دکھایا۔ سُنی و شیعہ علماء دونوں ہی اس اصول پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر شیعہ مناظر بوکھلاہٹ کا شکار ہو چکے تھے، اسی وجہ سے ذاتیات پر اتر آئے۔

باقی فضیل بن مرزوق بدعتی نہیں ہے، اس لئے بات کرنے کا فائدہ ہی نہیں ہے۔

آپ نے سید خوئی رض کی کتاب سے سکین پیش کیا کہ **عطیہ** اصحاب صادق ع میں سے تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے وہ شیعہ تھا، پھر تو نعمان بن ثابت ابو حنیفہ بھی شیعہ ہو گیا۔

سید خوئی رح نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کے بارے میں لکھتے ہیں **اصحاب صادق ع میں تھا۔**

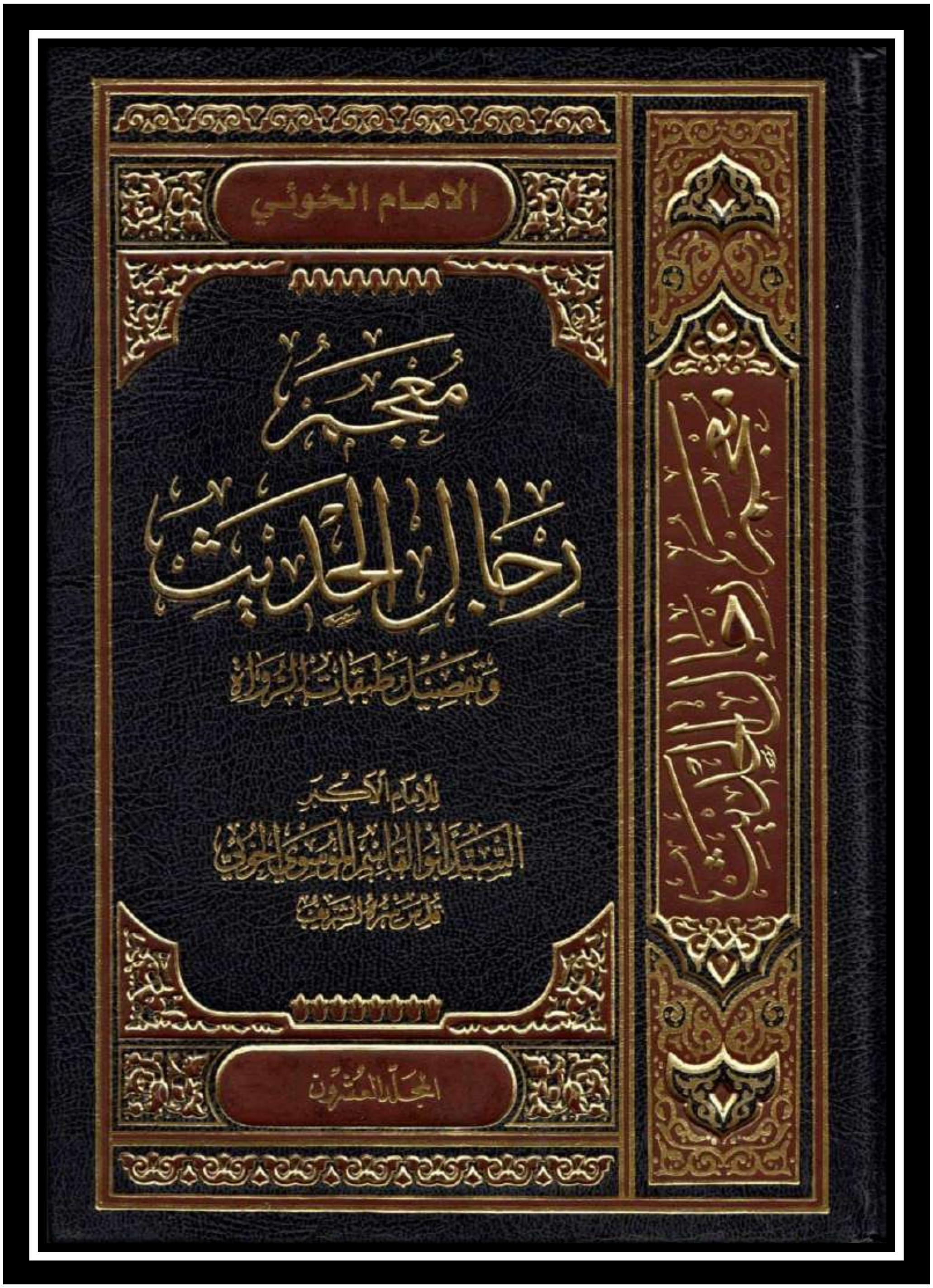

وقال ابن عبد البر في الاستيعاب: «كان النعمان أميراً على الكوفة لمعاوية سبعة أشهر، ثمّ كان أميراً على حمص لمعاوية، ثمّ ليزيد، فلما مات يزيد صار زبيرياً، وخالفه أهل حمص فأخرجوه منها، واتّبعوه وقتلوه».

وقال المحدّث القمّي ـ رحمه الله ـ في سفينة البحار، الجزء ٢، في مادة (نعم): «أمر يزيد نعمان بن بشير بأن يجهّز أهل بيت الحسين ـ عليه السلام ـ بما يصلحهم، ويبعث معهم خيلاً وأعواناً حتى يرجعوا إلى المدينة».

١٣٠٩٢ـ النعمان بن بشير:

روى كتاب محمد بن علي عليهما السلام إلى جابر بن يزيد الجعفي وتجنن جابر بعده.

وروى عنه أحمد بن النضر. الكافي: الجزء ١، كتاب الحجّة ٤، باب أنّ الجن يأتيهم فيسألونه عن معالم دينهم ٩٨، الحديث ٧.

١٣٠٩٣ـ النعمان بن ثابت:

أبو حنيفة التيملي (السلمي) الكوفي، مولاهم، من أصحاب الصادق عليه السلام، رجال الشيخ (٢٣).

وقال الذهبي في ميزان الاعتدال: «ضعّفه النسائي من جهة حفظه، وابن عدي وآخرون.

وقال الجصّاص: له فتاوي عجيبة، منها ما أفتى به من أنّ الرجل إذا استأجر امرأة على الزنا لم يحد، لأنّ الله تعالى سمّى المهر أجراً.

ومنها قوله: بأنّ الرجل إذا عقد على إحدى محارمه من أمّه، وأخته، أو بنته لم يحد، فإنه يلحق بالشبهة.

وله قياسات عجيبة، فقد قال بطهارة الكلب ولكنه ذهب إلى نجاسة لعابه.

کیا ابو حنیفہ بھی شیعہ ہو گیا؟؟؟ بیوقوف انسان مولاع کے اصحاب میں تمام مذہب اور طبقے کے لوگ آتے تھے۔

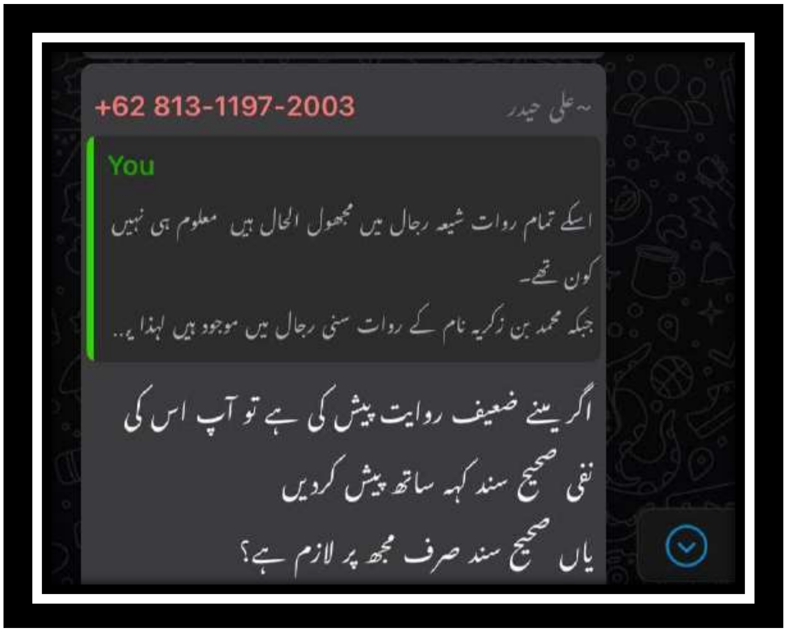

شیعہ مناظر: میں نے گواہ والی بات پر تفسیر القمی سے صحیح السند روایت پیش کی ہے۔

جھوٹوں پر خدا کی لعنت

سنی مناظر کی حالت دیکھ سکتے ہیں سب قارئین۔ اب کہتا ہے شیعہ کتب مجھ پر حجت کیسے۔ جاہل انسان تم نے جو الزامی جواب دیا اُسکا رد کیا ہے کہ ہمارے پاس صحیح السند روایات میں یہ واقعہ موجود ہے۔ جاہل انسان ہو تم، بالکل چولیاں ماری ہوئی ہیں ساری جاہل نے۔ کیا جواب دے بندہ۔

میں نے احادیث اور علماء کے اقرار پیش کیے ہیں ملکیت ہونے پر۔ تم بھی ایک حدیث لاؤ کہ باغ فدک نبی ﷺ کی ملکیت نہیں تھی۔

جہالت کی حد ہے ویسے بے تکی تاویلات۔ جناب ابو بکر نے کہا جیسا رسول ﷺ کرتے تھے میں اُس سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ یہ بوگس دلیل ہے وہ غنی تھے۔ غنی ہونے سے کیا آپکو آپکے حق سے جدا کیا جا سکتا ہے؟ موصوف کو لگتا تھا کوئی عام بندہ ہو گا کام چل جائے گا دو نمبری کرنا تو سنیوں کی عادت ہے۔ سنی مناظر اصول درائیہ سے بالکل پیدل اور جاہل ہے۔

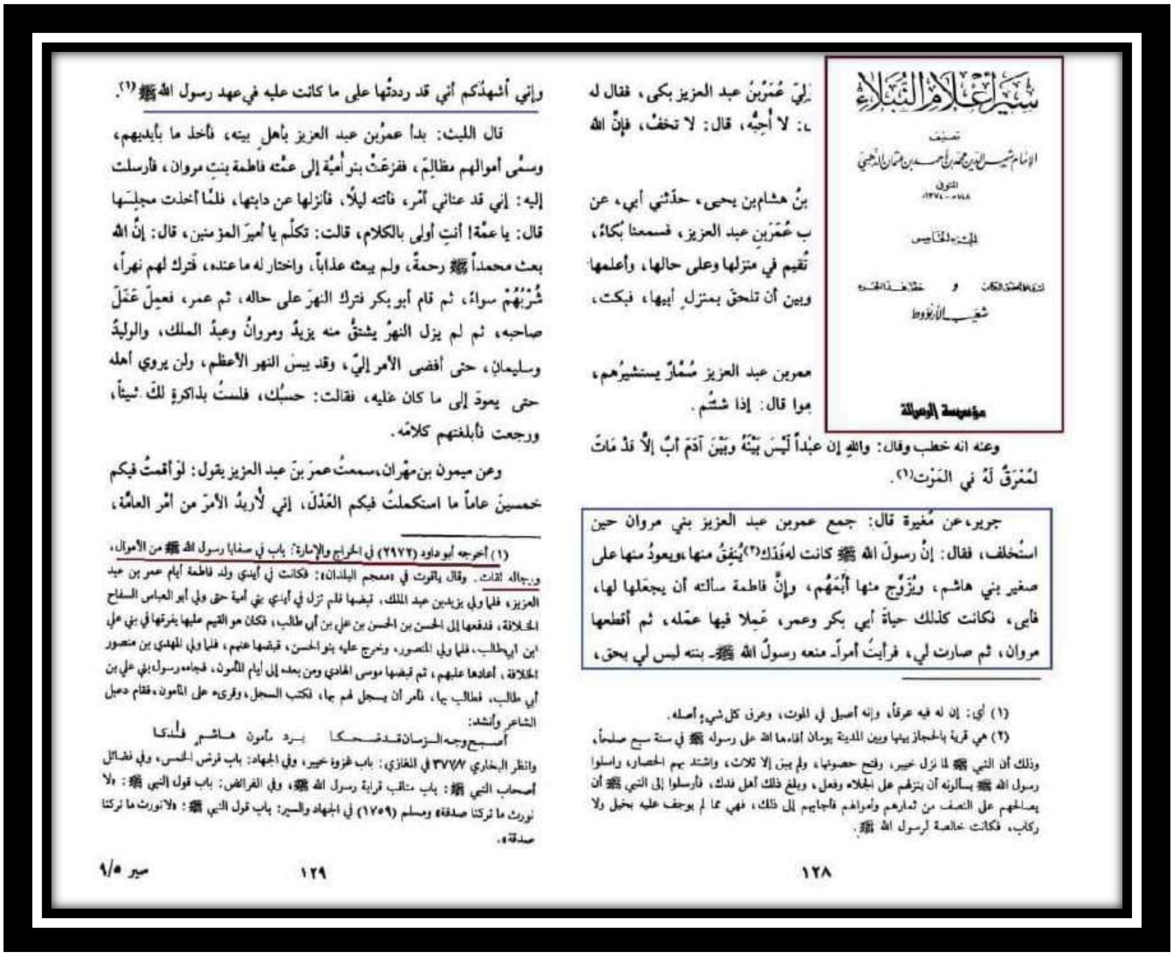

سیر أعلام النبلاء

تصنيف الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى ٦٧٣ - ٧٤٨ هـ

الجزء الخامس

شعيب الأرنؤوط

مؤسسة الرسالة

...لِيَ عُمَرُبنُ عبد العزيز بكى، فقال له ...: لا أُحِبُّه، قال: لا تخفْ، فإنَّ الله

...بنُ هشام بن يحيى، حدثني أبي، عن ... عُمَرَبنِ عبد العزيز، فسمعنا بكاءً، ... تُقيم في منزلها وعلى حالها، وأعلمها ... وبين أن تلحق بمنزلِ أبيها، فبكت،

...عمربن عبد العزيز سُمَّارٌ يستشيرُهم، ...موا قال: إذا شئتم.

وعنه انه خطب وقال: واللهِ إن عبْداً لَيْسَ بَيْنَهُ وبَيْنَ آدَمَ أبٌ إلاَّ قدْ مَاتَ لمُعْرَقٌ لَهُ في المَوْتِ[1].

جرير، عن مُغيرة قال: جمع عمربن عبد العزيز بني مروان حين استُخلف، فقال: إنَّ رسولَ الله ﷺ كانت له فَدَكُ[2] يُنفِقُ منها ويعودُ منها على صغير بني هاشم، ويُزَوِّج منها أَيِّمَهُم، وإنَّ فاطمة سألته أن يجعَلَها لها، فأبى، فكانت كذلك حياةَ أبي بكر وعمر، عَمِلا فيها عمَلَه، ثم أقطعها مروان، ثم صارت لي، فرأيتُ أمراً منعه رسولُ الله ﷺ بنته ليس لي بحق،

(١) أي: إن له فيه عرقاً، وإنه أصيل في الموت، وعرق كل شيء أصله.

(٢) هي قرية بالحجاز بينها وبين المدينة يومان أفاءها الله على رسوله ﷺ في سنة سبع صلحاً، وذلك أن النبي ﷺ لما نزل خيبر، وفتح حصونها، ولم يبق إلا ثلاث، واشتد بهم الحصار، راسلوا رسول الله ﷺ يسألونه أن ينزلهم على الجلاء وفعل، وبلغ ذلك أهل فدك، فأرسلوا إلى النبي ﷺ أن يصالحهم على النصف من ثمارهم وأموالهم فأجابهم إلى ذلك، فهي مما لم يوجف عليه بخيل ولا ركاب، فكانت خالصة لرسول الله ﷺ.

١٢٨

وإني أُشهدُكم أني قد رددتُها على ما كانت عليه في عهد رسول الله ﷺ[1].

قال الليث: بدأ عمرُبن عبد العزيز بأهلِ بيته، فأخذ ما بأيديهم، وسمّى أموالهم مظالِمَ، ففزعَتْ بنو أُميَّة إلى عمَّته فاطمة بنتِ مروان، فأرسلت إليه: إني قد عناني أمْر، فأتته ليلاً، فأنزلها عن دابتها، فلمَّا أخذت مجلِسَها قال: يا عمَّة! أنتِ أولى بالكلام، قالت: تكلَّم يا أميرَ المؤمنين، قال: إنَّ الله بعث محمداً ﷺ رحمةً، ولم يبعثه عذاباً، واختار له ما عنده، فترك لهم نهراً، شُرْبُهُمْ سواءٌ، ثم قام أبو بكر فترك النهرَ على حاله، ثم عمر، فعمِلَ عَمَلَ صاحبه، ثم لم يزل النهرُ يشتقُّ منه يزيدُ ومروانُ وعبدُ الملك، والوليدُ وسليمانُ، حتى أفضى الأمر إليَّ، وقد يبس النهر الأعظم، ولن يروي أهله حتى يعودَ إلى ما كان عليه، فقالت: حسبُك، فلستُ بذاكرةٍ لكَ شيئاً، ورجعت فأبلغتهم كلامَه.

وعن ميمون بن مهْران، سمعتُ عمرَ بنَ عبد العزيز يقول: لو أقمتُ فيكم خمسينَ عاماً ما استكملتُ فيكم العَدْلَ، إني لأُريدُ الأمرَ من أمْر العامَّة،

(١) أخرجه أبو داود (٢٩٧٢) في الخراج والإمارة: باب في صفايا رسول الله ﷺ من الأموال، ورجاله ثقات. وقال ياقوت في «معجم البلدان»: فكانت في أيدي ولد فاطمة أيام عمر بن عبد العزيز، فلما ولي يزيد بن عبد الملك، قبضها فلم تزل في أيدي بني أمية حتى ولي أبو العباس السفاح الخلافة، فدفعها إلى الحسن بن الحسن بن علي بن أبي طالب، فكان هو القيم عليها يفرقها في بني علي ابن أبي طالب، فلما ولي المنصور، وخرج عليه بنو الحسن، قبضها عنهم، فلما ولي المهدي بن منصور الخلافة، أعادها عليهم، ثم قبضها موسى الهادي ومن بعده إلى أيام المأمون، فجاءه رسول بني علي بن أبي طالب، فطالب بها، فأمر أن يسجل لهم بها، فكتب السجل، وقرىء على المأمون، فقام دعبل الشاعر وأنشد:

أصبح وجه الزمان قد ضحكا ... برد مأمون هاشم فدكا

وانظر البخاري ٣٧٧/٧ في المغازي: باب غزوة خيبر، وفي الجهاد: باب فرض الخمس، وفي فضائل أصحاب النبي ﷺ: باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ، وفي الفرائض: باب قول النبي ﷺ: «لا نورث ما تركنا صدقة» ومسلم (١٧٥٩) في الجهاد والسير: باب قول النبي ﷺ: «لا نورث ما تركنا صدقة».

١٢٩ سير ٥/٩

شیعہ مناظر: یہ روایت پیش کر کے سُنی مناظر کہتا ہے کہ اس کو صحیح روایت کہتے ہیں۔

شیعہ مناظر کارد: حدیث صحیح کا متصل ہونا لازم ہے۔

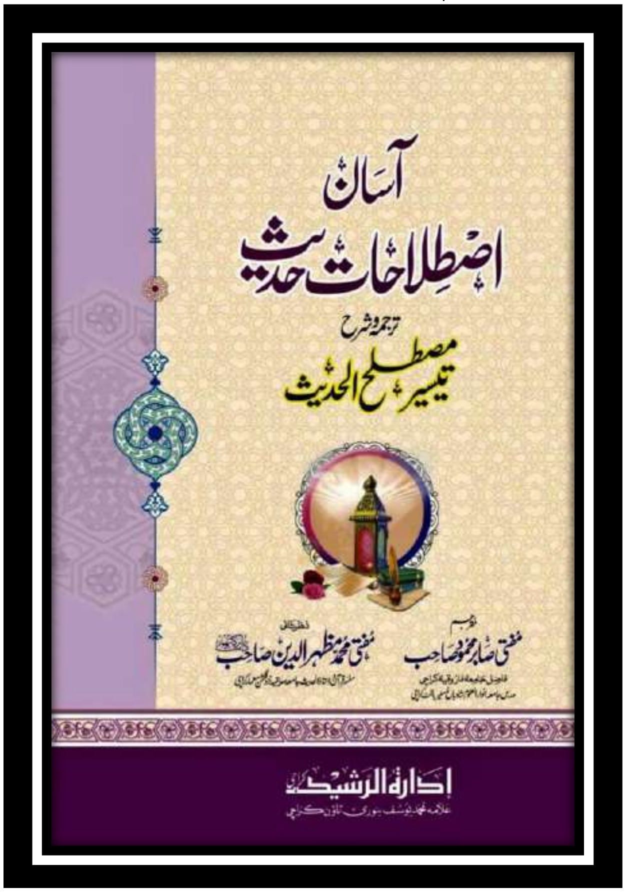

المقصد الأول ٦٤ الصحيح

د - **عَدْمُ الشُّذُوْذِ:** أَيْ أَن لَّا يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ شَاذًّا. وَالشُّذُوذُ: هُوَ مُخَالِفَةُ الثِّقَةِ لِمَنْ هُوَ أَوْثَقُ مِنْهُ.

شاذ نہ ہونا: یعنی حدیث شاذ نہ ہو، اور شذوذ کہتے ہیں: ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔

هـ - **عَدْمُ العِلَّةِ:** أَيْ أَنْ لَّا يَكُونَ الْحَديثُ مَعلُولًا، وَالْعِلَّةُ: سَبَبٌ غَامِضٌ خَفِيٌّ، يَقْدَحُ فِي صِحَّةِ الْحَدِيْثِ، مَعَ أَنَّ الظَّاهِرَ السَّلَامَةُ مِنْهُ.

علت کا نہ ہونا: یعنی حدیث معلول نہ ہو۔ اور علت ایک پوشیدہ سبب ہوتا ہے جو حدیث کے صحیح ہونے میں قادح (عیب) ہوتا ہے، جب کہ حدیث کا ظاہر ایسی علت سے محفوظ معلوم ہوتا ہے۔

٣ - شُرُوْطُهُ:

اس کی شرطیں:

يَتبيَّنُ مِن شَرْحِ التَّعْرِيْفِ أَنَّ شُرُوْطَ الصَّحِيْحِ التِي يَجِبُ تَوَافُرُهَا حَتَّى يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ صَحِيْحًا: خَمْسَةٌ، وَهِيَ: «اتِّصَالُ السَّنَدِ، عَدَالَةُ الرُّوَاةِ، ضَبْطُ الرُّوَاةِ، عَدْمُ الْعِلَّةِ، عَدَمُ الشُّذوذِ». فَإِذَا اخْتَلَّ شَرْطٌ وَاحِدٌ مِنْ هذِه الشُّرُوْطِ الْخَمْسَةِ فَلَا يُسَمَّى الْحَدِيْثُ حِيْنَئِذٍ صَحِيْحًا.

تعریف کی وضاحت سے ظاہر ہو گیا کہ صحیح حدیث کی شرطیں جن کا پایا جانا ضروری ہے، تاکہ حدیث صحیح ہو، وہ پانچ ہیں، جو کہ یہ ہیں: سند کا متصل ہونا، راویوں کا عادل ہونا، راویوں کا ضابط ہونا، علت کا نہ ہونا، شاذ کا نہ ہونا۔ پس جب ان پانچ شرطوں میں سے کسی شرط میں خلل واقع ہو تو اس وقت حدیث کو صحیح نہیں کہا جائے گا۔

٤ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

مَا أَخْرَجَه الْبُخَارِيُّ فِي «صَحِيْحِه»، قَالَ: «حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسَفَ، ....

وہ حدیث ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: "ہمیں بیان کیا عبداللہ بن یوسف نے، ...

شیعہ مناظر: حضرت عمر بن عبد العزیز والی روایت منقطع ہے۔

روایت کے ضعف کی وجہ:

جناب صاحب رسول ص کی وفات 632 عیسوی میں ہوئی جبکہ جناب عمر بن عبد العزیز کی پیدائش 682 عیسوی میں ہوئی۔ جناب صاحب عمر بن عبد العزیز اور رسول ص میں ۵۰ سال کا فرق ہے۔ منقطع اجماعی طور پر ضعیف ہوتی ہے۔

پس واضح ہوا پیش کردہ روایت مردود ہے۔

حاشیہ:

سنی مناظرہ اس قدر جاہل ہے کہ رجال الثقات سے دلیل پکڑ رہا ہے، بیوقوف انسان، رجال رجل سے نکلا ہے، رجل کی جمع رجال ہے۔ یعنی اس کے راوی ثقہ ہیں یہ کہاں کہا ہے حدیث کی سند صحیح ہے؟ آجا میرا بیٹا اصول درائیہ پڑھو تم کو جاہل ہو بالکل، سنی مناظر کی جہالت آشکار ہو چکی ہے۔ اب میں بتاتا ہوں مقبول روایت کس کو کہتے ہیں۔ میری پیش کردہ روایت متصل ہے اسکے روات حسن الحدیث ہیں۔ الحمد للہ

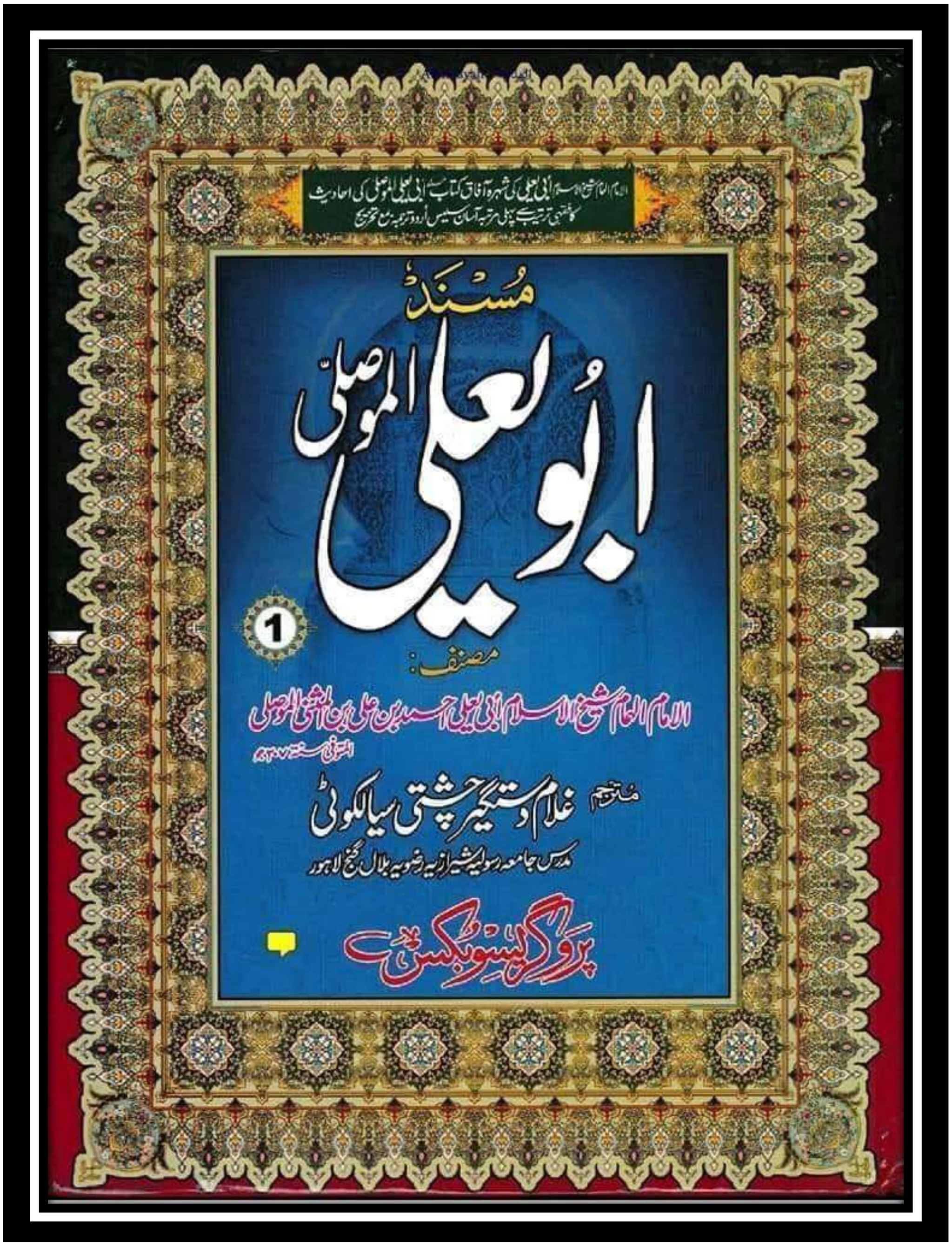

"قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَكَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ يَرَوْنَ أَنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ إِبْرَاهِيمُ، وَلَمْ يَزِدْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ"

اس کو وہ چھوڑ دے گا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے خیال کیا کہ وہ ابراہیم ہوں گے، رسول اللہ ﷺ نے اس پر اضافہ نہیں کیا۔

1403 - حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنِ الْوِصَالِ فِي الصِّيَامِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا لَكَ أَنْتَ تَفْعَلُهُ؟ فَقَالَ: إِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ، إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے لگاتار روزے رکھنے سے منع کیا۔ آپ سے عرض کی گئی: یارسول اللہ! آپ رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں' مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

1404 - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي مَلِيحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا مَضَى أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَلْيُصَلِّ، وَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيبًا مِنْ صَلَاتِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ مِنْ صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ خَيْرًا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لیے جائے پھر اپنے گھر واپس آجائے وہ گھر میں بھی نماز پڑھے' نماز کا حصہ اپنے گھر کے لیے بھی رکھے بے شک اللہ عزوجل نماز کی برکت سے گھر میں بھلائی ڈالتا ہے۔

1405 - قَرَأْتُ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ الطَّحَّانِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ خُثَيْمٍ، عَنْ فُضَيْلٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: (وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ) (الاسراء: 26) دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَأَعْطَاهَا فَدَكَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ قریبی رشتہ داروں کو اس کا حق دو۔ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور ان کو باغ فدک دیا۔

1404- أخرجه مسلم في صلاة المسافرين' باب: استحباب صلاة النافلة في بيته' وجوازها في المسجد . وابن ماجه في الاقامة' باب: ما جاء في التطوع في البيت .

خلاصہ:

1۔ فدک رسول ﷺ کی ملکیت ہے۔

2۔ رسول ﷺ نے جناب زہرا س کو فدک ہبہ کر دیا۔

3۔ جناب زہرا س نے گواہ پیش کیے اُن کو رد کر دیا گیا اور آپ کو حق نہ دیا گیا۔(بسند حسن)

مطالبہ:

1۔ صریح صحیح حدیث لاؤ، فئے ملکیت رسول ﷺ نہیں ہے۔

2۔ فضیل بن مرزوق کی بدعت بیان کرو۔ چولیا مار کر وقت ضائع نہ کرنا۔

سُنی مناظر: آپ کا قصور نہیں ہے، جو آپ کی میموری میں فیڈ حوالے ہیں وہ آپ نے پیش کرنا ہے، چاہے بے تکے حوالے کیوں نہ ہوں۔ صرف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح نے نہیں کہا بلکہ آپ کے مصنفین نے بھی کہا ہے کہ باغ فدک کے ہبہ والے واقعے کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ان سب پر فتویٰ لگاؤ۔

میرے خیال میں آپ سے آپ کے لہجے میں بات کرنی ہوگی۔

٩٨٩ — ٦٤ ـ كتاب المغازي

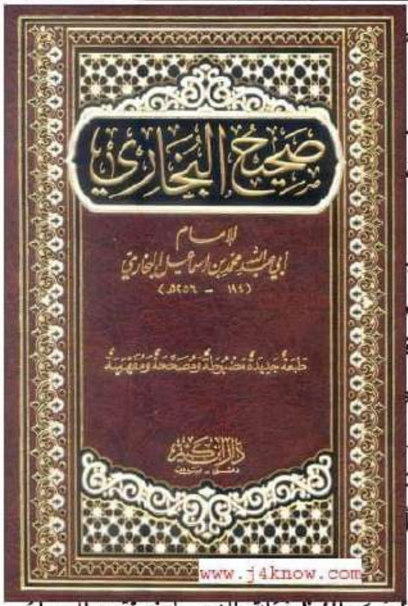

الفَيءِ بشيءٍ لم يُعطِهِ أحداً غيرَه ، فقال جَلَّ ذِكرُهُ:
مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ إلى قوله ﴿قَدِيرٌ﴾ [الحشر: ٦
واللهِ ما احتازها دُونكم ولا استأثرها عليكم ، لقد
المالُ منها ، فكان رسولُ الله ﷺ يُنفِقُ على أهلِهِ نف
فيجعلهُ مَجعلَ مال الله ، فعملَ ذلك رسولُ الله ﷺ
فأنا وليُّ رسولِ اللهِ ﷺ ، فقَبَضَه أبو بكرٍ فعملَ في
ـ فأقبلَ على عليٍّ وعبَّاسٍ وقال ـ تذكرانِ أنَّ أبا بكر
لصادقٌ بارٌّ راشد تابع للحقِّ. ثمَّ تَوَفَّى اللهُ أبا بكر
فقبضتهُ سنتين مِن إمارتي أعملُ فيه بما عملَ رسو
صادقٌ بارٌّ راشدٌ تابعٌ للحقّ. ثمَّ جِئتماني كِلاكما و
ـ يعني عباساً ـ فقلتُ لكما: إنَّ رسولَ الله ﷺ قال
أن أدفعهُ إليكما قلتُ: إن شِئتما دفعتهُ إليكما على
عملَ فيه رسولُ الله ﷺ وأبو بكر وما عملتُ فيه مُذ
إلينا بذٰلكَ ، فدفعته إليكما ، أفتَلْتَمِسانِ مني قضاءً غيرَ ذلك؟ فواللهِ الذي بإذنِهِ تقوم السماءُ والأرض لا أقضي فيه بقَضاءٍ غيرِ ذلك حتىٰ تقومَ الساعة. فإن عجَزْتُما عنه فادفَعا إليَّ ، فأنا أكفيكُماه». [انظر الحديث: ٢٩٠٤ ، ٣٠٩٤].

٤٠٣٤ ـ قال: فحدَّثت هذا الحديثَ عُروةَ بنَ الزُّبير فقال: «صدقَ مالكُ بنُ أوسٍ ، أنا سمعتُ عائشةَ رضيَ اللهُ عنها زوجَ النبيِّ ﷺ تقول: أرسلَ أزواجُ النبيِّ ﷺ عثمانَ إلى أبي بكر يَسألْنَهُ ثمنهُنَّ مما أفاءَ اللهُ على رسولهِ ﷺ ، فكنتُ أنا أرُدُّهنَّ ، فقلتُ لهنَّ: ألا تتَّقينَ الله؟ ألم تَعلمَن أنَّ النبيَّ ﷺ كان يقول: لا نُورَث ، ما ترَكنا صَدَقة ـ يُريدُ بذلك نفسه ـ إنما يأكل آلُ محمدٍ ﷺ من هذا المال. فانتهىٰ أزواجُ النبيِّ ﷺ إلى ما أخبَرَتْهُنَّ. قال: فكانت هذه الصدقةُ بيدِ عليٍّ ، منَعها عليٌّ عبَّاساً فغلَبَهُ عليها. ثمَّ كان بيدِ حسنِ بن عليٍّ ، ثمَّ بيد حُسين بن عليٍّ ثمَّ بيد عليِّ بن حسينٍ وحسنِ بن حسن كلاهما كانا يَتداوَلانِها ، ثم بيد زيدِ بن حسن وهي صدَقة رسولِ الله ﷺ حَقّاً». [الحديث ٤٠٣٤ ـ طرفاه في: ٦٧٢٧ ، ٦٧٣٠].

٤٠٣٥ ـ حدَّثَنا إبراهيمُ بن موسى أخبرَنا هشامٌ حدَّثنا مَعْمرٌ عن الزُّهريِّ عن عُروةَ عن عائشةَ: «أنَّ فاطمةَ عليها السلامُ والعباسَ أتَيا أبا بكرٍ يَلتَمِسانِ ميراثَهما: أرضَه من فَدَك ، وسَهمَهُ من خَيْبر». [انظر الحديث: ٣٠٩٢ ، ٣٧١١].

اب اس حدیث مبارکہ میں دیکھیں مال فئے بطور میراث تقسیم نہیں ہوا بلکہ بطور متولی حضرت علی کے قبضہ میں رہا، انہوں نے حضرت عباس کو دینے سے منع کیا، اس کہ بعد حضرت حسن بن علی اور حسین بن علی رضی اللہ عنہا کے قبضہ میں رہا اور ان کے افراد بطور متولی سنبھالتے تھے۔ اب بتائیں فدک ملکیت رسول ﷺ تھا؟

اگر باغ فدک واقعی ملکیت رسول ﷺ تھا اور رسول اللہ نے سیدہ فاطمہ کو دیا تو ان تمام حضرات کے پاس بحیثیت متولی کے کیوں پھر تا رہا؟

عقل کو تکلیف دیں تھوڑی۔ اب تیار ہو جاؤ ایک دار العلوم کی فتویٰ آ رہی ہے پھر کہو گے مجھ پر یہ حجت نہیں۔ پہلے ثقہ کا روش ختم کرتا ہوں۔

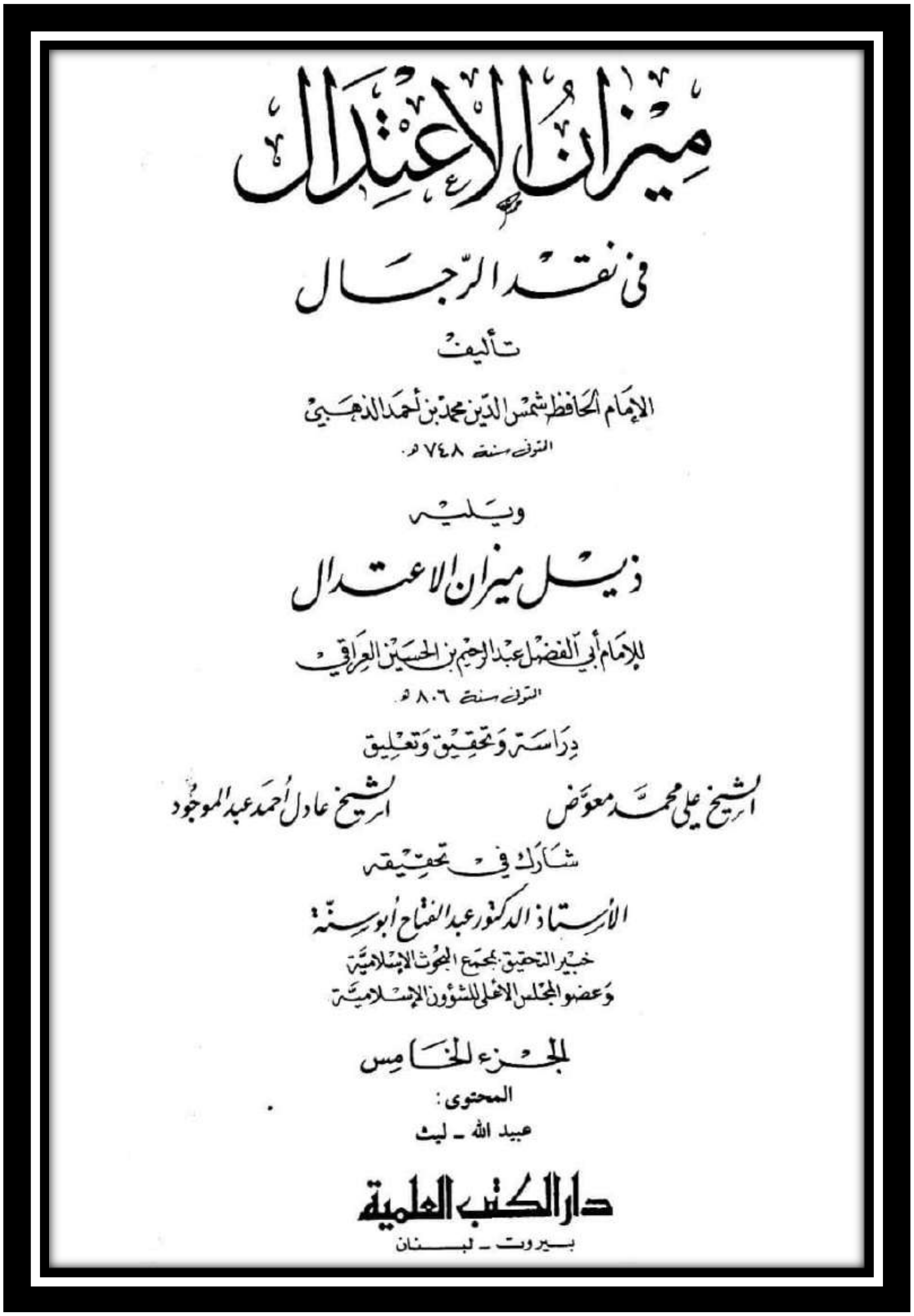

ميزان الاعتدال

في نقد الرجال

تأليف

الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هـ

ويليه

ذيل ميزان الاعتدال

للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي

المتوفى سنة ٨٠٦ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة

خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية

وعضو المجلس الأعلى للشئون الإسلامية

الجزء الخامس

المحتوى:

عبيد الله - ليث

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

الجهني، وعديّ بن ثابت. وعنه وكيع، ويزيد، وأبو نُعيم، وعلي بن الجعد، وخَلْق.

وثّقه سفيان بن عُيينة، وابن معين.

وقال ابنُ عَدِيٍّ: أرجو أنه لا بأس به.

وقال النَّسَائِيُّ: ضعيف، وكذا ضعفه عثمان بن سعيد.

قلت: وكان معروفاً بالتشيُّع من غير سبّ.

قال الهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: جاء فُضيل بن مرزوق - وكان من أئمة الهُدَى زهداً وفَضْلاً - إلى الحسن بن حي، فأخبره أنه ليس عنده شيء، فقام الحسن فأخرج ستّةَ دراهم، وأخبره أنه ليس عنده غيرها، فقال: سبحان الله! ليس عندك غيرها وأنا آخُذُها؛ فأخذ ثلاثةَ وترك ثلاثة.

وقال أَبُو عَبْدِاللهِ الحَاكِمِ: فُضَيل بن مرزوق ليس من شرط الصحيح، عيب على مسلم إخراجه في الصحيح.

وقال ابنُ حِبّان: منكر الحديث جدّاً؛ كان ممن يخطىء على الثقات، ويروي عن عطية الموضوعات.

قلت: عَطِيّةُ أضعف منه.

قال ابنُ عَدِيٍّ: عندي أنه إذا وافق الثقات يحتجّ به. وروى أحمد بن أبي خيثمة، عن ابن مَعِين: ضعيف. وروى زيد بن الحُباب، عن فُضيل بن مرزوق، عن أبي إسحاق، عن زيد بن يُثَيع، عن علي - مرفوعاً: «إنْ تُؤَمِّرُوا أَبَا بَكْرٍ تَجِدُوه أَمِيناً مُسْلِماً زَاهِداً فِي الدُّنْيَا رَاغِباً فِي الآخِرَةِ، وإنْ تُؤَمِّرُوا عُمَرَ تَجِدُوه قَوِيّاً أَمِيناً لا تَأْخُذُه فِي اللهِ لَوْمَةُ لائِمٍ، وَإنْ تُؤَمِّرُوا عَلِيّاً - وَلا أَظُنُّكُمْ فَاعِلِينَ - تَجِدُوه هَادِياً مَهْدِيّاً، يَسْلُكُ بِكُمُ الطَّرِيقَةَ».

٦٧٧٩ [٤٣٨٩ ت] - فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ الرُّقَاشِيُّ[١]. هو الأول. روى عن عطية، وضُعّف. وهِمَ مَنْ فَرَّقَهما.

٦٧٨٠ [٤٣٩٠ ت] - فُضَيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ[٢]. عن أبيه. عن عليّ في النَّرْدِ. لا يُعرف ولا أبوه. روى عنه عبيد الله بن الوليد الوَصَّافي. وله في أدب البخاري.

= تهذيب التهذيب: ٨/٢٩٨، الكاشف ٢/٣٨٦، الجرح والتعديل: ٧/٤٢٣، نسيم الرياض ٣/١٠، ثقات ٧/٣١٦، تاريخ أسماء الثقات ١١٢٢، تاريخ الثقات ٣٥٤، المغني ٤٩٦١، سير الأعلام ٧/٣٤٢ والحاشية، تراجم الأحبار ٣/٢٤٨.

(١) ينظر: المغني ٢/٥١٥، المجروحين ٢/٢٠٩.

(٢) ينظر: تهذيب الكمال: ٢/١١٠٥، خلاصة تهذيب الكمال: ٢/٣٣٩، تهذيب التهذيب: ٨/٣٠٠، تقريب التهذيب: ٢/١١٤، الذيل على الكاشف رقم ١٢٣٢١.

سُنی مناظر:

1۔ وقال نسائی ضعیف وکذا ضعفہ عثمان بن سعید۔

ترجمہ۔امام نسائی رح نے فضیل بن مرزوق کو ضعیف کہا ہے اور اس طرح عثمان بن سعید نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔

2۔ وقال ابوعبداللہ الحاکم فضیل بن مرزوق لیس من شرط صحیح۔

ترجمہ۔ابوعبداللہ حاکم نے کہا کہ فضیل بن مرزوق صحیح کے شرائط میں سے نہیں ہے۔

3۔قال ابن حبان منکر الحدیث جداً وکان یخطی علی الثقات۔

ترجمہ۔ابن حبان رح نے کہا کہ فضیل بن مرزوق سخت منکر الحدیث ہے اور ثقات پر خطا کرتا تھا۔

4۔ وروی احمد بن ابی خیثمۃ عن ابن معین ضعیف۔

ترجمہ۔احمد بن ابی خیثمۃ نے ابن معین رح نے نقل کیا ہے کہ فضیل بن مرزوق راوی ضعیف ہے۔

استدلال:

ان تمام محدثین کی جرح سے ثابت ہوا کہ فضیل بن مرزوق راوی ضعیف تھا.

اور میں نے اس راوی پر جرح مفسر پیش کی ہے۔ مسلمہ اصول ہے کہ جب جرح مفسر تعدیل مفسر یا مبہم کے مقابلے میں آئے تب جرح مفسر مقدم ہو گی۔ کیوں مناظر صاحب؟

اس پر میں سنی شیعہ دونوں کتب سے حوالے پیش کر رہا ہوں

https://shamilaurdu.com/book/jarah-wa-tadeel/25/

مکتبہ شاملہ

پچھلا صفحہ | مکتبہ میں کھولیں | اگلا صفحہ

کتاب: جرح وتعدیل - صفحہ 25

۲: اسباب جرح و تعدیل سے بخوبی واقف ہو۔
۳: عربی زبان کا ماہر ہو تاکہ علماء کے اقوال کو اچھی طرح سمجھ سکے۔

جرح و تعدیل میں تعارض اور اس کا حل

۱: جس راوی کی توثیق پر تمام محدثین کا اتفاق ہو وہ ثقہ ہے۔
۲: جس راوی کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہو وہ ضعیف ہے۔
جس راوی کو بعض نے ثقہ کہا اور بعض نے ضعیف کہا، وہ مختلف فیہ راوی ہے اس میں راجح معلوم کرنے کے لیے ہمیں درج ذیل باتوں کو مد نظر رکھنا ہو گا:
۱: جرح مفسر ہمیشہ تعدیل مبہم پر مقدم ہوگی، کیونکہ جرح کرنے والے کے پاس دلیل موجود ہے۔ جرح مفسر کے الفاظ درج ذیل ہیں [illegible]
[illegible]
۲: تعدیل مفسر ہمیشہ جرح مبہم پر مقدم ہوگی۔
۳: اگر جرح مفسر اور تعدیل بھی مفسر یا جرح مبہم اور تعدیل بھی مبہم ہو تو ان دونوں صورتوں میں جرح مقدم ہوگی۔
۴: اگر جرح وتعدیل دیکھے جائیں کہ جرح کرنے والے متشدد تو نہیں اور توثیق کرنے والے متساہل ہیں یا معتدل۔ متشدد کی توثیق بہت اہمیت رکھتی ہے اور متشدد کی جرح دوسرے محدثین کے اقوال دیکھے بغیر نہیں لینی چاہیے۔ متساہل کی توثیق سے دور رہنا چاہیے۔
تنبیہ: بعض لوگوں کا قول "جس پر اختلاف ہو اور تطبیق و توفیق ممکن نہ ہو تو ہمیشہ محدثین کی اکثریت کو ترجیح دی جاتی ہے" یہ بات درست نہیں ہے۔
اگر کسی راوی پر ایک ہی امام کے اقوال میں تعارض ہو مثلا ایک ہی راوی کو ایک محدث نے ثقہ کہا اور اسی محدث نے انھیں ضعیف بھی کہا تو اس صورت میں بعد والا قول لیا جائے گا۔ اگر تاریخ کے ذریعے بعد والے قول کا تعین ہو جائے تو پہلے قول کو منسوخ اور دوسرے کو ناسخ سمجھا جائے گا۔[1]

[1] مثلا دیکھیے تاریخ ابن معین۔ روایۃ الدوری: ۲/۲۰۸، رقم ۲۳۳۳

سنی مناظر: اسبابِ جرح وتعدیل سے بخوبی واقف ہو۔ عربی زبان کا ماہر ہو، تاکہ علماء کے اقوال کو اچھی طرح سمجھ سکے۔

جرح وتعدیل میں تعارض اور اس کا حل

1۔ جس راوی کی توثیق پر تمام محدثین کا اتفاق ہو وہ ثقہ ہے۔

2۔ جس راوی کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہو وہ ضعیف ہے۔

3۔ جس راوی کو بعض نے ثقہ کہا اور بعض نے ضعیف کہا، وہ مختلف فیہ راوی ہے اس میں راجح معلوم کرنے کے لیے ہمیں درج ذیل باتوں کو مدنظر رکھنا ہو گا:

۱: جرح مفسر ہمیشہ تعدیل مبہم پر مقدم ہو گی، کیونکہ جرح کرنے والے کے پاس دلیل موجود ہے۔ جرح مفسر کے الفاظ درج ذیل ہیں: صدوق یھم، سیء الحفظ، فاحش الغلط، منکر الحدیث، مضطرب الحدیث، متروک۔

۲: تعدیل مفسر ہمیشہ جرح مبہم پر مقدم ہو گی۔

۳: اگر جرح مفسر اور تعدیل بھی مفسر یا جرح مبہم اور تعدیل بھی مبہم ہو تو ان دونوں صورتوں میں جرح مقدم ہو گی۔

۴: ائمہ جرح وتعدیل دیکھے جائیں گے کہ جرح کرنے والے متشدد تو نہیں اور توثیق کرنے والے متساہل ہیں یا معتدل۔ متشدد کی توثیق بہت اہمیت رکھتی ہے اور متشدد کی جرح دوسرے محدثین کے اقوال دیکھے بغیر نہیں لینی چاہیے۔ متساہل کی توثیق سے دور رہنا چاہیے۔

تنبیہ: بعض لوگوں کا قول جس پر اختلاف ہو اور تطبیق وتوفیق ممکن نہ ہو تو ہمیشہ محدثین کی اکثریت کو ترجیح دی جاتی ہے یہ بات درست نہیں ہے۔

اگر کسی راوی پر ایک ہی امام کے اقوال میں تعارض ہو مثلاً ایک ہی راوی کو ایک محدث نے ثقہ کہا اور اسی محدث نے انھیں ضعیف بھی کہا تو اس صورت میں بعد والا قول لیا جائے گا۔ اگر تاریخ کے ذریعے بعد والے قول کا تعین ہو جائے تو پہلے قول کو منسوخ اور دوسرے کو ناسخ سمجھا جائے گا۔[1]

[1] مثلاً دیکھیے: تاریخ ابن معین۔ روایۃ الدوری: ۲: ۲۷۴، رقم: ۴۳۳۳.

النظر الثاني

في: تقديم الجرح(1)

ولو اجتمعَ في واحدٍ جرحٌ وتعديل، فالجرحُ مُقدّمٌ على التعديل؛ وان تعدّدَ المعدّل، وزادَ على عددِ الجارح؛ على القول الأصحّ.

لأنّ المعدّل مُخبرٌ عمّا ظهر من حاله؛ والجارح، يشتمل على زيادة الإطلاع؛ لأنّه يُخبِر عن باطنٍ خَفي على المعدّل؛ فإنّه لا يُعتبر فيه ملازمته، في جميع الأحوال؛ فلعلّه ارتكب الموجب للجرح في بعض الأحوال، التي فارقه فيها؛ هذا إذا أمكن الجمع، بين الجرح والتعديل، كما ذكروا.

النظر الثالث

في: ما لا يُمكن معه الجمع(2)

— ١ —

وإلّا يُمكن الجمع، كما إذا شهدَ الجارح: بقتل انسانٍ في وقتٍ؛ فقال المعدّل: رأيته بعده حيّاً.

أو يقذفه فيه؛ فقال المعدّل: إنّه كان ذالك الوقت نائماً أو ساكتاً؛ ونحو ذالك.

تعارضا(3)؛ ولم يُمكن التقديم، ولم يتمّ التعليل الّذي قدم به الجارح.

— ٢ —

ثُمّ، وطَلَبُ الترجيح: إنْ حصل المرجِّح، بأن يك

أكثر عدداً، ونحو ذالك؛ فيُعمل بالراجح ويُترك المرجوح.

فإنْ لم يتفق الترجيح؛ وجبَ التوقّف للتعارض

مرجِّح.

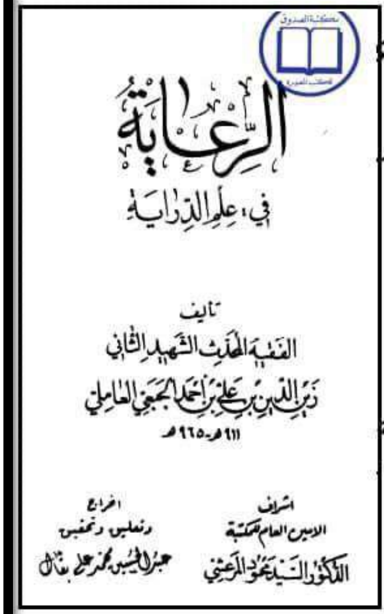

(١) هذا العنوان؛ ليس من النسخة الأساسيّة: ورقة ٤٩، لوحة

(٢) هذا العنوان؛ ليس من النسخة الأساسيّة: ورقة ٤٩، لوحة

(٣) هذه اللفظة هي جواب الشرط لـ: «إلّا يُمكن الجمع».

١٩٩

ولو اجتمع فی واحد جرح وتعدیل فالجرح مقدم علی التعدیل۔

ترجمہ۔جب جرح اور تعدیل جمع ہو جائیں تب جرح کو تعدیل پر مقدم کیا جائے گا۔

سُنی مناظر: جی مناظر صاحب بحث جرح وتعدیل ذہن میں آرہی ہے یا نہیں۔

یقین کے ساتھ میں کہہ رہا ہوں کہ میرا مخالف ایک عبارت ترجمہ کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا، بشرط کسی سے لقمہ نہ لے۔

ثقہ کا روش ختم الحمدللہ۔ اگر میرے پہلے مکمل میسیجز پڑھتے تو ایسے ٹھوکریں نہ کھاتے۔

میں اوپر کہہ چکا ہوں کہ **شیعہ ہونا کوئی جرح نہیں ہے** پھر بھی اسکین بازی سے باز نہیں آئے؟ اصل بات ہے میموری جو خالی کرنی ہے۔ میرا کام تھا **فضیل بن مرزوق کو شیعہ ثابت کرنا اور یہ ثابت کرنا کہ اس نے اپنے مذہب کی تائید میں روایت کی ہے اور مسلمہ اصول سے میں نے ثابت کیا ہے کہ وہ روایت قابل قبول نہیں ہے۔** باقی کونسا شیعہ تھا چھوٹا شیعہ تھا یا بڑا یا درمیانہ اس پر کوئی بحث نہیں۔ **ایک میرا آپ سے سوال ہے اگر کوئی موجودہ دور میں کہتا ہے میں شیعہ ہوں تو اس سے مراد کونسا شیعہ ہوگا؟**

تیکھے سوالات، میٹھے جوابات

شیعہ مناظر: کیا تشیع ہونا بری بات ہے؟

سُنی مناظر: بلکل نہیں بخاری میں شیعہ راوی ہیں، جو میں نے اصول پیش کیا ہے اس کو ہاتھ لگاؤ۔

شیعہ مناظر: امام حاکم نیشاپوری شیعہ تھے۔

سُنی مناظر: یہ آپ سچی میں باتیں کررہے ہو یا مذاق کررہے ہو۔ بس علمی لیاقت اتنی ہے تمہاری؟

شیعہ مناظر: کیا امام حاکم بدعتی تھے؟

سُنی مناظر: میں نے کب کہا کہ شیعہ ہونا جرح ہے عقل سے پیدل ہیں؟ جب بخاری میں راوی ہیں تو بس انتہاء ہوگئی نا یا کچھ باقی رہتا ہے؟ شیعہ ہونا بدعت نہیں ہے۔ اصل بات ہے آپ کو سمجھنے کی لیاقت نہیں ہے قصور آپ کا بھی نہیں ہے۔

شیعہ مناظر: اس نکتے کی مزید وضاحت کریں۔

سُنی مناظر: مطلب شیعہ ہونا کوئی جرح نہیں ہے اگر جرح ہوتی تو بخاری شریف میں شیعہ کیوں موجود ہیں؟ ہماری بحث **شیعہ راوی کی طرف سے اپنے مذہب کی تائید میں روایت کرنے پر** ہو رہی ہے جو کہ درحقیقت **بدعت** ہے۔

شاید آپ کو سمجھ نہیں آرہی۔

شیعہ مناظر: کیا فضیل بن مرزوق بدعتی تھا؟

سُنی مناظر: اچھا جی بدعتی نہیں تھا تو کیا گواہی والہ قصہ سنی مذہب میں ہے؟ یہ پورا قصہ شیعہ مذہب کا ہے اور وہ میں نے شیعہ و سنی کتب سے ثابت کیا ہے۔

شیعہ مناظر: فضیل بن مرزوق میں بدعت ثابت کی جائے؟

سُنی مناظر: بدعت ثابت کر دی ہے، کیونکہ گواہی والا قصہ شیعہ مذہب میں ہے نہ کہ سنی مذہب میں اور اس کی یہی بدعت تھی کہ نئی بات سنی مذہب میں ڈال رہا تھا کیا یہ کافی نہیں ہے۔

شیعہ مناظر کا شکوہ: شیعہ کتب سے فضول اسکینز بھیج رہے ہیں۔

سُنی مناظر: الزامی حوالے ہیں۔ الزامی حوالے کا تو پتہ ہے نا یا میں بتاؤں؟ میں نے پہلے سنی کتب سے فضیل بن مرزوق کو شیعہ ثابت کیا اور اس کہ بعد الزامی حوالہ شیعہ کتب سے بھی دیا، اس پر حیران ہونے کی وجہ؟

شیعہ مناظر کی بوکھلاہٹ: سید خوئی کی کتاب سے اسکین پیش کیا کہ عطیہ اصحاب صادق ع میں سے تھا۔

سُنی مناظر: عطیہ نہیں فضیل، دیوار سے بات کر رہا ہوں کیا ! بات فضیل پر ہوری ہے اور آپ نام عطیہ کا لے رہے ہو!! اصل میں میموری فل ہے نا اس لیے۔

شیعہ مناظر: ابو حنیفہ بھی اصحاب صادق میں سے تھا تو کیا وہ بھی شیعہ تھا؟

سُنی مناظر: اس کا جواب فتوی دارالعلوم سے دیتا ہوں قبول کرنا۔

https://darulifta-deoband.com/home/ur/History--Biography/40667

سوال نمبر: 40667

عنوان: کیا امام ابو حنیفہ اور دیگر ائمہ نے جعفر صادق سے علم حاصل کیا ہے؟

سوال: (۱) کیا یہ صحیح ہے کہ امام ابو حنیفہ اور باقی تینوں آئمہ نے امام جعفر صادق سے علم حاصل کیا ہے؟ (۲) اور ہمیں جعفر صادق کے بارے میں کیا گمان رکھنا چاہیے؟ (۳) کیا ان کے نام کے ساتھ امام کا لفظ استعال کر سکتے ہیں؟ (۴) شیعہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ امام جعفر کے شاگرد رہے ہیں آپ لوگ شاگرد کو مانتے ہو استاد کو نہیں تو اس کا کیا جواب دینا چاہیے؟ (۵) کیا یہ بات صحیح ہے کہ کسی کو پیسے دیتے وقت بائیں ہاتھ سے دیں اور اور لیتے وقت دائیں ہاتھ سے لیں۔ اگر صحیح ہے تو صدقے یا کسی اور اچھے مقصد کے لیئے جو پیسے دیئے جائیں تو کیا وہ بھی بائیں ہاتھ سے دینے چاہیے؟

جواب نمبر: 40667

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتوی: 1015-100) 1433/11=N/ا)

1۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے متعلق تو یہ بات صحیح ہے، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے متعلق صحیح نہیں، بلکہ صریح جھوٹ اور غلط ہے کیونکہ جعفر صادق کی وفات کے بعد دونوں کی ولادت ہوئی ہے، جعفر صادق رحمہ اللہ کی وفات 149ھ میں ہوئی اور امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت 150ھ میں اور امام احمد رحمہ اللہ کی 164ھ میں کذا فی کتب الرجال والتراجم۔

2۔ اکثر ائمہ جرح وتعدیل اور محدثین نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے اور یہ نہایت نیک وصالح اور زاہد تھے، اور ان کے بے شمار مناقب ہیں، البتہ ان کے بہت سے شیعہ شاگردوں نے ان کی طرف سے بہت سی گھڑی ہوئی بے بنیاد باتیں منسوب کردی ہیں اس لیے شیعوں کی روایات ان کے متعلق صحیح نہیں۔

3۔ جس معنی میں شیعہ فرقہ ان کے ساتھ امام کا لفظ استعمال کرسکتا ہے اس معنی میں ان کے ساتھ لفظ امام کا استعمال حرام اور گمراہی ہے، اور اگر کوئی جائز معنی مراد ہوں تب بھی ان کے ساتھ لفظ امام کا استعمال درست نہیں کیونکہ یہ لوگوں کے لیے اشتباہ کا باعث بنے گا اور نیز شیعہ فرقہ کے ساتھ تشبہ لازم آئے گا اور باعث اشتباہ امر اور تشبہ باہل البدع دونوں ہی سے بچنا واجب وضروری ہے۔

4۔ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کے متعلق جو باتیں صحیح اور معتبر اسانید سے مروی ہیں وہ ہم اہل السنۃ والجماعت بھی قبول وتسلیم کرتے ہیں بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ (الادب المفرد میں) امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ وغیرہ جلیل القدر محدثین نے تو ان کی بہت سی روایات بھی نقل کی ہیں، ہاں البتہ شیعوں نے اپنی طرف سے ان کی طرف جو غلط باتیں منسوب کردی ہیں وہ ہم نہیں مانتے ہیں بلکہ شدت سے ان کا انکار کرتے ہیں۔

5۔ یہ بات غلط ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں مروی ہے کہ آپ لیتے بھی تھے دائیں ہاتھ سے اور دیتے بھی تھے دائیں ہاتھ سے، اخرج النسائی فی سننہ (کتاب الزینۃ، التیامن فی الترجل: ۲/۲۷۵) بسندہ عن عائشۃ قالت: "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب التیامن یأخذ بیمینہ ویعطي بیمینہ ویحب التیمن في جمیع أمورہ"۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

سُنی مناظر: حضرت جعفر صادق رح کیا شیعوں کی ملکیت ہے جو کہتے ہو تمہارے ابو حنیفہ رح ان کہ شاگرد تھے۔ الحمدللہ دونوں ہمارے ہیں اور دونوں ہمارے امام ہیں شیعوں والے امام نہیں۔

پہلی بات امام جعفر صادق رح شیعہ نہیں تھے بلکہ اگر ان کو موجودہ شیعہ عقائد کا علم ہوتا تو ان پر لعنت کرتے۔ دوسری بات اگر شیعہ ہو بھی اور امام ابو حنیفہ ان کے شاگرد بھی ہوں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اس دور کے شیعہ ہونے پر کوئی جرح نہیں ہے، کئی بار کہہ چکا ہوں۔ ایسے تو امام بخاری کہ استاد بھی شیعہ تھا۔ وہ بحث الگ ہے کہ موجودہ شیعہ اور ان راوی شیعوں کا عقیدہ ایک تھا یا الگ تھا۔ فی الحال ہماری بحث اس نکتہ پر ہو رہی ہے کہ **بدعتی راوی کی اپنے مذہب کی تائید میں روایت قبول کی جاتی ہے کہ نہیں۔**

میں سُنی و شیعہ دونوں کی کتب سے متفقہ اصول پیش کر کے ثابت کر چکا ہوں کہ **ثقہ راوی کی اپنے مذہب کی تائید والی روایت سُنی و شیعہ کے ہاں قابل حجت نہیں ہوتی۔** اس اصول کو کو ہاتھ لگانے میں موصوف کو موت نظر آ رہی ہے۔

دوسری بات آپ کی کتاب (تفسیر قمی کی صحیح روایت) آپ پر حجت ہے نا کہ مجھ پر۔

میں نے آپ کی کتاب سے حوالہ دیا وہ الزامی تھا اس سے پہلے میں نے اپنی کتاب سے حوالہ پیش کیا تھا مگر افسوس کہ آپ نے صرف اپنی کتاب تفسیر قمی سے حوالہ پیش کیا جو کہ شرائط کے بلکل ہی خلاف ہے۔ اس لئے کچھ خیال کریں۔

جو بات کرنی ہے کریں لیکن الفاظ کا چناؤ درست رکھیں یا میں آپ کی تربیت ایسی سمجھوں کہ بار بار کہنے سے بھی آپ نہیں سمجھ رہے ہو۔

شیعہ مناظر: میں نے تفسیر القمی سے صحیح السند روایت کے ساتھ گواہ والی بات ثابت کی تھی۔

سُنی مناظر: وہ الزامی حوالہ تھا وہ بھی آپ کی اپنی کتب سے جو مجھ پر بلکل بھی حجت نہیں تھا۔ اگر آپ تحقیقی حوالہ اپنی کتب سے پیش کرنے کے بعد الزامی حوالہ میری کتب سے پیش کرتے تب مان لیتا۔

شیعہ مناظر: حضرت عمر بن عبد العزیز والی روایت صحیح نہیں بلکہ ضعیف منقطع ہے۔

سُنی مناظر: ضعیف منقطع والی روش صرف مجھ پر کیوں اگر میں نے روایت منقطع پیش کی ہے تو آپ ہی ہماری کتب سے صحیح سند پیش کر دیں۔ **میں نے جو روایت پیش کی اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔** دوسری طرف آپ نے بطور دلیل جو روایت پیش کر کے فدک کا ہبہ ہونا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اس میں تو صرف اور صرف ضعیف اور اپنے جماعتی (شیعہ راوی) کا سہارا لیا ہے۔ اب آپ کا آخری ٹرم ہے اس کہ بعد یہ نکتہ مکمل ہو گا۔

میری موصوف سے گزارش ہے کہ باغ فدک کو ملکیت رسول ﷺ ثابت کریں اور اس پر کوئی ڈھنگ کی دلیل لائیں۔ آپ پوری گفتگو میں لاچار نظر آئے ہو۔

شیعہ مناظر: ناظرین میں نے کئی لوگوں سے مناظرہ کیا ہے لیکن سب سے زیادہ جاہل یہ بندہ ٹکرایا ہے۔ آج تک کسی نے یہ دعوی نہیں کیا کہ فضیل بن مرزوق ضعیف ہے۔ اب یہ بہت برا ذلیل ہو گا۔ فضول کی کہانیاں۔ سارا وقت ضائع کیا ہے۔

اب تم کو جاہل نہ کہوں تو کیا کہوں؟ خاک جواب دیا ہے تم نے!

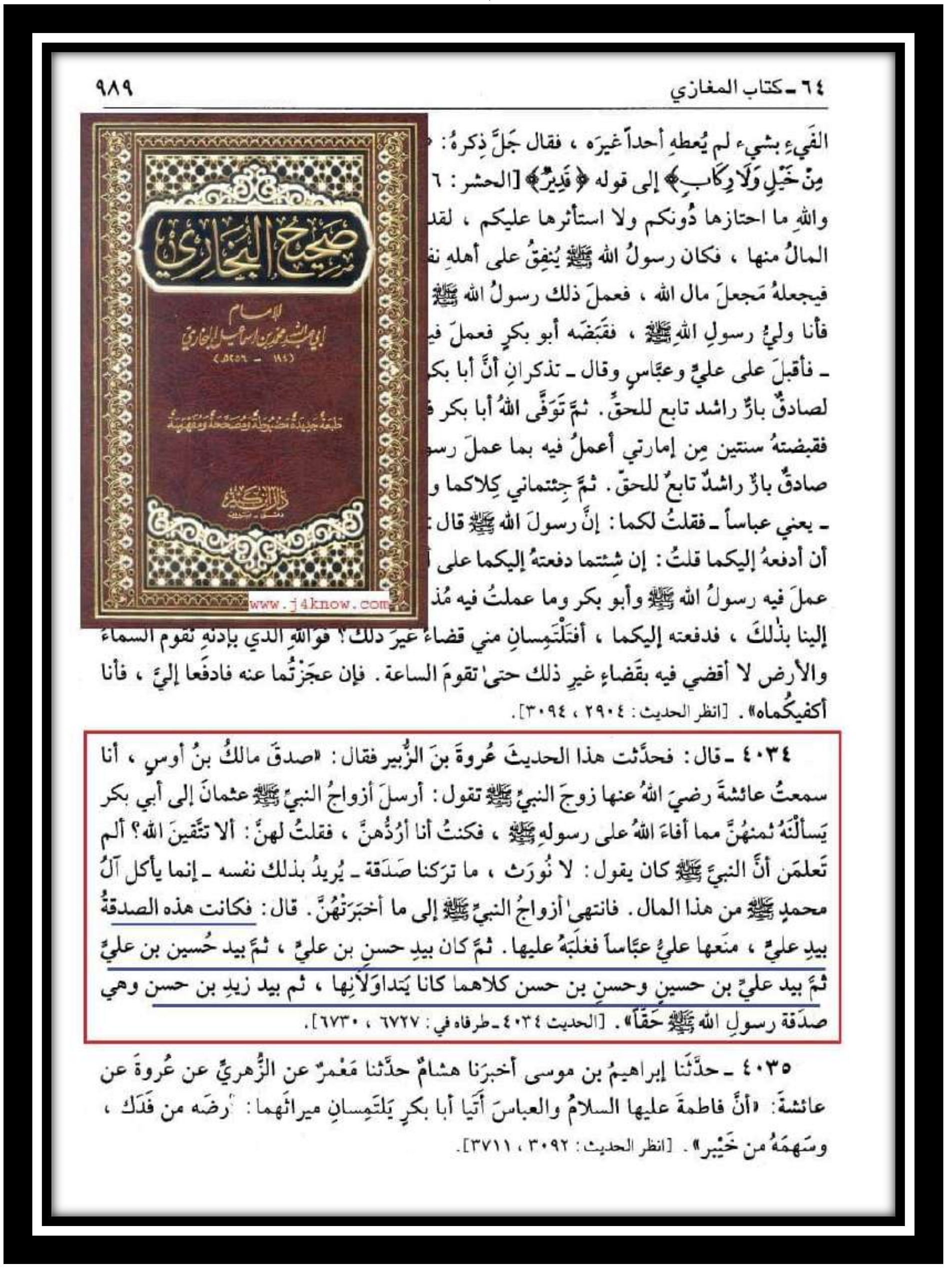

٦٤ ـ كتاب المغازي ٩٨٩

الفَيءِ بشيء لم يُعطِهِ أحداً غيرَه ، فقال جَلَّ ذِكرُهُ: ...
مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ إلى قوله ﴿قَدِيرٌ﴾ [الحشر: ٦ ...
واللهِ ما احتازها دُونكم ولا استأثرها عليكم ، لقد ...
المالُ منها ، فكان رسولُ الله ﷺ يُنفِقُ على أهلِهِ ...
فيجعلهُ مَجعلَ مال الله ، فعملَ ذلك رسولُ الله ﷺ ...
فأنا وليُّ رسولِ اللهِ ﷺ ، فقَبَضَه أبو بكرٍ فعملَ في ...
ـ فأقبلَ على عليٍّ وعبَّاسٍ وقال ـ تذكرانِ أنَّ أبا بكـ ...
لصادقٌ بارٌّ راشد تابع للحقِّ. ثمَّ تَوَفَّى اللهُ أبا بكر ...
فقبضتهُ سنتين مِن إمارتي أعملُ فيه بما عملَ رسو ...
صادقٌ بارٌّ راشدٌ تابعٌ للحقّ. ثمَّ جِئتماني كِلاكما و ...
ـ يعني عباساً ـ فقلتُ لكما: إنَّ رسولَ الله ﷺ قال: ...
أن أدفعهُ إليكما قلتُ: إن شِئتما دفعتهُ إليكما على ...
عملَ فيه رسولُ الله ﷺ وأبو بكر وما عملتُ فيه مُذ ...
إلينا بذلكَ ، فدفعته إليكما ، أفتَلْتَمِسانِ مني قضاءً غيرَ ذلك؟ فواللهِ الذي بإذنهِ تقوم السماءُ والأرض لا أقضي فيه بقَضاءٍ غيرِ ذلك حتىٰ تقومَ الساعة. فإن عجَزْتُما عنه فادفَعا إليَّ ، فأنا أكفيكُماه». [انظر الحديث: ٢٩٠٤ ، ٣٠٩٤].

٤٠٣٤ ـ قال: فحدَّثت هذا الحديثَ عُروةَ بنَ الزُّبير فقال: «صدقَ مالكُ بنُ أوسٍ ، أنا سمعتُ عائشةَ رضيَ اللهُ عنها زوجَ النبيِّ ﷺ تقول: أرسلَ أزواجُ النبيِّ ﷺ عثمانَ إلى أبي بكر يَسألْنَهُ ثمنهُنَّ مما أفاءَ اللهُ على رسولِهِ ﷺ ، فكنتُ أنا أرُدُّهنَّ ، فقلتُ لهنَّ: ألا تتَّقينَ الله؟ ألم تَعلَمَن أنَّ النبيَّ ﷺ كان يقول: لا نُورَث ، ما تركنا صَدَقة ـ يُريدُ بذلك نفسه ـ إنما يأكل آلُ محمدٍ ﷺ من هذا المال. فانتهىٰ أزواجُ النبيِّ ﷺ إلى ما أخبَرَتْهُنَّ. قال: فكانت هذه الصدقةُ بيدِ عليٍّ ، منَعها عليٌّ عبَّاساً فغلَبَهُ عليها. ثمَّ كان بيدِ حسنِ بن عليٍّ ، ثمَّ بيد حُسين بن عليٍّ ثمَّ بيد عليِّ بن حسينٍ وحسنِ بن حسن كلاهما كانا يَتداوَلانِها ، ثم بيد زيدِ بن حسن وهي صدَقة رسولِ الله ﷺ حقّاً». [الحديث ٤٠٣٤ ـ طرفاه في: ٦٧٢٧ ، ٦٧٣٠].

٤٠٣٥ ـ حدَّثنا إبراهيمُ بن موسى أخبرَنا هشامٌ حدَّثنا مَعْمرٌ عن الزُّهريِّ عن عُروةَ عن عائشةَ: «أنَّ فاطمةَ عليها السلامُ والعباسَ أتَيا أبا بكرٍ يَلتَمِسانِ ميراثَهما: أرضَه من فَدَك ، وسَهمَهُ من خَيْبر». [انظر الحديث: ٣٠٩٢ ، ٣٧١١].

شیعہ مناظر: اس میں کہاں لکھا ہے ملکیت نہیں تھا فدک؟ تمہارا دماغ چکرا چکا ہے! یہ اُلٹا میرے حق میں ہے! یہاں موجود ہے کے **حضور ﷺ کی ازواج نے عثمان کو ابو بکر کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ اللہ نے جو فئے اپنے رسول کو دیا تھا ،اس میں سے حصے دیں۔**

1۔ یہاں واضح لکھا ہے مال فئے اللہ نے رسول ﷺ کو دیا تھا کسی اور کو نہیں۔

2۔ ازواج رسول وفات کے بعد حصے مانگنے آئیں۔

3۔ اُنھوں نے اس دعوی کو لانورث والی حدیث سے رد کیا جو موضوع سے خارج ہے فی الحال۔

4۔ نبی کی بیویاں اور جناب عثمان باغ فدک کو نبی کی ملکیت ہی مانتے تھے اسی وجہ سے وراثت کا مطالبہ کرنے آئے۔

صریح روایت پیش کرو فدک ملکیت رسول ﷺ نہیں۔ڈرامے بازیاں نہ کرو۔یہ انسان نہایت ہی بیوقوف جرح وتعدیل سے جاہل ہے۔

فضیل بن مرزوق کی توثیق

1

۔فضیل بن مرزوق ثقہ راوی ہے جس سے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت لی ہے۔

حدثنا حدثنا إسحاق بن إبراهيم الحنظلي ، اخبرنا يحيي ابن آدم ، حدثنا **الفضيل بن مرزوق** ، عن شقيق بن عقبة ، عن البراء بن عازب ، قال: نزلت هذه الآية: حافظوا على الصلوات وصلاة العصر ، فقرانآها ما شاء الله، ثم نسخها الله، فنزلت " حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى سورة البقرة آية 238" ، فقال رجل، كان جالسا عند شقيق له: هي إذا صلاة العصر ؟ فقال البراء: قد اخبرتك كيف نزلت، وكيف نسخها الله، والله اعلم ،

سب سے پہلے یہ بیان کردوں سنی مناظر اپنے علماء کے منہج سے بالکل جاہل ہے کہ کونسی کتاب کس بنیاد پر لکھی گئی ہے۔ **میزان الاعتدال** لکھی ذھبی نے جس میں سب کے اقوال جمع کیے۔فائنل کمنٹ اور روات پر حکم **الکاشف** میں لگایا۔اسی طرح ابن حجر نے **تہذیب التہذیب** لکھی، جس میں سب کے اقوال نقل کیے پھر فائنل کمنٹ **تقریب** میں دیا۔

2۔ امام ذہبی نے فضیل کو ثقہ کہا ہے۔

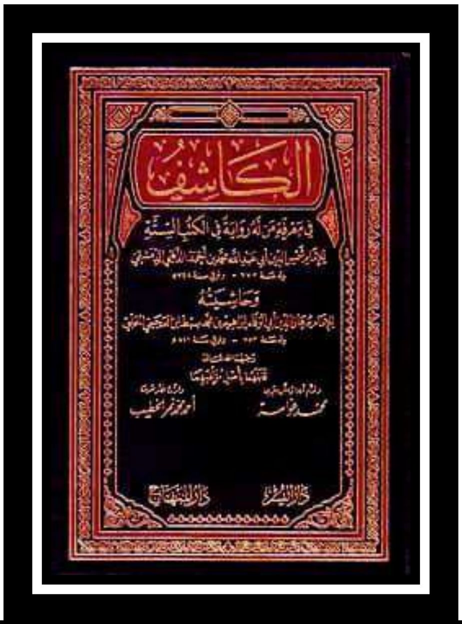

١٢٥

٤٤٩١ ـ فضيل بن فَضَالة الهَوْزَنيُّ، شاميٌّ، عن المِقْدام بن مَعْدِي كَرِب، وجماعة، وعنه معاوية بن صالح، وصفوان بن عمرو، وعِدَّة. س.

٤٤٩٢ ـ فضيل بن مرزوق الكوفيُّ، عن أبي حازم الأشجعيِّ، وطائفة، وعنه يحيى بن آدم، وقَبِيصة، وعليُّ بن الجَعْد، ثقة. م ٤.

٤٤٩٣ ـ فضيل بن مَيْسَرة العُقَيليُّ، عن طاوس، والشعبي، وعنه شعبة، والقطّان، وعدَّة. د س ق.

٤٤٩٤ ـ فِطْر بن خَليفة المخزوميُّ مولاهم الحنّاط، عن أبي الطفيل، وعطاءٍ الشُّنْبِيِّ، ومولاه عمرو بن حُرَيث الصحابيِّ، وعن مجاهد، والشعبي، وعنه القطّان، ويحيى بن آدم، وخَلْق، شيعيٌّ جَلْد، وثّقه أحمد، وابن معين، مات ١٥٣. ٤ خ قَرَنه.

٤٤٩٥ ـ فُلْفُلَةُ الجُعْفيُّ، عن ابن مسعود، وحذيفة، وعنه عمرو بن مُرَّة، وجماعة. س.

٤٤٩٦ ـ فُلَيح بن سليمان العَدَويُّ مولاهم المدنيُّ، عن سعيد بن الحارث، وضَمْرة بن سعيد، ونافع، وعنه ابنه محمد، وأبو الربيع الزَّهْراني، وخلق قال ابن معين، وأبو حاتم، والنسائي: ليس بالقوي، مات ١٦٨. ع.

٤٤٩٧ ـ فَيْروز الدَّيْلَميُّ، صحابيٌّ، عنه بنوه: الضحّاك وعبد الله وسعيد، وآخرون، قيل: بقي إلى خلافة معاوية. ٤.

٤٤٩١ ـ (٥٤٣٦): «مقبول أرسل شيئاً».

٤٤٩٢ ـ (٥٤٣٧): «صدوق يهم ورمي بالتشيع».

٤٤٩٣ ـ (٥٤٣٩): «صدوق».

٤٤٩٤ ـ «وعطاءٍ الشيبي»: [قال ابن عبد البرّ: في صحبته نظر. وأما المؤلف فحمر عليه في «التجريد» وهذه عادته فيمن الراجحُ فيه أنه تابعي].

«الاستيعاب» ٣: ١٢٤٠ (٢٠٣١)، «التجريد» ١ (٤١٠٨)، ولم يزد ابن حجر في «الإصابة» ـ القسم الأول ـ ٢: ٢٤٤ على كلمة ابن عبد البرّ.

والمترجَم: حديثه عند البخاري في كتاب الأدب ـ باب ليس الواصل بالمكافىء ١٠: ٤٢٣ (٥٩٩١)، «العلل» للإمام أحمد ١ (٩١٢)، «تاريخ الدوري» ٢: ٤٧٧ (١٢٥٤، ١٦٠٩). وفي «التقريب» (٥٤٤١): «صدوق رمي بالتشيع».

٤٤٩٥ ـ (٥٤٤٢): «مقبول».

٤٤٩٦ ـ [وقال أبو داود: لا يحتج به، وقال الدارقطني: لا بأس به، وقال ابن حبان: من مُتْقني أهل المدينة..].

قول أبي داود والدارقطني في «الميزان» ٣ (٦٧٨٢) والتهذيبين، وفي «الضعفاء» للدارقطني (٣٥١) عن فليح: «ثقة»، وفي «سؤالات الحاكم له» (٢٦٣): «سهيل بن أبي صالح خير من فليح بن سليمان». فآل كلامه إلى ما هنا: لا بأس به. وأما قول ابن حبان فالكلمة الأخيرة منه لم تظهر، والذي في «الثقات» ٧: ٣٢٤: «من أهل المدينة» دون قوله «متقني» ولم أرَ شيئاً في التهذيبين ونظائرهما و«الميزان».

والأقوال التي ذكرها المصنف فوق: «تاريخ الدوري» ٢: ٤٧٧ (٧٦٦) نحوه، «الجرح» ٧ (٤٧٩)، «الضعفاء والمتروكون» للنسائي (٥١٠)، «سننه» ٣: ٢٦٣ (١٨٠٢). وفي «التقريب» (٥٤٤٣): «صدوق كثير الخطأ».

3۔حافظ ابن حجر نے فضیل کو صدوق کہا ہے۔

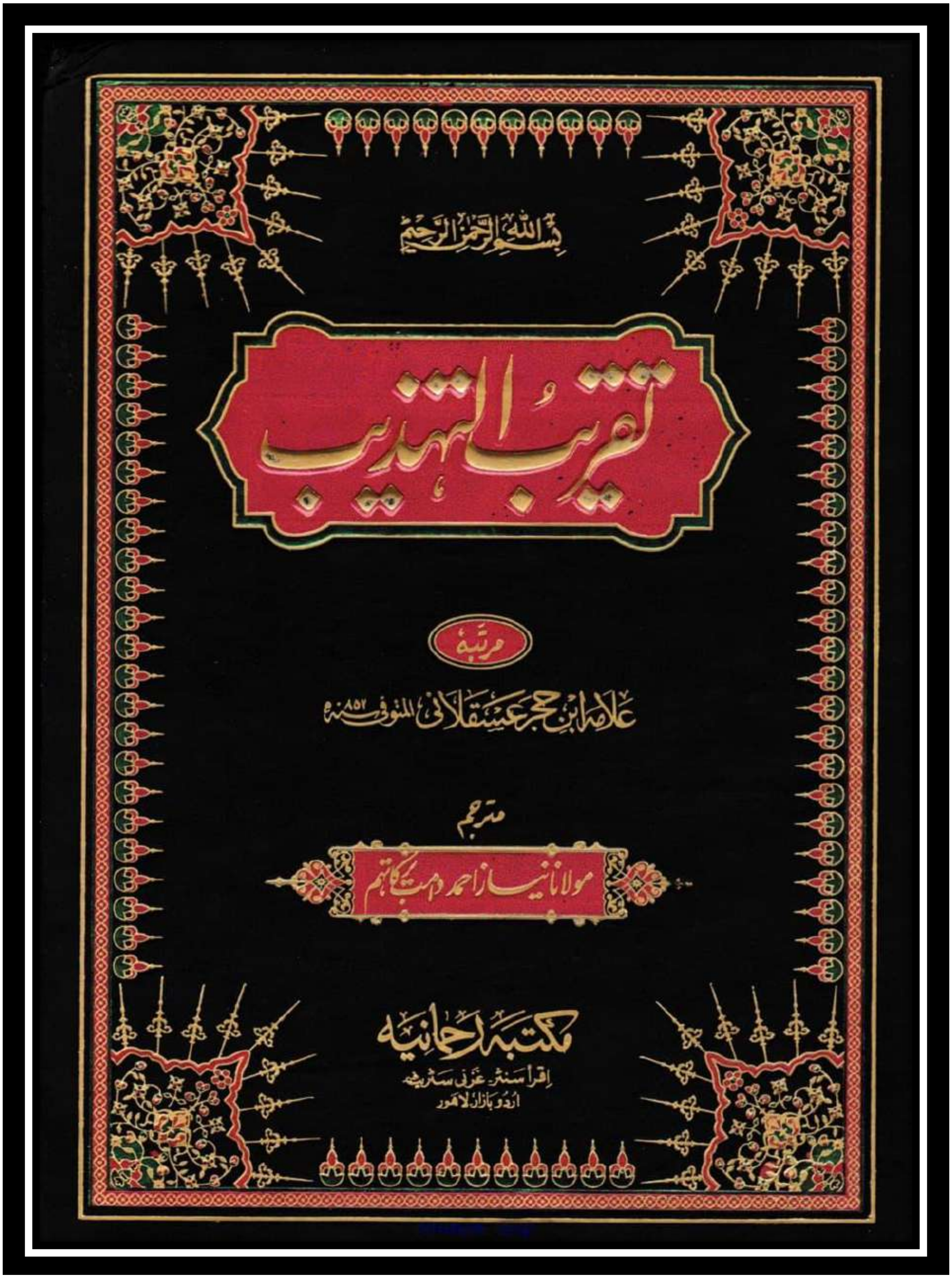

۵۴۳۲۔ تمییز۔ فضیل بن عیاض خولانی:

تیسرے طبقہ کا ''مجہول'' راوی ہے۔

۵۴۳۳۔ تمییز۔ فضیل بن عیاض صدفی، مصری:

چھٹے طبقہ کا ''مقبول'' راوی ہے ۱۲۰ھ سے پہلے فوت ہوا۔

۵۴۳۴۔ ع۔ فضیل بن غزوان ابن جریر ضبی ''ولاء کی وجہ سے ہے'' ابوفضل کوفی:

ساتویں طبقہ کے کبار حضرات میں سے ''ثقہ'' راوی ہے ۱۴۰ھ کے بعد فوت ہوا۔

۵۴۳۵۔ س۔ فضیل بن فضالہ، قیسی بصری:

چھٹے طبقہ کا ''صدوق'' راوی ہے۔

۵۴۳۶۔ مد، س۔ فضیل بن فضالہ ہوزنی، شامی:

پانچویں طبقہ کا ''مقبول'' راوی ہے اس نے ایک مرسلاً روایت کیا ہے۔

۵۴۳۷۔ ی، م، ۴۔ فضیل بن مرزوق اغر، رقاشی کوفی، ابوعبدالرحمٰن:

ساتویں طبقہ کا ''صدوق'' راوی ہے تاہم وہم کر جاتا ہے اور اس پر تشیع کا الزام لگایا گیا ہے ۱۶۰ھ کی حدود میں فوت ہوا۔

۵۴۳۸۔ بخ۔ فضیل بن مسلم:

ساتویں طبقہ کا ''مجہول'' راوی ہے۔

۵۴۳۹۔ بخ، د، س، ق۔ فضیل بن میسرہ، ابومعاذ بصری:

چھٹے طبقہ کا ''صدوق'' راوی ہے۔

۵۴۴۰۔ فق۔ فضیل، ناجی:

چھٹے طبقہ کا ''مجہول'' راوی ہے۔

۵۴۴۱۔ خ، ۴۔ فطر بن خلیفہ مخزومی ''ولاء کی وجہ سے ہے'' ابوبکر حناط:

پانچویں طبقہ کا ''صدوق'' راوی ہے اس پر تشیع کا الزام لگایا گیا ہے ۱۵۰ھ کے بعد فوت ہوا۔

اتنی توثیقات کافی ہیں سب سے اہم دلیل امام مسلم کا روایت لینا ہے۔

شیعہ مناظر کی طرف سے فضیل بن مرزوق پر جرح کا جواب

اس جاہل انسان کو یہ بھی معلوم نہیں جرح مفسر کہتے کس کو ہیں بس پاگلوں کی طرح اسکین پھینکنا شروع کر دیتا ہے۔ امام نسائی کی جرح نقل کی جو کہ مبہم ہے۔ خود اصول بیان کر چکا ہے کہ مبہم جرح پر ایک تعدیل بھی مقدم ہوتی ہے۔

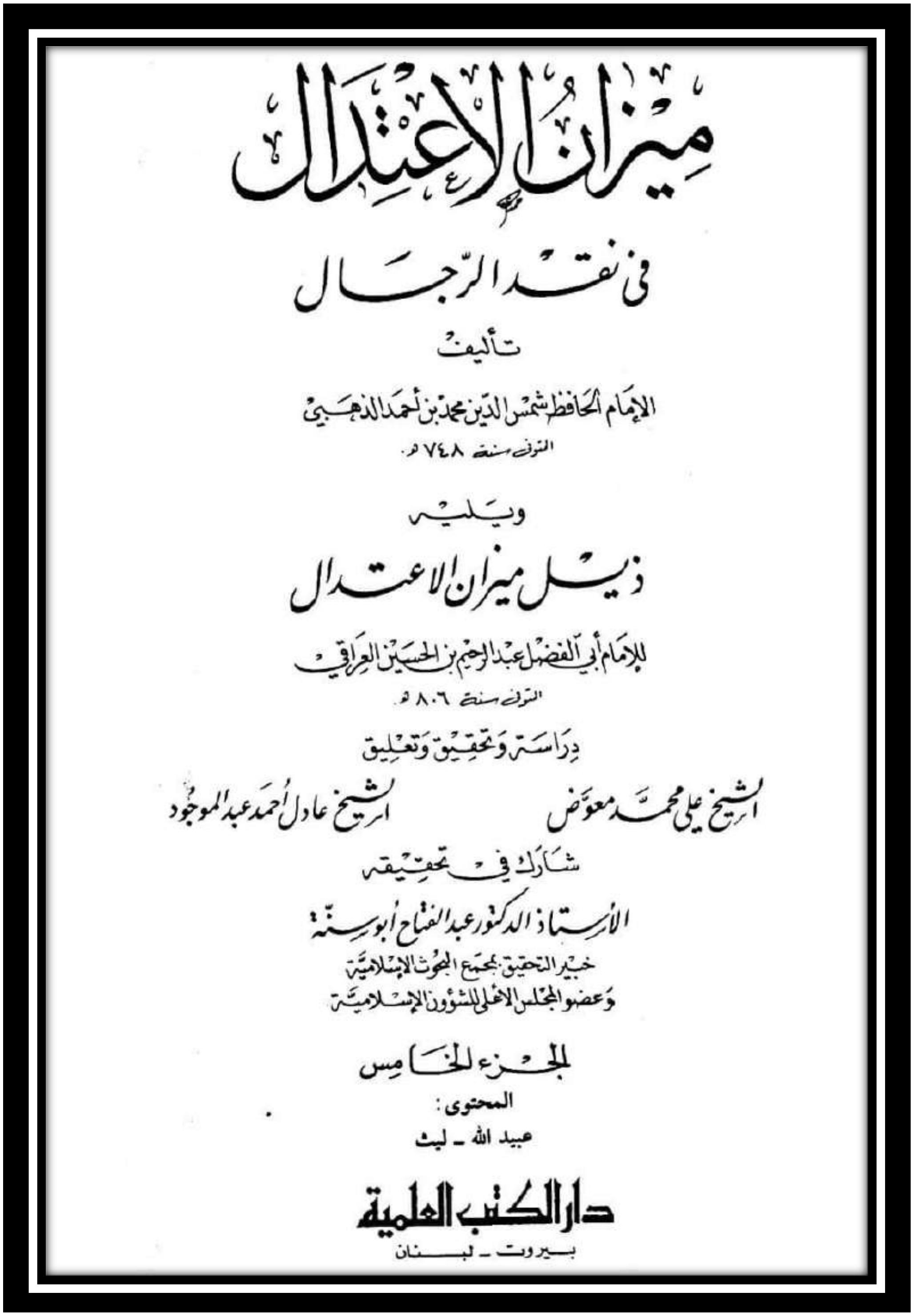

ميزان الاعتدال
في نقد الرجال
تأليف
الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي
المتوفى سنة ٧٤٨ هـ
ويليه
ذيل ميزان الاعتدال
للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي
المتوفى سنة ٨٠٦ هـ
دراسة وتحقيق وتعليق
الشيخ علي محمد معوض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود
شارك في تحقيقه
الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة
خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية
وعضو المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية
الجزء الخامس
المحتوى:
عبيد الله ـ ليث
دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

الجهني، وعديّ بن ثابت. وعنه وكيع، ويزيد، وأبو نُعيم، وعلي بن الجعد، وخَلْق.

وثّقه سفيان بن عُيينة، وابن معين.

وقال ابنُ عَدِيٍّ: أرجو أنه لا بأس به.

وقال النَّسائيُّ: ضعيف، وكذا ضعفه عثمان بن سعيد.

قلت: وكان معروفاً بالتشيُّع من غير سبّ.

قال الهَيْثَمُ بْنُ جَمِيْلٍ: جاء فُضيل بن مرزوق ـ وكان من أئمة الهُدَى زهداً وفَضْلاً ـ إلى الحسن بن حي، فأخبره أنه ليس عنده شيء، فقام الحسن فأخرج ستّة دراهم، وأخبره أنه ليس عنده غيرها، فقال: سبحان الله! ليس عندك غيرها وأنا آخُذُها؛ فأخذ ثلاثةً وترك ثلاثة.

وقال أَبُو عَبْدِاللهِ الحَاكِم: فُضَيل بن مرزوق ليس من شرط الصحيح، عيب على مسلم إخراجه في الصحيح.

وقال ابنُ حِبّان: منكر الحديث جداً؛ كان ممن يخطىء على الثقات، ويروي عن عطية الموضوعات.

قلت: عَطِيّةُ أضعف منه.

قال ابنُ عَدِيٍّ: عندي أنه إذا وافق الثقات يحتجّ به. وروى أحمد بن أبي خيثمة، عن ابن مَعِين: ضعيف. وروى زيد بن الحُباب، عن فُضيل بن مرزوق، عن أبي إسحاق، عن زيد بن يُثَيع، عن علي ـ مرفوعاً: «إنْ تُؤَمِّرُوا أَبَا بَكْرٍ تَجِدُوه أَمِيناً مُسْلِماً زَاهِداً فِي الدُّنْيَا رَاغِباً فِي الآخِرَةِ، وإنْ تُؤَمِّرُوا عُمَرَ تَجِدُوه قَوِيّاً أَمِيناً لا تَأْخُذُه فِي اللهِ لَوْمَةُ لائِم، وَإنْ تُؤَمِّرُوا عَلِيّاً ـ وَلاَ أَظُنُّكُمْ فَاعِلِيْنَ ـ تَجِدُوه هَادِياً مَهْدِيّاً، يَسْلُكُ بِكُمُ الطَّرِيقَةَ».

٦٧٧٩ [٤٣٨٩ ت] ـ فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ الرُّقَاشِيُّ[1]. هو الأول. روى عن عطية، وضُعّف. وهِمَ مَنْ فَرَّقَهما.

٦٧٨٠ [٤٣٩٠ ت] ـ فُضَيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ[2]. عن أبيه. عن عليّ في التَّرْدِ. لا يُعرف ولا أبوه. روى عنه عبيد الله بن الوليد الوَصَّافي. وله في أدب البخاري.

= تهذيب التهذيب: ٨/ ٢٩٨، الكاشف ٢/ ٣٨٦، الجرح والتعديل: ٧/ ٤٢٣، نسيم الرياض ٣/ ١٠، ثقات ٧/ ٣١٦، تاريخ أسماء الثقات ١١٢٢، تاريخ الثقات ٣٥٤، المغني ٤٩٦١، سير الأعلام ٧/ ٣٤٢ والحاشية، تراجم الأحبار ٣/ ٢٤٨.

(١) ينظر: المغني ٢/ ٥١٥، المجروحين ٢/ ٢٠٩.

(٢) ينظر: تهذيب الكمال: ٢/ ١١٠٥، خلاصة تهذيب الكمال: ٢/ ٣٣٩، تهذيب التهذيب: ٨/ ٣٠٠، تقريب التهذيب: ٢/ ١١٤، الذيل على الكاشف رقم ١٢٣٢١.

ابن حبان کا منکر الحدیث کہنا: ناظرین کسی کو منکر الحدیث کہنا یہ کوئی جرح مفسر نہیں ہے۔

ملاحظہ کریں۔

[١: ٢٢٠] وذكر له النديم في / «الفهرست» عدة مصنفات منها: «كتاب مَثَالِب معاوية» و «ذيل كتاب الوُزَراء» لمحمد بن داود، و «مقاتل الطالبيين».

٦٢٨ ــ ز ــ أحمد بن أبي عُبَيْد، في أحمد بن الفَرَج [٧٠٥].

٦٢٩ ــ أحمد بن عَتَّاب المروزي، عن عبد الرحيم بن زيد العَمِّي. قال أحمد بن سعيد بن مَعْدان: شيخٌ صالح، روى الفضائلَ والمناكير.

---

٦٢٧ ــ الميزان ١: ١١٨، فهرست النديم ١٦٦، المؤتلف للدارقطني ٤: ١٧٥٢، تاريخ بغداد ٤: ٢٥٢، الأنساب ٩: ٢٩٠، معجم الأدباء ١: ٣٦٤، تاريخ الإسلام ٤٧٢ سنة ٣١٤، الوافي بالوفيات ٧: ١٧١، نزهة الألباب ١: ٢٠٨، توضيح المشتبه ٦: ٢٦٩، الأعلام ١: ١٦٦.

(١) وأرخ ابن النديم في «الفهرست» وفاته سنة ٣١٩، وهي في «معجم الأدباء»، و «تاريخ الإسلام» سنة ٣١٤.

٦٢٩ ــ الميزان ١: ١١٨.

٥٣٥

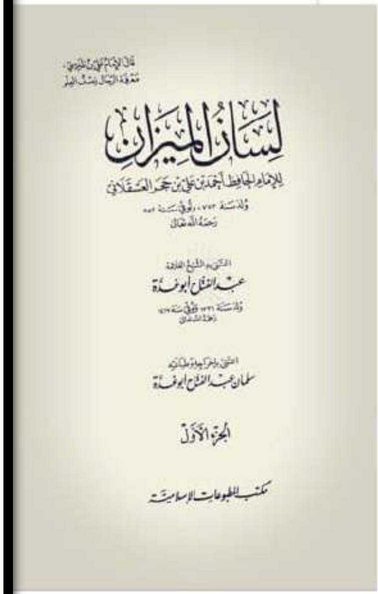

قلت: ما كلُّ مَنْ روى المناكير يُضَعَّف، وإنما أوردتُ هذا الرجل، لأن يوسف الشِّيرازي الحافظ ذكره في الجزء الأول من «الضعفاء» مِنْ جمعه.

٦٣٠ ــ ز ــ أحمد بن عثمان بن اللَّيث الحُضْرِي، عن محمد بن سَمَاعة القاضي، وعنه أحمد بن محمد بن عمران بن الجَنَدي، جَهَّله الخطيب.

٦٣١ ــ أحمد بن عثمان النَّهْرَواني، أبو الحسن. أخبرنا أحمد بن محمد الحافظ، أخبرنا ابن اللَّتي[(١)]، أخبرنا أبو الوَقْت، أخبرتنا بِيبِي[(٢)] الهَرْثَمية، أخبرنا ابنُ أبي شُرَيح، عنه، حدَّثني عبد الله بن عبد القدوس أبو صالح الكَرْخي، حدثنا عاصم بن علي، حدثنا شعبة، عن ثابتٍ، عن أنس رضي الله عنه مرفوعاً: «لكل شيء زكاةٌ، وزكاةُ الدَّار بيتُ الضِّيافة».

قال النقَّاش[(٣)] في «الموضوعات» له: وضعه أحمدُ أو شيخُه، انتهى.

وقال الجَوْزَقَاني في «كتاب الأباطيل»: حديثٌ منكر، وعبدُ الله بن عبد القدّوس: مجهول.

---

٦٣٠ ــ تاريخ بغداد ٤: ٢٩٧.

٦٣١ ــ الميزان ١: ١١٨، تاريخ بغداد ٥: ٦٨، الكشف الحثيث ٥٠، تنزيه الشريعة ١: ٣٣، قانون الموضوعات ٢٣٦.

(١) جاء في حاشية ص من كلام الحافظ ابن حجر: «قرأتُ على إبراهيم بن أحمد: أخبركم أحمد بن أبي طالب، عن ابن اللَّتي به...».

(٢) في ص ضبط مقطعاً هكذا: (بِ يْ بِ يْ).

(٣) النقاش: هو أبو سعيد محمد بن علي بن عمرو بن مهدي الأصبهاني، إمام حافظ بارع، سمع الطبراني وأبا بكر الشافعي وأبا بكر الإسماعيلي وابن السُّني وغيرهم. مات سنة ٤١٤، له ترجمة في «سير أعلام النبلاء» ١٧: ٣٠٧، و «تذكرة الحفاظ» ٣: ١٠٥٩.

"جو بھی منکر روایت کو نقل کرے اُسکو ضعیف نہیں کہا جاسکتا"

شیعہ مناظر: امام بخاری نے منکر الحدیث رواۃ سے احادیث لیں ہیں۔

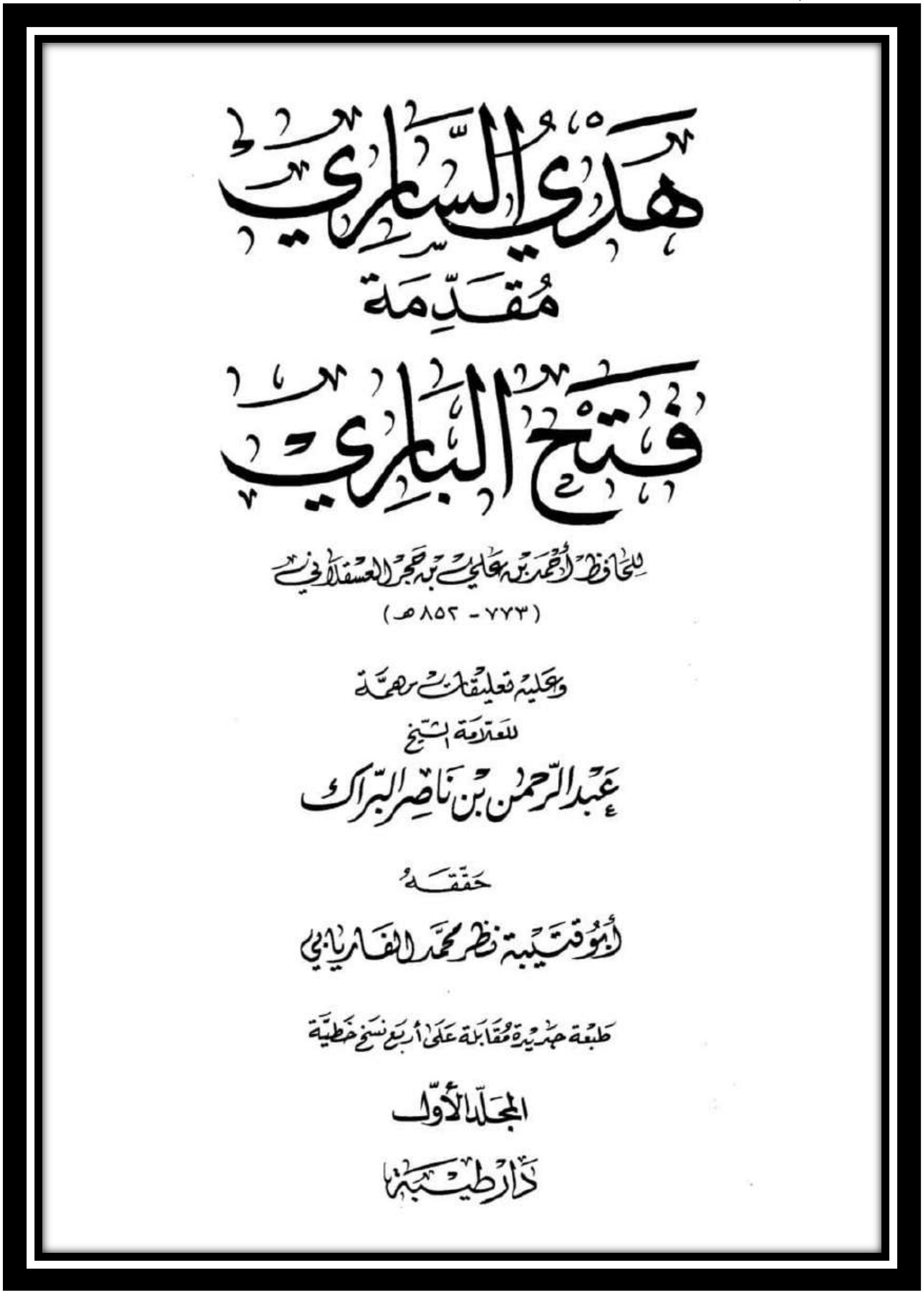

هدى الساري

مقدمة

فتح الباري

للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

(٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)

وعليه تعليقات مهمة

للعلامة الشيخ

عبد الرحمن بن ناصر البراك

حققه

أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي

طبعة جديدة مقابلة على أربع نسخ خطية

المجلد الأول

دار طيبة

كما قال الخطيب رحمه الله تعالى[١]. وروى له الترمذي، وابن ماجه.

(خ[٢] س) أحمد بن شبيب بن سعيد الحَبَطيّ[٣].

روى عنه البخاري أحاديث بعضها قال فيه: حدثنا[٤]، وبعضها قال فيه: قال أحمد بن شبيب[٥]: ووثقه أبو حاتم الرازي[٦]، وقال ابن عدي[٧]: وثقه أهل العراق، وكتب عنه علي بن المديني، وقال أبو الفتح الأزدي: منكر الحديث غير مرضي[٨]. ولا عبرة بقول الأزدي لأنه هو ضعيف، فكيف يعتمد في تضعيف الثقات. وسيأتي في ترجمة أبيه[٩] ثناء ابن عدي على أحاديثه، وقد روى له النسائي، وأبو داود في كتاب الناسخ والمنسوخ[١٠].

(خ د)[١١] أحمد بن صالح المصري أبو جعفر ابن الطبري، أحد أئمة الحديث الحفاظ المتقنين الجامعين بين الفقه والحديث.

أكثر عنه البخاري وأبو داود، واعتمده الذهلي في كثير من أحاديث[١٢] أهل الحجاز، ووثقه أحمد بن حنبل ويحيى بن معين فيما نقله عنه البخاري[١٣] وعلي بن المديني، وابن

---

(١) راجع كتاب: منهج الإمام أبي عبد الرحمن النسائي في الجرح والتعديل، للأستاذ الفاضل الدكتور قاسم سعد (٤/ ١٨٧٣ـ١٨٧٦).

(٢) زاد في تهذيب الكمال (١/ ٣٢٧)، وفي التقريب (ص: ٨٠) «خد».

(٣) د «الحنظلي»، وهو خطأ.

(٤) وأرقامها (١٣٢٥، ١٤٠٤، ٢٣٨٩، ٣٦٩٦، ٦٤٤٥).

(٥) وأرقامها (١٧٤، عقب حديث ٢٦٣٠، ٦٥٨٥).

(٦) الجرح والتعديل (٢/ ٥٥).

(٧) أسامي من روى عنهم البخاري (ص: ٧٧، رقم ٦).

(٨) الإكمال (١/ ٥٥).

(٩) ب «ابنه».

(١٠) زاد المزي في التهذيب (١/ ٣٢٨) «وفي حديث مالك»، والجياني في شيوخ أبي داود (ص: ٧٧) «كتاب الزهد».

(١١) زاد المزي في تهذيب الكمال (١/ ٣٤٠) رمز «تم» وهو رواية الترمذي له في «الشمائل»، وكذا مغلطاي في الإكمال (١/ ٥٨).

(١٢) ب «حديث».

(١٣) تهذيب الكمال (١/ ٣٤٣).

لہذا منکر الحدیث ہونا کوئی جرح مفسر نہیں ہے۔

شیعہ مناظر: ابن حبان کی وہ جرح جس میں منفرد ہوں قبول نہیں ہوتی۔

ابن حبان جرح کے معاملے میں متشدد تھے۔ ملاحظہ کریں۔

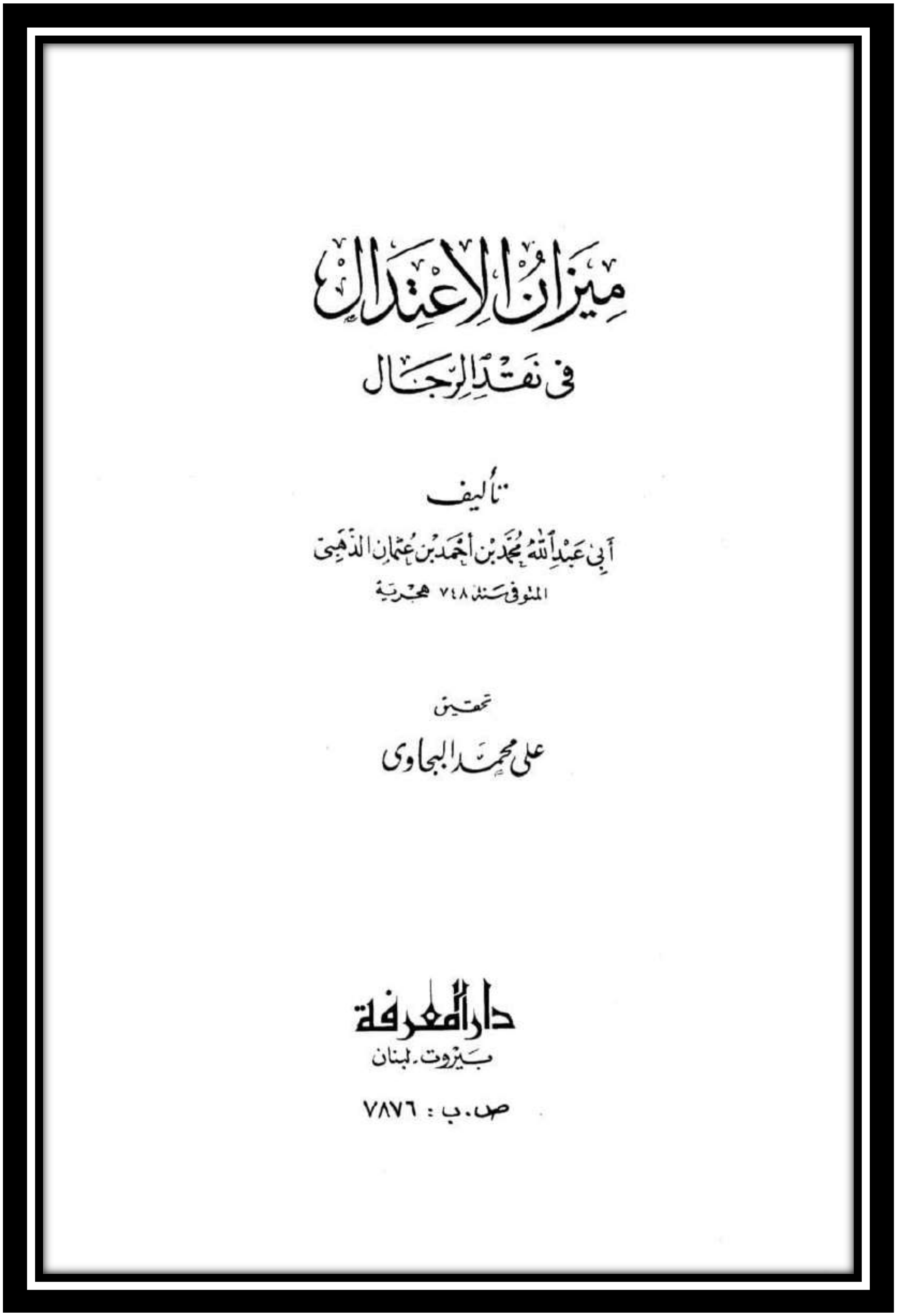

ميزان الاعتدال
في نقد الرجال

تأليف
أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق
علي محمد البجاوي

دار المعرفة
بيروت - لبنان
ص.ب : ٧٨٧٦

عن أبي هريرة ـ مرفوعا : مَنْ قرأ يس في يوم أو ليلة ابتغاء وَجْهِ الله غفر الله له .

الساجي ، حدثنا سَهْل العسكري ، حدثنا حبان بن أغلب بن تميم ، أنبأنا أبي ، أنبأنا ثابت البُنَاني ، عن أنس ـ مرفوعا : يُجَاء بالإمام الجائر فتخاصمه الرعيةُ فيفلجوا عليه ، فيقال له : سُدّ عنا رُكْنا من أركان جهنم .

[أفلح]

١٠٢٢ — أَفْلَح بن حميد [م ، عو] المدني . أبو عَبْدالرحمن . عن القاسم ، وأبي بكر بن حَزْم . وعنه ابن وهب والقَعْنَبِي وجماعة .

وثقه ابن معين ، وأبو حاتم . وقال ابن صاعد : كان أحمد ينكر على أفلح بن حميد قوله : ولأهل العراق ذات عِرْق .

وقال ابن عدى ـ في الكامل : هو عندي صالح .

وهذا الحديث يتفرد به المعافى بن عمران ، عن أَفْلَح ، عن القاسم ، عن عائشة.

قلت : هو صحيح غريب .

١٠٢٣ — [صح] أفلح بن سَعِيد [م ، س] المدني القُبَائي . صَدُوق . روى عن عبد الله بن رافع مولى أم سلمة ، ومحمد بن كعب . وعنه ابن المبارك والمقدمي وعِدّة.

وثقه ابن معين . وقال أبو حاتم : صالح الحديث . وقال ابن حبان : يروي عن الثقات الموضوعات . لا يحل الاحتجاج به ولا الروايةُ عنه بحال

قلت : ابن حبان ربما قصّب (1) الثقة حتى كأنه لا يدري ما يخرج من رأسه؛ ثم إنه / بيّن مستنده، فساق حديثَ عيسى بن يونس ، حدثنا أَفْلَح بن سعيد ، عن عَبْد
[١١٠] الله بن رافع ، عن أبي هريرة ـ مرفوعا : إن طالت بك مدةٌ فسترى قوما يَغْدون في سخط الله ، ويَرُوحون في لعنته ، يحملون سياطا مثل أذناب البقر ، ثم قال : وهذا بهذا اللفظ باطل .

وقد رواه سهيل ابن أبي صالح ، عن أبيه ، عن أبي هريرة ـ مرفوعا : اثنان من

(١) قصبه : عابه وشتمه (القاموس) .

ذہبی کہتے ہیں ابن حبان ثقہ لوگوں پر ایسے جرح کرتے تھے گویا وہ نہیں سمجھتے وہ کیا کر رہے ہیں۔

پس واضح ہے کہ ابن حبان جرح کے معاملے میں متشدد تھے۔

یہ دیکھیں متشدد کی جرح قبول نہیں ہوتی۔

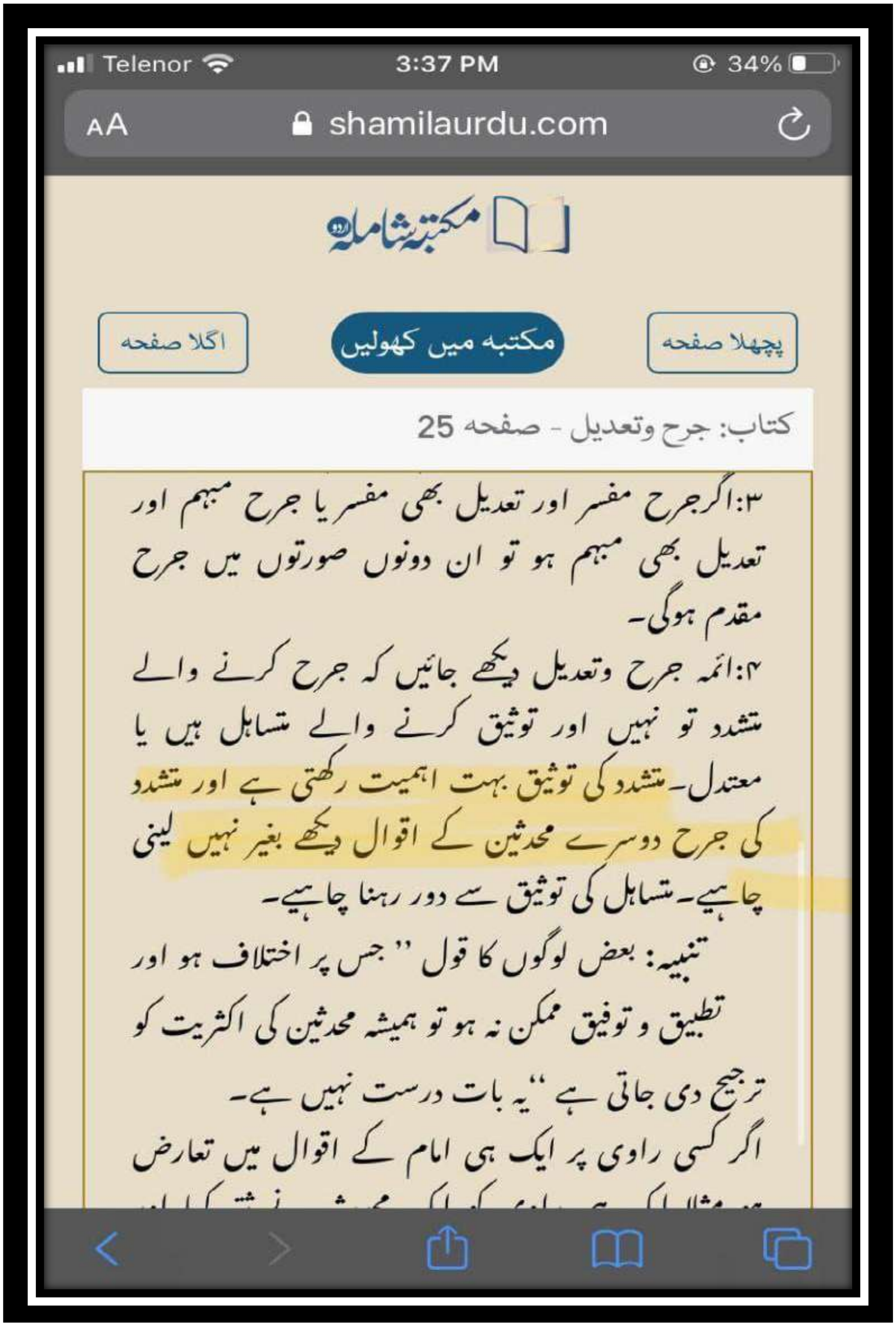

Telenor 3:37 PM 34%

shamilaurdu.com

مکتبہ شاملہ

اگلا صفحہ | مکتبہ میں کھولیں | پچھلا صفحہ

کتاب: جرح وتعدیل - صفحہ 25

۳:اگرجرح مفسر اور تعدیل بھی مفسر یا جرح مبہم اور تعدیل بھی مبہم ہو تو ان دونوں صورتوں میں جرح مقدم ہوگی۔

۴:ائمہ جرح وتعدیل دیکھے جائیں کہ جرح کرنے والے متشدد تو نہیں اور توثیق کرنے والے متساہل ہیں یا معتدل۔متشدد کی توثیق بہت اہمیت رکھتی ہے اور متشدد کی جرح دوسرے محدثین کے اقوال دیکھے بغیر نہیں لینی چاہیے۔متساہل کی توثیق سے دور رہنا چاہیے۔

تنبیہ: بعض لوگوں کا قول ”جس پر اختلاف ہو اور تطبیق و توفیق ممکن نہ ہو تو ہمیشہ محدثین کی اکثریت کو ترجیح دی جاتی ہے“یہ بات درست نہیں ہے۔

اگر کسی راوی پر ایک ہی امام کے اقوال میں تعارض

لہذا ابن حبان کا تضعیف کرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

خلاصہ

1۔ امام مسلم نے فضیل بن مرزوق سے روایات لی ہیں۔

2۔ ابن حجر و ذھبی نے فضیل بن مرزوق کی توثیق کی ہے۔

3۔ فضیل بن مرزوق پر کوئی جرح مفسر نہیں ہے۔

4۔ پس یہ راوی ثقہ ہے۔

اہل سنت مناظر کی طرف سے پیش کیا گیا جرح و تعدیل کا اصول

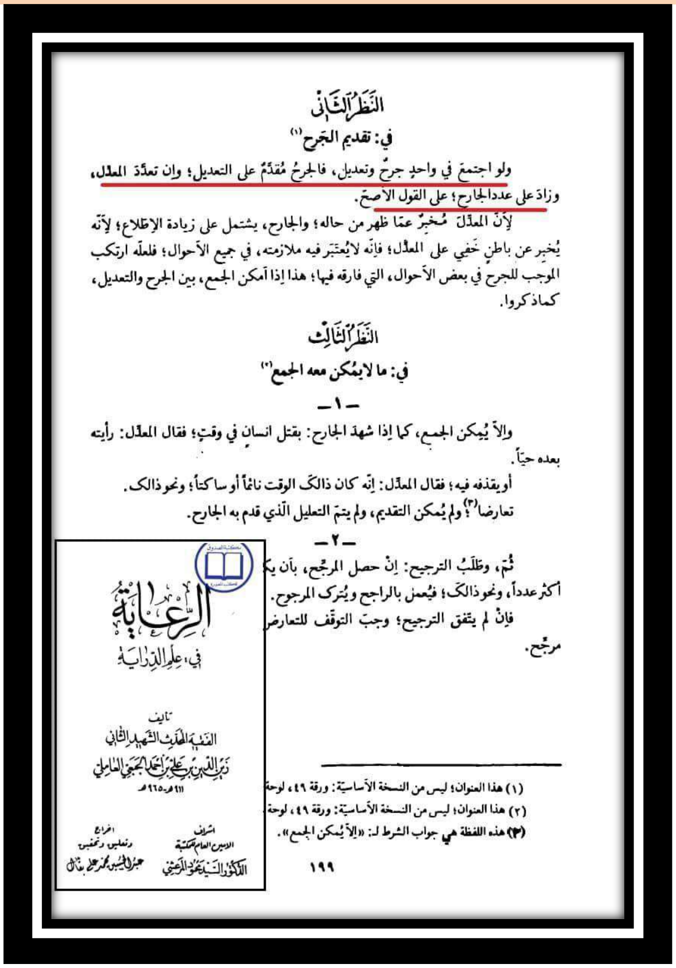

النظر الثاني

في: تقديم الجرح(۱)

ولو اجتمعَ في واحدٍ جرحٌ وتعديل، فالجرحُ مُقدَّمٌ على التعديل؛ وإن تعدَّدَ المعدِّل، وزادَ على عددِ الجارح؛ على القول الأصحّ.

لِأنّ المعدِّلَ مُخبِرٌ عمّا ظهر من حاله؛ والجارح، يشتمل على زيادة الإطّلاع؛ لِأنّه يُخبِر عن باطنٍ خَفِي على المعدِّل؛ فإنّه لايُعتَبَر فيه ملازمته، في جميع الأحوال؛ فلعلّه ارتكب الموجب للجرح في بعض الأحوال، التي فارقه فيها؛ هذا إذا أمكن الجمع، بين الجرح والتعديل، كماذكروا.

النظر الثالث

في: ما لايُمكن معه الجمع(۲)

—۱—

وإلاّ يُمكن الجمع، كما إذا شهدَ الجارح: بقتل انسانٍ في وقتٍ؛ فقال المعدِّل: رأيته بعده حيّاً.

أو يقذفه فيه؛ فقال المعدِّل: إنّه كان ذالك الوقت نائماً أو ساكتاً؛ ونحو ذالك.

تعارضا(۳)؛ ولم يُمكن التقديم، ولم يتمّ التعليل الّذي قدم به الجارح.

—۲—

ثُمّ، وطَلَبُ الترجيح: إنْ حصل المرجِّح، بأن يك[...]

أكثر عدداً، ونحو ذالك؛ فيُعمل بالراجح ويُترك المرجوح.

فإنْ لم يتفق الترجيح؛ وجبَ التوقّف للتعارض[...]

مرجِّح.

(۱) هذا العنوان؛ ليس من النسخة الأساسيّة: ورقة ٤٩، لوحة[...]

(۲) هذا العنوان؛ ليس من النسخة الأساسيّة: ورقة ٤٩، لوحة[...]

(۳) هذه اللفظة هي جواب الشرط لـ: «إلاّ يُمكن الجمع».

۱۹۹

الرعاية في علم الدراية

تأليف

الفقيه المحدّث الشهيد الثاني

زين الدين بن علي بن أحمد الجبعي العاملي

۹۱۱ هـ - ۹٦٥ هـ

إشراف الأمين العام للمكتبة الدكتور السيد محمود المرعشي

إخراج وتعليق وتحقيق عبد الحسين محمد علي بقال

شیعہ مناظر کا غیر علمی رد: فضول میں یہ سکین بھیج کر ٹائم پاس کیا تھا۔ اسکے بعد تم نے فضول سی حرکتیں کی ہیں۔ سید خوئی رح سے استدلال کیا کہ یہ اصحاب صادق ع میں تھا۔ میں نے جواب دیا اصحاب صادق ع میں ہونا شیعہ ہونے کی دلیل نہیں مثال ابوحنیفہ کی دی۔ بھائی نے فضول میں آدھا گھنٹہ اس پر بھی ٹائم ضایع کر دیا۔

اہل سنت مناظر کے علمی دلائل کو شیعہ مناظر غیر سنجیدگی اور بد اخلاقی سے ٹالتے رہے۔

شیعہ مناظر : **قاعدہ:** بدعتی کی روایت اُسکے حق میں قبول نہیں۔ میں نے مطالبہ کیا کہ فضیل بن مرزوق میں بدعت ثابت کی جائے۔ اس کا جواب نہیں دیا، بس **شیعہ ہونا جرح نہیں اور میں قبول کرتا ہوں** کہہ کر بھاگ گئے۔ فضیل بن مرزوق عقیدے کے لحاظ سے سنی مذہب پر تھا۔ فقط امام علی ع کو جناب عثمان پر فضیلت دینے کی وجہ سے یہ راوی شیعہ (تفضیلی) تھا۔

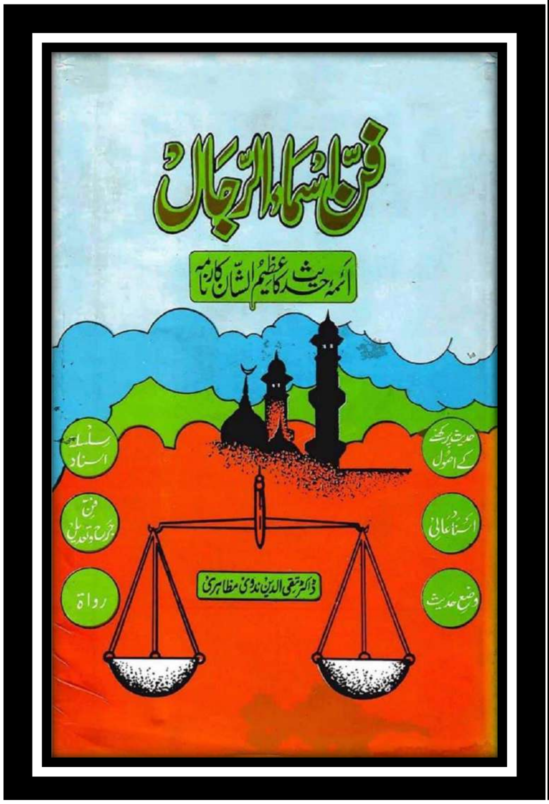

۵۸

تبع تابعین میں ان کے تدین و تقوے اور صدق و امانت کے باوجود تھی، اگر ان لوگوں کی حدیث کو رد کر دیا جائے تو بہت سے آثار نبوی کا سرمایہ ختم ہو جائے گا، اور اس صورت میں کھلی ہوئی خرابی ہے۔

بدعت کبریٰ جیسے رفض کامل اور اس میں غلو، مثلاً حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی تنقیص کرنا اور اس کی طرف دعوت دینا، تو اس طرح کے لوگوں کی روایات ہرگز قابل استدلال نہیں، اور نہ ان کا کوئی مقام ہے، بلکہ اس جماعت کا ایک آدمی بھی میرے سامنے ایسا نہیں ہے جو سچا اور قابل اعتماد ہو، بلکہ کذب بیانی ان کا شعار اور تقیہ و نفاق ان کا محبوب مشغلہ ہے، پھر ایسے لوگوں کی روایات کو کیسے قبول کیا جا سکتا ہے، حاشا و کلا، غالی شیعی سلف کے زمانہ میں اور ان کی اصطلاح میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت معاویہؓ اور اس جماعت پر جس نے حضرت علیؓ سے جنگ کی تنقید کی اور برا بھلا کہا۔ ہمارے زمانے میں اور ہماری اصطلاح میں غالی وہ ہے جو ان اکابر کی تکفیر کرتا ہو، اور حضرات شیخینؓ سے بیزاری اختیار کرتا ہو (معاذ اللہ) پس وہ گمراہ و مفتری ہے۔[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں، تشیع متقدمین کے عرف میں نام ہے شیخینؓ کی تقدیم و تفضیل کے ساتھ حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کو فضیلت دینے کا[2]

(۴) زنادقہ و فساق اور وہ مغفل لوگ جو اپنی روایات کا مطلب نہیں سمجھتے اور نہ ان میں ضبط اور فہم کے صفات پوری طرح موجود ہیں، یہ بھی متروکین میں داخل ہیں۔[3]

وہ لوگ جنکی روایات میں توقف کیا جائیگا ایسے لوگوں کی چند قسمیں ہیں:۔

(۱) جن کی جرح و تعدیل میں اختلاف ہو۔

(۲) جن سے بکثرت خطار کا صدور ہو، اور ان کی اور ائمہ ثقات کی روایت میں

---

[1] میزان ص ج۱ [2] مقدمہ فتح الملہم ص ۶۵ بحوالہ مقدمہ فتح الباری [3] اختصار علوم الحدیث ص ۹۸

شیعہ کون ہوتا ہے؟ جو عثمان پر علی ع کو فضیلت دے اور شیخین کو حضرت علی سے افضل مانتا ہو وہ شیعہ ہے۔

اب میں ایک اور حوالہ دے دوں جو جناب عثمان پر مولا علی ع کو فضیلت دے وہ اہلسنت ہی ہوتا ہے۔

ملاحظہ کریں۔

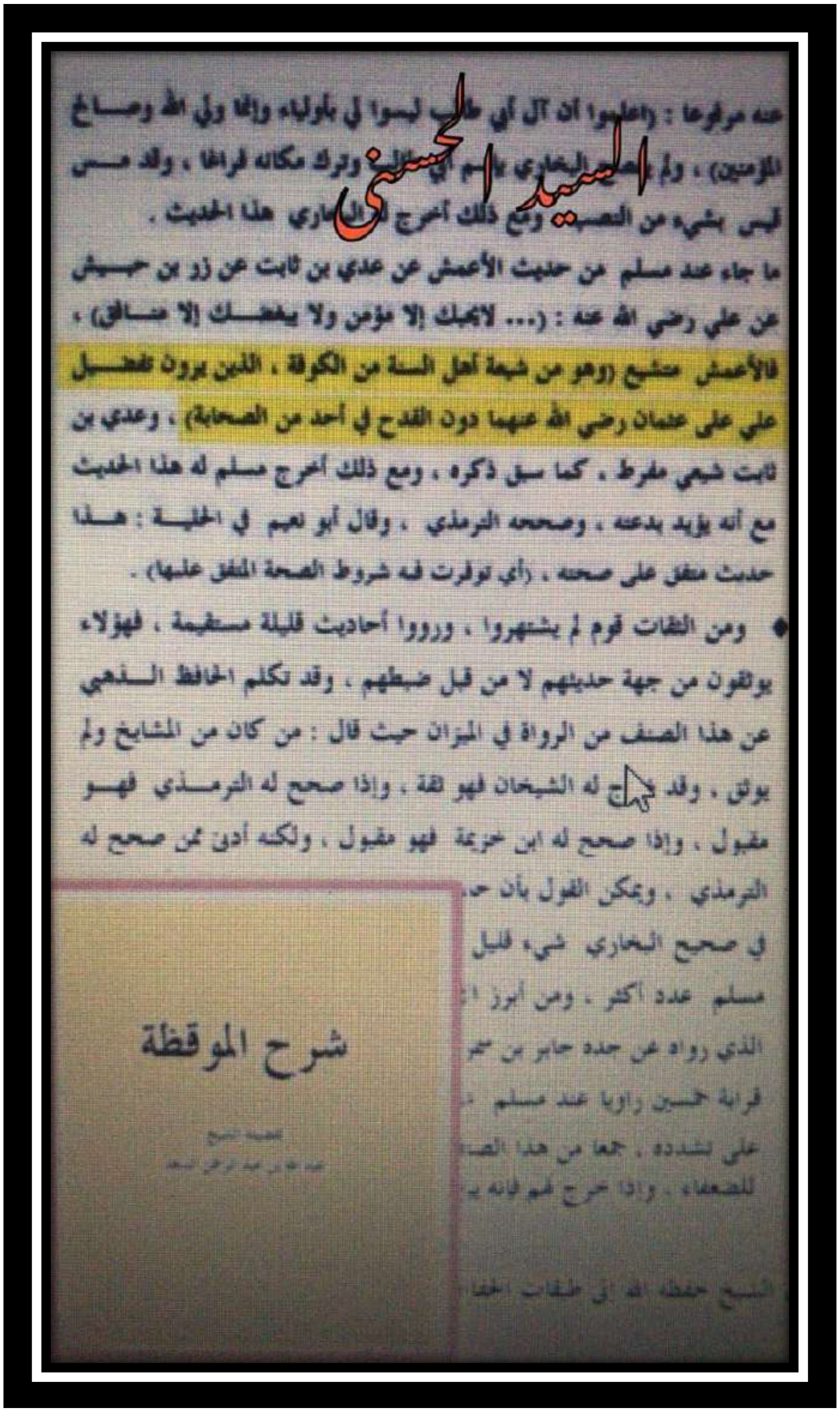

عنه مرفوعا : (اعلموا أن آل أبي طالب ليسوا لي بأولياء وإنما ولي الله وصالح المؤمنين) ، ولم يصرح البخاري باسم أبي طالب وترك مكانه فراغا ، وقد مس ليس بشيء من النصب ومع ذلك أخرج له البخاري هذا الحديث .

ما جاء عند مسلم من حديث الأعمش عن عدي بن ثابت عن زر بن حبيش عن علي رضي الله عنه : (... لايحبك إلا مؤمن ولا يبغضك إلا منافق) ، فالأعمش متشيع (وهو من شيعة أهل السنة من الكوفة ، الذين يرون تفضيل علي على عثمان رضي الله عنهما دون القدح في أحد من الصحابة) ، وعدي بن ثابت شيعي مفرط ، كما سبق ذكره ، ومع ذلك أخرج مسلم له هذا الحديث مع أنه يؤيد بدعته ، وصححه الترمذي ، وقال أبو نعيم في الحلية : هذا حديث متفق على صحته ، (أي توفرت فيه شروط الصحة المتفق عليها) .

◆ ومن الثقات قوم لم يشتهروا ، ورووا أحاديث قليلة مستقيمة ، فهؤلاء يوثقون من جهة حديثهم لا من قبل ضبطهم ، وقد تكلم الحافظ الذهبي عن هذا الصنف من الرواة في الميزان حيث قال : من كان من المشايخ ولم يوثق ، وقد خرج له الشيخان فهو ثقة ، وإذا صحح له الترمذي فهو مقبول ، وإذا صحح له ابن خزيمة فهو مقبول ، ولكنه أدنى ممن صحح له الترمذي ، ويمكن القول بأن ...

في صحيح البخاري شيء قليل ...

مسلم عدد أكثر ، ومن أبرز ...

الذي رواه عن جده جابر بن سمرة ...

قرابة حسين راويا عند مسلم ...

على تشدده ، جمعا من هذا ...

للضعفاء ، وإذا خرج لهم فإنه ...

الشيخ حفظه الله في طبقات ...

شرح الموقظة

"اعمش کوفہ کے اہلسنت شیعوں میں سے تھا جو کسی بھی صحابی کو برا نہیں کہتا تھا اور عثمان پر علی ع کو فضیلت دیتا تھا"

لہذا واضح ہو گیا یہاں شیعوں کو اہلسنت میں شمار کیا ہے جس سے واضح ہے شیعہ فقط فضیلت کی وجہ سے کہا گیا ہے اور ان کا عقیدہ سنی ہی تھا۔ فضیل بن مرزوق عقیدے کے لحاظ سے سنی ہی تھا۔ اس پر صریح دلیل پیش کرتا ہوں۔

مسانيد

أبي يحيى فراس بن يحيى المكتب الكوفي

« ت : ١٢٩هـ »

جمع الحافظ

أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني

« ٣٣٦ - ٤٣٠هـ »

تخريج

أبي يوسف محمد بن حسن المصري

الشعبي عن أبي جحيفة

١٢ – حدثنا سليمان بن أحمد ، حدثنا أحمد ابن مسعود ، حدثنا الهيثم بن جميل ، حدثنا فضيل بن مرزوق ، عن فراس ، عن الشعبي ، عن أبي جحيفة عن علي قال : « **خير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر ، ثم عمر** » .

١٢ – [**حديث صحيح موقوف**] من كلام علي بن أبي طالب وهو عقيدة أهل السنة والجماعة في ترتيب الخلفاء .

وتابع فراس في روايته عن الشعبي .

١ – عريف بن درهم وهو الجمال الكوفي (صدوق) .

أخرجه عبد الله بن أحمد في فضائل الصحابة (١٤٠) (٧٨/١) .

٢ – يحيى بن أيوب البجلي (صدوق) .

أخرجه ، عبد الله بن أحمد في الفضائل (٥٠) (٨٤/١) .

وقال في كنز العمال ٣٤٠/٦ : أخرجه مسدد وابن منيع وسعيد بن منصور وأبو نعيم في الحلية والطبراني في الأوسط وابن عساكر .

٣ – إسماعيل بن أبي خالد (ثقة) .

أخرجه الإمام أحمد في الفضائل (٤٠٣) (٣٠٢/١) .

وأبو بكر القطيعي في زوائد الفضائل (٣٧٠/١) (٥٤٦) .

٤ – منصور بن عبد الرحمن الغداني :

٤٨

فضیل بن مرزوق راوی ہے کہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد افضل ابو بکر و عمر ہیں پس کوئی شیعہ اثنا عشری یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔

مطالبہ: سنی مناظر ثابت کرے فضیل بن مرزوق عقیدے کے لحاظ سے شیعہ اثناشری رافضی تھا۔

شیعہ مناظر خود اسکینز پیش کر کے دکھا چکا ہے کہ زمانہ قدیم میں شیعہ اثنا عشری کا کوئی وجود ہی نہیں تھا،

صرف افضلیت صحابہ پر اختلافت تھا اور انہی کو شیعہ کہا جاتا تھا۔

اس کے باوجود اس کا یہ مطالبہ اس کی جہالت کا ثبوت ہے۔

شیعہ مناظر: جاتے ہوئے ایک چھوٹی سی دلیل

پہلی بات تو یہ کہ فضیل بدعتی نہیں تھا بلکہ عقیدہ کے لحاظ سے سنی تھا۔

لیکن اگر کوئی بدعتی راوی ثقہ ہو اپنی بدعت میں بھی روایت کرے تو قبول ہوتی ہے۔

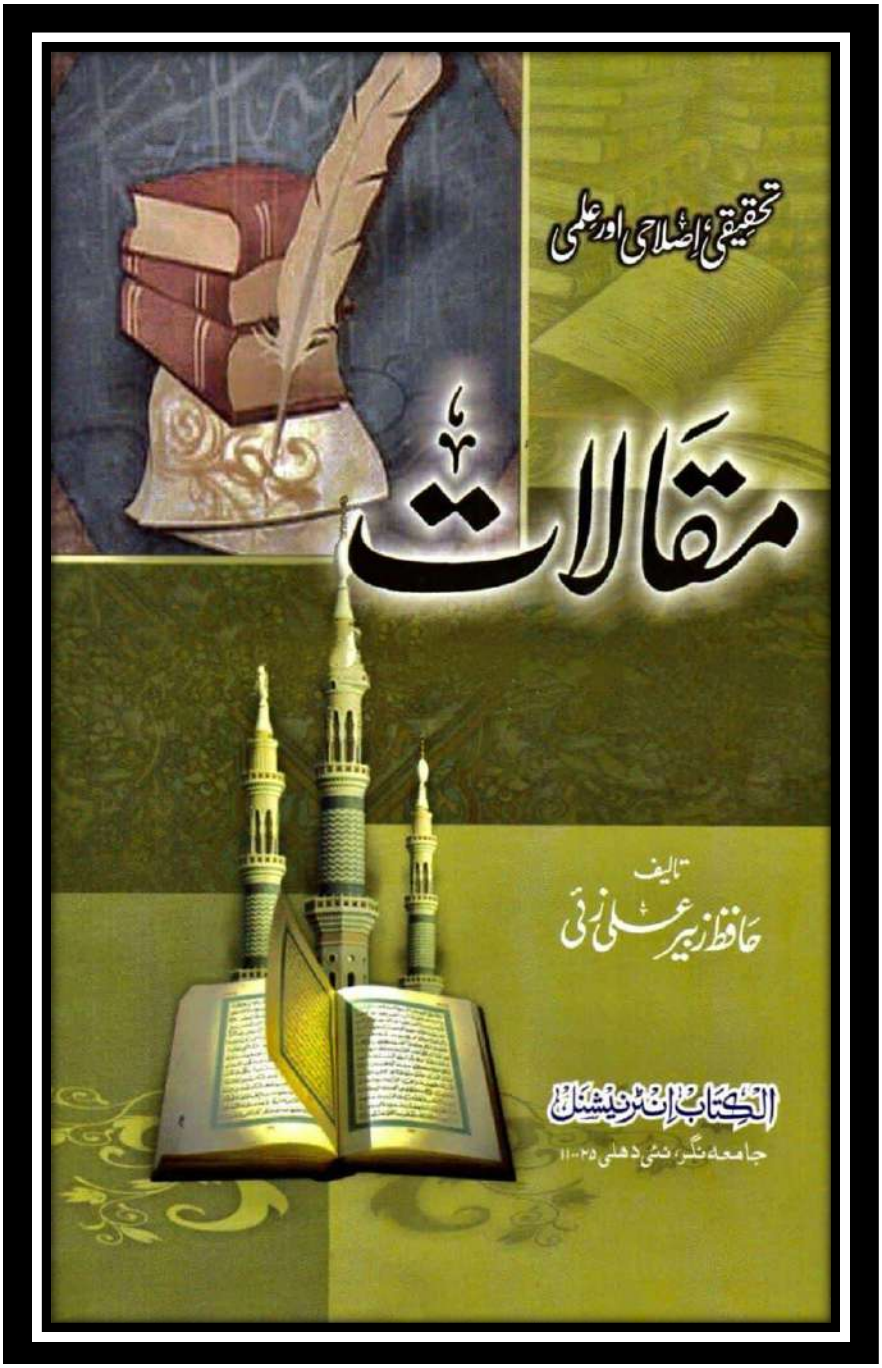

اس پر قدری ہونے کا الزام ہے۔ اسی لئے لوگ اس سے دور بھاگتے تھے" (مذہبی داستانیں حصہ اول ص ۹۳)

یہ ترجمہ غلط ہے اور صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اس پر قدری ہونے کا الزام ہے اور وہ اس (الزام) سے لوگوں میں سب سے زیادہ دور تھے، محمد بن عبداللہ بن نمیر نے ابن اسحاق کے بارے میں فرمایا: اگر وہ مشہور لوگوں سے روایت کریں جن سے انھوں نے سُنا ہے تو حسن الحدیث صدوق ہیں۔ الخ (الکامل لابن عدی ج ۶ ص ۲۱۲۰ وتاریخ بغداد للخطیب ج ۱ ص ۲۲۷ وسندہ صحیح)

رہا مجہولین سے احادیثِ باطلہ بیان کرنا تو ان میں جرح مجہولین پر ہے۔ دیکھئے عیون الاثر لابن سید الناس (ج ۱ ص ۱۴)

معلوم ہوا کہ درج بالا عبارت میں کاندھلوی نے امام ابن نمیر پر جھوٹ بولا ہے اور عربیت میں اپنی جہالت کا ثبوت بھی پیش کر دیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ کاندھلوی صاحب کی اپنی ذات مشکوک ہے اور پُرانے ضعیف ومتروک راویوں کی طرح وہ بذات خود ضعیف ومتروک شخصیت ہیں۔

(۲) ہمارے علم کے مطابق کسی ایک محدث نے بھی عبدالرزاق کو رافضی نہیں کہا، رہا مسئلہ معمولی تشیع کا تو یہ موثق عندالجمہور راوی کے بارے میں چنداں مضر نہیں ہے۔ خود کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں: "گوشیعہ ہونا بے اعتباری کی دلیل نہیں" (مذہبی داستانیں ج ۱ ص ۲۶۳)

دوسرے یہ کہ تشیع سے عبدالرزاق کا رجوع بھی ثابت ہے جیسا کہ اسی مضمون میں باحوالہ گزر چکا ہے۔

(۳) عبدالرزاق پر کذاب والی جرح کسی محدث سے ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو امام احمد، امام ابن معین اور امام بخاری وغیرہم کی توثیق کے مقابلے میں مردود ہے۔

(۴) یہ شرائط کاندھلوی صاحب کی خود ساختہ ہیں۔

(۵) جو راوی ثقہ وصدوق ہو تو اس پر شیعہ وغیرہ کی جرح کر کے اس کی روایات کو ناقابلِ قبول سمجھنا غلط ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی رحمہ اللہ نے ثابت کیا ہے کہ وہ سچا راوی جس پر بدعتی ہونے کا الزام ہے، کی روایت قابلِ قبول ہوتی ہے، چاہے وہ اس کی بدعت کی تقویت میں ہو یا نہ ہو بشرطیکہ بدعت مکفرہ نہ ہو۔

دیکھئے التنکیل بمانی تأنیب الکوثری من الاباطیل (ج ۱ ص ۴۲ تا ۵۲)

غور فرمائیں۔۔واضح لکھاہے کہ شیعہ ثقہ راوی کی بدعت والی روایت اس وقت قبول ہو گی جب بدعت مکفرہ نہ ہو۔ فدک کا ہبہ ہونا مطلب پوری صحابہ کرام کی جماعت اتنے اہم واقعے سے لاعلم تھی یا جان بوجھ کر چھپایا، اس بدعت کا اثر دین کے اولین راویوں کے ساتھ براہ راست قرآن و سنت پر بھی ہوتا ہے کیونکہ قرآن و سنت صحابہ کے وسیلے امت تک پہنچا ہے۔ اس سے بڑی بدعت مکفرہ اور کیا ہو گی؟

شیعہ مناظر: میں ملکیت فدک پر حدیث اور دو علماء کے اقرار دے چکا ہوں۔ **فدک ملکیت رسول ﷺ تھا۔** یہ پورا کا پورا مال رسول ﷺ کی ملکیت تھا اور رسول کا خاصہ تھا اور کسی دوسرے کا اس میں حق نہیں تھا۔ بالکل بالکل واضح ہو گیا۔

خلاصہ :

1۔ فدک رسول ﷺ کی ملکیت تھا

2۔ رسول ﷺ نے جناب زھرا س کو فدک عطا کر دیا۔

3۔ جناب زھرا س نے گواہ دیے، رد کر دیا، حق نہ دیا گیا۔

4۔ فضیل بن مرزوق ثقہ سنی العقیدہ راوی تھا۔ اس لیے اُس میں کوئی بدعت نہیں تھی۔

سُنی مناظر: آپ کی لاچاری اور پریشانی میں سمجھ سکتا ہوں۔ کیا اب باغ فدک کے ہبہ پر بات ہو گی۔ آپ نے کیا کہا تھا پچھلی باری میں ذرا بتا دیں۔ **جرح مفسر مقدم ہوتی ہے تعدیل مفسر اور مبہم پر** اس کو تو آپ نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔

شیعہ مناظر کی طرف سے بیچ میں دخل اندازی

شیعہ مناظر: جرح مفسر کون سے عالم نے بیان کی ہے اور جرح کیا تھی وہ بھی بیان کر دیں زرا۔

سُنی مناظر: صبر کریں آپ مجھے میری آخری ٹرم پوری کرنے دیں آپ نے اپنی آخری ٹرم میں نئے حوالے پیش کیے ہیں اور یہ صریح اصول مناظرہ کی خلاف ورزی ہے۔

شیعہ مناظر: اوکے آپ کر لیں۔

دعویٰ کبھی اثباتاً ہوتا ہے، جیسے کوئی غیر مقلد کہے فاتحہ خلف الامام "فرض" ہے اور کبھی نفیاً ہوتا ہے، جیسے کوئی غیر مقلد کہے کہ مقتدی کی نماز امام کے پیچھے بغیر فاتحہ کے نہیں ہوتی۔

فائدہ نمبر ۳:

مدعی نے چونکہ اپنا دعویٰ ثابت کرنا ہوتا ہے اس لئے پہلی ٹرم (نشست) مدعی کی ہوتی ہے اور مدعی نے چونکہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کی ذمہ داری لی ہے اس لئے مناظرہ میں آخری ٹرم بھی مدعی کی ہوتی ہے۔

فائدہ نمبر ۴:

آخری ٹرم میں مدعی کوئی نئی دلیل پیش نہیں کر سکتا، البتہ یہ بیان کر سکتا ہے کہ اس نے کس کس دلیل سے اور کیسے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا ہے۔

6۔ ثبوت مناظرہ:

1: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡ حَآجَّ اِبۡرٰھٖمَ فِیۡ رَبِّہٖۤ اَنۡ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الۡمُلۡکَ ۘ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحۡیٖ وَ اُمِیۡتُ ؕ قَالَ اِبۡرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاۡتِیۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِہَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُہِتَ الَّذِیۡ کَفَرَ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ۔

(سورۃ البقرۃ:257)

ترجمہ: (اے نبی!) کیا آپ نے اس کو بھی دیکھا کہ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب کے معاملہ میں حجت کی تھی اس غرور میں آکر کہ اس کو خدا نے سلطنت دی تھی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے کہ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اس نے کہا میں بھی تو زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ حضرت

www.ahnafmedia.com

سُنی مناظر: بیچ میں بولنا آپ کی شکست کی علامت ہے، صبر کریں اور اپنے استدلال کا آپریشن دیکھیں۔ معزز قارئین میں نے ایک اصول پیش کیا۔ شیعہ و سنی دونوں کتب سے، جس میں مذکور تھا کہ جرح مقدم ہوتی ہے تعدیل پر چاہے تعدیل مفسر ہو یا مبہم ہو، موصوف نے اس کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ میں نے سمجھا صدر مناظر مجھے اس کا جواب لے کر دے گا مگر نہیں دلوایا۔

الفاظوں کا چناؤ آخر تک شیعہ مناظر نے درست نہیں کیا۔ افسوس ہوا اس بات پر۔

٦٤ ـ كتاب المغازي — ٩٨٩

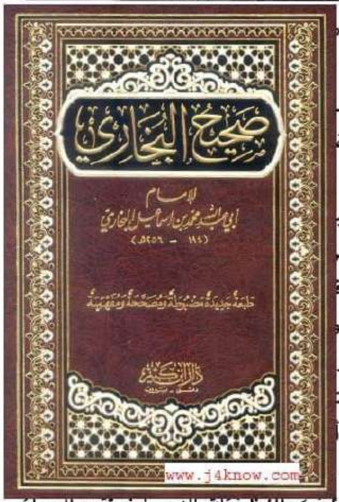

الفَيءِ بشيءٍ لم يُعطِهِ أحداً غيرَه ، فقال جَلَّ ذِكرُهُ:
مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ إلى قوله ﴿قَدِيرٌ﴾ [الحشر: ٦
واللهِ ما احتازها دُونكم ولا استأثرها عليكم ، لقد
المالُ منها ، فكان رسولُ الله ﷺ يُنفِقُ على أهلهِ نف
فيجعلهُ مَجعلَ مال الله ، فعملَ ذلك رسولُ الله ﷺ
فأنا وليُّ رسولِ اللهِ ﷺ ، فقَبَضَه أبو بكرٍ فعملَ في
ـ فأقبلَ على عليٍّ وعبّاسٍ وقال ـ تذكرانِ أنَّ أبا بكر
لصادقٌ بارٌّ راشد تابع للحقِّ. ثمَّ تَوَفَّى اللهُ أبا بكر ف
فقبضتهُ سنتين مِن إمارتي أعملُ فيه بما عملَ رسو
صادقٌ بارٌّ راشدٌ تابعٌ للحقّ. ثمَّ جِئتماني كِلاكما و
ـ يعني عباساً ـ فقلتُ لكما: إنَّ رسولَ الله ﷺ قال:
أن أدفعهُ إليكما قلتُ: إن شِئتما دفعتهُ إليكما على
عملَ فيه رسولُ الله ﷺ وأبو بكر وما عملتُ فيه مُذ
إلينا بذلكَ ، فدفعته إليكما ، أفتَلْتَمِسانِ مني قضاءً غيرَ ذلك؟ فواللهِ الذي بإذنهِ تقوم السماءُ والأرض لا أقضي فيه بقَضاءٍ غيرِ ذلك حتى تقومَ الساعة. فإن عجَزْتُما عنه فادفَعا إليَّ ، فأنا أكفيكُماه». [انظر الحديث: ٢٩٠٤ ، ٣٠٩٤].

٤٠٣٤ ـ قال: فحدَّثت هذا الحديثَ عُروةَ بنَ الزُّبير فقال: «صدقَ مالكُ بنُ أوسٍ ، أنا سمعتُ عائشةَ رضيَ اللهُ عنها زوجَ النبيِّ ﷺ تقول: أرسلَ أزواجُ النبيِّ ﷺ عثمانَ إلى أبي بكر يَسألْنَهُ ثُمنهُنَّ مما أفاءَ اللهُ على رسولهِ ﷺ ، فكنتُ أنا أرُدُّهنَّ ، فقلتُ لهنَّ: ألا تتَّقينَ الله؟ ألم تَعلَمنَ أنَّ النبيَّ ﷺ كان يقول: لا نُورَث ، ما ترَكنا صَدَقة ـ يُريدُ بذلك نفسه ـ إنما يأكل آلُ محمدٍ ﷺ من هذا المال. فانتهى أزواجُ النبيِّ ﷺ إلى ما أخبَرَتْهُنَّ. قال: فكانت هذه الصدقةُ بيدِ عليٍّ ، منَعها عليٌّ عبّاساً فغلَبَهُ عليها. ثمَّ كان بيدِ حسنِ بن عليٍّ ، ثمَّ بيد حُسين بن عليٍّ ثمَّ بيد عليِّ بن حسينٍ وحسنِ بن حسن كلاهما كانا يَتداوَلانِها ، ثم بيد زيدِ بن حسن وهي صدَقة رسولِ الله ﷺ حَقّاً». [الحديث ٤٠٣٤ ـ طرفاه في: ٦٧٢٧ ، ٦٧٣٠].

٤٠٣٥ ـ حدَّثَنا إبراهيمُ بن موسى أخبرَنا هشامٌ حدَّثنا مَعْمرٌ عن الزُّهريِّ عن عُروةَ عن عائشةَ: «أنَّ فاطمةَ عليها السلامُ والعباسَ أتَيا أبا بكرٍ يَلتَمِسانِ ميراثَهما: أرضَه من فَدَك ، وسَهمَهُ من خَيْبر». [انظر الحديث: ٣٠٩٢ ، ٣٧١١].

اس حدیث میں صاف لکھا ہوا ہے کہ ان تمام حضرات نے بطور متولی کے باغ فدک کو سنبھالا جس سے ملکیت کی نفی ثابت ہو گئی، **اگر ملکیت ہوتی تو متولی کیوں؟**

فضیل بن مرزوق کی توثیق کا جواب

سنی مناظر: میری جان کتنی بار کہہ چکا ہوں توثیق تم کو کوئی فائدہ نہیں دے گی، کیوں بات سمجھ نہیں آرہی آپ کو؟ میں نے جرح مفسر پیش کی ہے اور اس کے مقابلے میں تعدیل کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

فضیل بن مرزوق اور صحیح مسلم:

مطلب وہی ثقہ ہوا ناتمہاری دلیل سے؟ وہی تعدیل ہوئی جو جرح کہ مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے موصوف ثقہ ثابت کرنے کی کوشش کررہا ہے میں نے کب انکار کیا ہے کہ فضیل بن مرزوق ثقہ نہیں ہے یا اس کی کسی نے توثیق نہیں کی۔ اگر کسی جگہ کہا ہے تو اس کی نشاندہی کریں! **فضیل بن مرزوق کی توثیق ہے مگر جرح کہ مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔**

دلیل میزان الاعتدال اور الکاشف کے حوالے:

یہ حوالے آپ پہلے بھی پیش کر چکے ہو۔ اس لیے تو کہا کہ نکتہ مکمل ہوا اور اس کے ساتھ آپ کا رٹہ بھی۔ جاہل، پاگل، ذلیل ان الفاظوں کہ علاوہ آپ کے پاس کچھ نہیں ہے۔

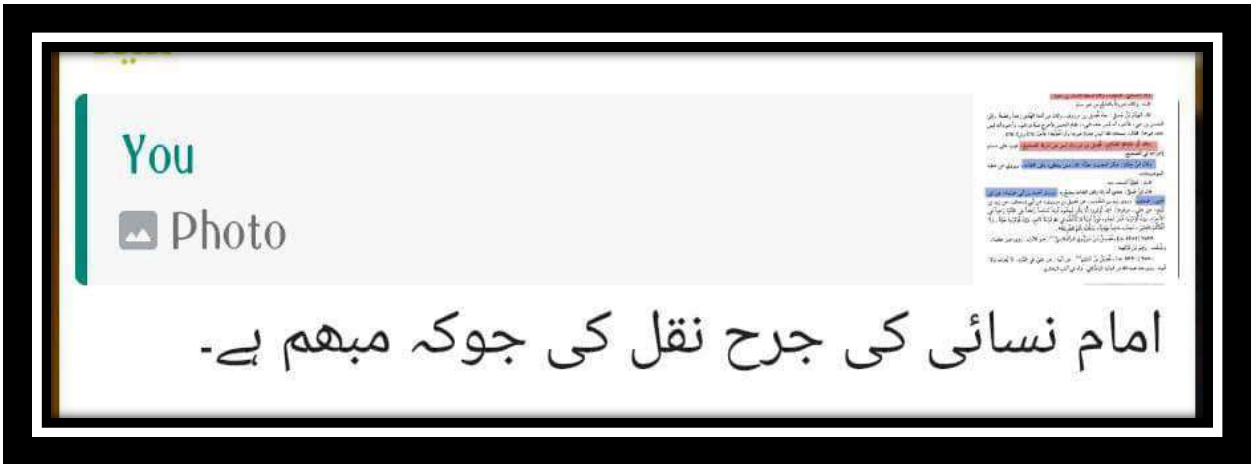

چلیں آپ نے یہاں امام نسائی کی جرح مبہم مان لی ہے۔ اگر **منکر الحدیث** کہنا جرح مفسر نہیں تو میں نے جو حوالہ لگایا ہے اس کو ہاتھ کیوں نہیں لگایا؟

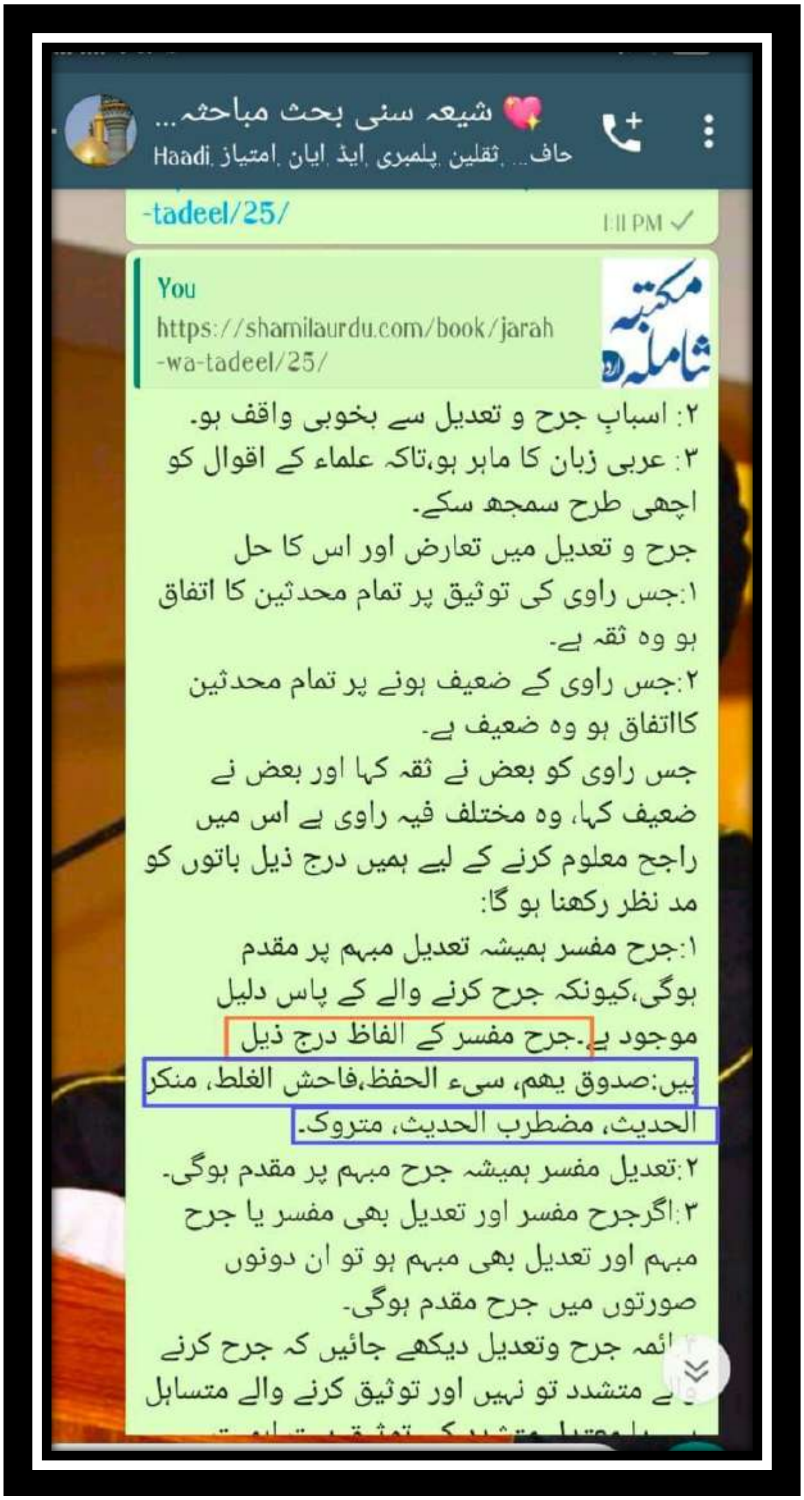

جرح مفسر کے لئے جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں ان **میں منکر الحدیث** بھی مذکور ہے جو موصوف کو نظر نہیں آیا۔اب امام بخاری رح کی طرف آتے ہیں۔

ثم بدعة كبرى ؛ كالرفض الكامل والغلو فيه ، والحط على أبي بكر وعمر رضي الله عنهما ، والدعاء إلى ذلك ؛ فهذا النوع لا يحتج بهم ولا كرامة .

وأيضاً فما أستحضر الآن في هذا الضرب رجلا صادقا ولا مأمونا ؛ بل الكذب شعارهم ، والتقية والنفاق دثارهم ؛ فكيف يقبل نقل من هذا حاله ! حاشا وكلا .

فالشيعي الغالي في زمان السلف وعرفهم هو من تكلم في عثمان والزبير وطلحة ومعاوية وطائفة ممن حارب عليا رضي الله عنه ، وتعرض لسبهم .

والغالي في زماننا وعرفنا هو الذي يكفر هؤلاء السادة ، ويتبرأ من الشيخين أيضا ، فهذا ضال معثر(١) [ولم يكن أبان بن تغلب يعرض للشيخين أصلا ، بل قد يعتقد عليا أفضل منهما](٢) .

٣ — أبان بن جبلة الكوفي . أبوعبدالرحمن ، روى(٣) عن أبي إسحاق السبيعي . ضعفه الدارقطني وغيره . وقال البخاري : منكر الحديث . ونقل ابن القطان أن البخاري قال : كل من قلت فيه منكر الحديث فلا تحل الرواية عنه .

٤ — أبان بن حاتم الأملوكي من مشي
ابن المغيرة مجهول .

ثم اعلم أن كل من أقول فيه مجهول
أبي حاتم فيه ؛ وسيأتي من ذلك شيء كثير جد
وابن معين فذلك بين ظاهر ؛ [وإن قلت فيه
وأمثال ذلك ، ولم أعزه إلى قائل فهو من ق
وصالح ، ولين ، ونحو ذلك ، ولم أضفه](٣) .

٥ — أبان بن خالد الحنفي ، أخو عبد ا
لينه أبو الفتح الأزدي . روى أخوه
أبيه — مرفوعا : لاتقوم الساعة حتى لا يعبد ا

(١) ه : معثر ، ولا معنى لها هنا . وفي ل :

قال بخاری منکر الحدیث ونقل ابن قطان ان البخاری قال کل من قلت فیہ منکر الحدیث فلاتحل روایۃ منہ۔

ترجمہ۔ ابن قطان نے نقل کیا ہے کہ امام بخاری رح نے فرمایا ہر روایت یا راوی جس کہ بارے میں منکر الحدیث کہوں اس سے روایت لینا حلال (جائز) نہیں ہے۔

چلیں امام بخاری رح والا روش بھی ختم ہو گیا۔ الحمدللہ۔

شیعہ اشکال: کیا منکر الحدیث ہونا کوئی جرح مفسر نہیں ہے۔

سُنی مناظر: اس کا رد امام بخاری رح کہ قول سے ثابت کر دیا ہے۔ آپ جرح کہہ رہے ہو، امام بخاری تو ایسے راوی کو قابل حجت ہی نہیں مانتے۔

شیعہ اشکال: ابن حبان کی وہ جرح جس میں وہ منفرد ہوں قبول نہیں ہوتی۔

سُنی مناظر: فضیل بن مرزوق پر جرح منفرد نہیں ہے، آپ اوپر اقرار کر چکے ہو صبر اسکرین شاٹ لگاتا ہوں۔

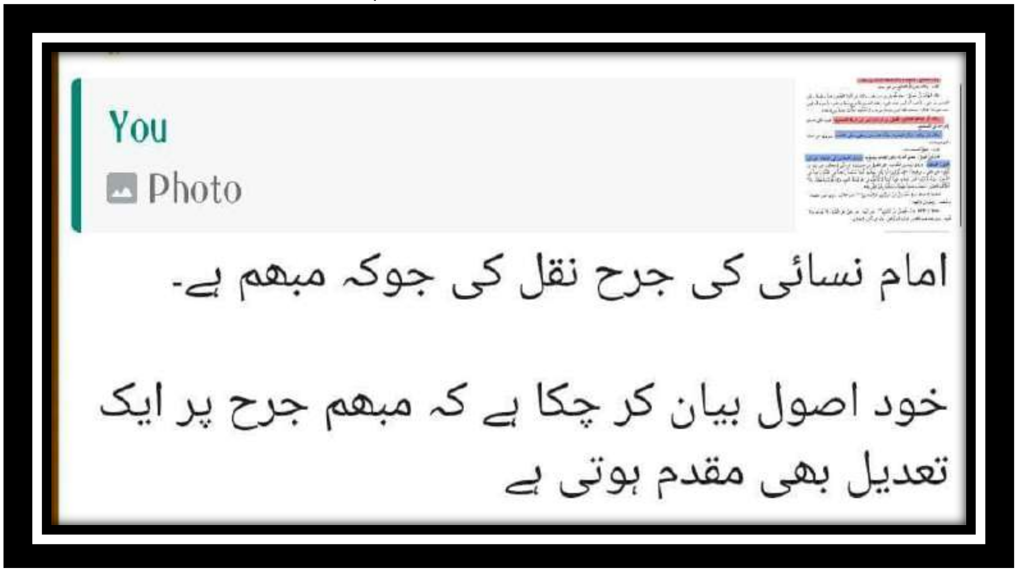

یہ لیں آپ نے جرح قبول کی ہے چاہے مبہم ہی کیوں نہ ہو۔ باقی مفسر تو الحمدللہ میں ثابت کر چکا ہوں اور منفرد کا رد بھی آپ نے خود امام نسائی رح کہ قول سے کر دیا ہے۔

اور یہ جھوٹ بولتے ہوئے آپ کو شرم نہیں آئی؟ کہاں میں نے کہا ہے کہ **جرح مبہم پر ایک بھی تعدیل مقدم ہوتی ہے؟** اب یہ بچ گیا ہے آپ کے پاس؟ اس کی تفصیل میں بار بار بیان کر چکا ہوں۔

سنی مناظر: تساہل ابن حبان رح کا رد ملاحظہ فرمائیں

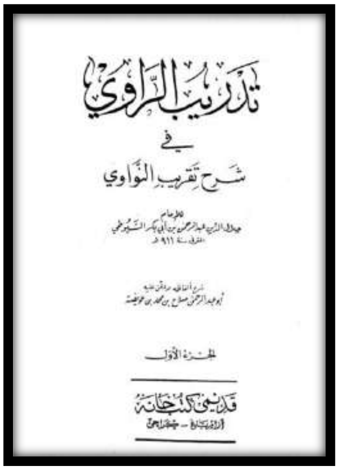

٥٠ النوع الأول: الصحيح

وَهُوَ مُتَسَاهِلٌ، فَمَا صَحَّحَهُ وَلَمْ نَجِدْ فِيهِ لِغَيْرِهِ مِنَ المُعْتَمَدِينَ تَصْحِيحاً وَلاَ تَضْعِيفاً حَكَمْنَا بِأَنَّهُ حَسَنٌ إلاَّ أَنْ يَظْهَرَ فِيهِ عِلَّةٌ تُوجِبُ ضَعْفَهُ،

على شرطهما أو شرط أحدهما، أو صحيح، وإن لم يوجد شرط أحدهما، معبّراً عن الأول بقوله: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، أو على شرط البخاري أو مسلم، وعن الثاني بقوله: هذا حديث صحيح الإسناد، وربما أورد فيه ما هو في الصحيحين، وربما أورد فيه ما لم يصحّ عنده منبهاً على ذلك (وهو متساهل) في التصحيح.

قال المصنف في شرح المهذب: اتفق الحفاظ على أن تلميذه البيهقيّ[1] أشدّ تحرّياً منه، وقد لخص الذهبي مستدركه، وتعقب كثيراً منه بالضعف والنكارة، وجمع جزءاً فيه الأحاديث التي فيه وهي موضوعة، فذكر نحوه مائة حديث.

وقال أبو سعيد الماليني: طالعت المستدرك الذي صنفه الحاكم من أوله إلى آخره، فلم أر فيه حديثاً على شرطهما. قال الذهبي: وهذا إسراف وغلوّ من الماليني، وإلا ففيه جملة وافرة على شرطهما، وجملة كثيرة على شرط أحدهما، لعل مجموع ذلك نحو نصف الكتاب، وفيه نحو الرّبع مما صح سنده، وفيه بعض الشيء، أوله علة وما بقي وهو نحو الربع فهو مناكير أو واهيات لا تصح، وفي بعض ذلك موضوعات[2].

قال شيخ الإسلام: وإنما وقع للحاكم التساهل لأنه سوّد الكتاب لينقحه فأعجلته المنية، قال: وقد وجدت في قريب نصف الجزء الثاني من تجزئة ستةٍ من المستدرك: إلى هنا انتهى إملاء الحاكم، ثم قال: وما عدا ذلك من الكتاب لا يؤخذ عنه إلا بطريق الإجازة، فمن أكبر أصحابه وأكثر الناس له ملازمة البيهقي، وهو إذا ساق عنه في غير المملى شيئاً لا يذكره إلا بالإجازة، قال: والتساهل في القدر المملَى قليل جداً بالنسبة إلى ما بعده. (فما صحّحه ولم نجد فيه لغيره من المعتمدين تصحيحاً ولا تضعيفاً حكمنا بأنه حسن، إلا أن يظهر فيه علة توجب ضعفه).

قال البدر بن جماعة[3]: والصواب أنه يُتتبع ويُحكم عليه بما يليق بحاله من الحسن أو الصحة أو الضعف.

---

(١) البيهقي هو: الإمام الحافظ العلامة أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخسروجردي. كتب الحديث وحفظه، وانفرد بالضبط والاتقان. مات سنة (٤٥٨). له ترجمة في: شذرات الذهب ٣/٣٠٤، ووفيات الأعيان ١/٢٠.

(٢) وكلام الذهبي كلام خبير، فقد لخص المستدرك ووافق مؤلفه في كثير مما حكم به وخالفه في البعض، وأبان ما في الكتاب من ضعيف أو موضوع، وجمع جزءاً من الأحاديث الموضوعة فيه بلغت مائة حديث، وعلى المستدل بشيء من أحاديثه أن يتجنب الموضوع والمنكر والواهي. «الوسيط» ص (٢٤١ ـ ٢٤٢).

(٣) المنهل ١/١٢٦.

وَيُقَارِبُهُ في حِكْمِهِ صَحِيحُ أبي حَاتِم ابن حِبّانَ.

ـ ووافقه العراقي[1] وقال: إن حكمه عليه بالحسن فقط تحكم، قال: إلا آن ابن الصلاح قال ذلك بناءً على رأيه: أنه قد انقطع التصحيح في هذه الأعصار، فليس لأحد أن يصححه، فلهذا قطع النظر عن الكشف عليه.

والعجب من المصنف كيف وافقه هنا مع مخالفته له في المسألة المبني عليها كما سيأتي، وقوله فما صححه، احتراز مما خرّجه في الكتاب ولم يصرح بتصحيحه فلا يعتمد عليه (ويقاربه) أي صحيحَ الحاكم (في حكمه صحيحُ أبي حاتم بن حبان) قيل: إن هذا يُفهم ترجيحَ كتابِ الحاكم عليه، والواقع خلاف ذلك، قال العراقي[2]: وليس كذلك، وإنما المراد أنه يقاربه في التساهل، فالحاكم أشد تساهلاً منه، قال الحازمي: ابن حبان أمكن في الحديث من الحاكم، قيل: وما ذكر من تساهل ابن حبان ليس بصحيح، فإن غايته أنه يسمى الحسن صحيحاً، فإن كانت نسبته إلى التساهل باعتبار وجدان الحسن في كتابه فهي مشاحة في الاصطلاح، وإن كانت باعتبار خفة شروطه، فإنه يخرّج في الصحيح ما كان راويه ثقة غيرَ مدلس، سمع من شيخه وسمع منه الآخذ عنه، ولا يكون هناك إرسال ولا انقطاع، وإذا لم يكن في الراوي جرح ولا تعديل وكان كل من شيخه والراوي عنه ثقة ولم يأته بحديث منكر فهو عنده ثقة.

وفي كتاب الثقات له كثيرٌ ممن هذه حاله، ولأجل هذا ربما اعترض عليه في جعلهم ثقات من لم يعرف حاله، ولا اعتراض عليه فإنه لا مشاحة في ذلك، وهذا دون شرط الحاكم، حيث شرط أن يخرج عن رواة، أخرج لمثلهم الشيخان في الصحيح، فالحاصل: أن ابن حبان وفّى بالتزام شروطه ولم يوف الحاكم.

فوائد:

الأولى: صحيح ابن حبان ترتيبه مخترع ليس على الأبواب ولا على المسانيد، ولهذا سماه «التقاسيم والأنواع» وسببه أنه كان عارفاً بالكلام والنحو والفلسفة، ولهذا تُكلم فيه ونُسب إلى الزندقة، وكادوا يحكمون بقتله، ثم نفى من سِجِسْتان إلى سَمَرْقَند[3]، والكشف من كتابه عسِر جداً، وقد رتبه بعض المتأخرين[4] على الأبواب، وعمل له الحافظ أبو الفضل العراقي أطرافاً وجرد الحافظ أبو الحسن الهيثمي زوائده على الصحيحين في مجلد.

---

(١) النكت ص (٣٠).
(٢) النكت ص (٣١).
(٣) قال في «الوسيط» ص (٢٤٤ ـ ٢٤٥): «والحق أني لست مع من جرحوه؛ لاشتغاله بهذه العلوم بينما نجد أئمة آخرين قد عدلوه وأثنوا عليه، منهم الحاكم أبو عبد الله، قال: «كان من أوعية العلم في الفقه واللغة والحديث والوعظ، ومن عقلاء الرجال». وقال الخطيب: «كان ثقة نبيلاً فهماً».
(٤) هو: الأمير علاء الدين أبو الحسن علي بن بلبان بن عبد الله الفارسي. تلقى العلم عن أكابر كابن دقيق العيد والدمياطي وتقي الدين السبكي وابن سيد الناس. مات سنة (٧٣٩هـ). له ترجمة في: كشف الظنون ١/٤٨٦، وهدية العارفين ١/٧١٨.

امام حاکم رح کے بارے میں مصنف لکھ رہے ہے کہ وہ متساھل (سست) تھے۔ جس کو وہ صحیح کہیں اس راوی کے بارے میں کسی معتمد شخصیت کی تصحیح موجود نہ ہو اور نہ کسی نے اس راوی کو ضعیف کہا ہو تب ہم اس پر حسن کا حکم لگائیں گے مگر یہ کہ کوئی علت اس میں ایسی ظاہر ہو جو اس کے ضعف کو واجب کرے۔

اور صفحہ ۵۱ میں لکھا ہے کہ

اور قریب ہے اس کے (یعنی امام حاکم) اس کے صحیح ہونے کے حکم میں ابی حاتم اور ابن حبان۔

استدلال:

شیعہ مناظر نے ابن حبان رح پر مطلق حکم جاری کیا، جبکہ اس میں تاویل اور قید ہے۔ تساھل / تشدد کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ ہر تعدیل / جرح ان کی مردود ہے جو شیعہ صاحب نے مفہوم نکالا بلکہ اگر کوئی علت ہے جو اس کے ضعف کو واجب کرتی ہے تو اس کو ضعیف کہا جائے گا اور فضیل بن مرزوق میں علت موجود ہے ضعف کی منکر الحدیث ہے۔

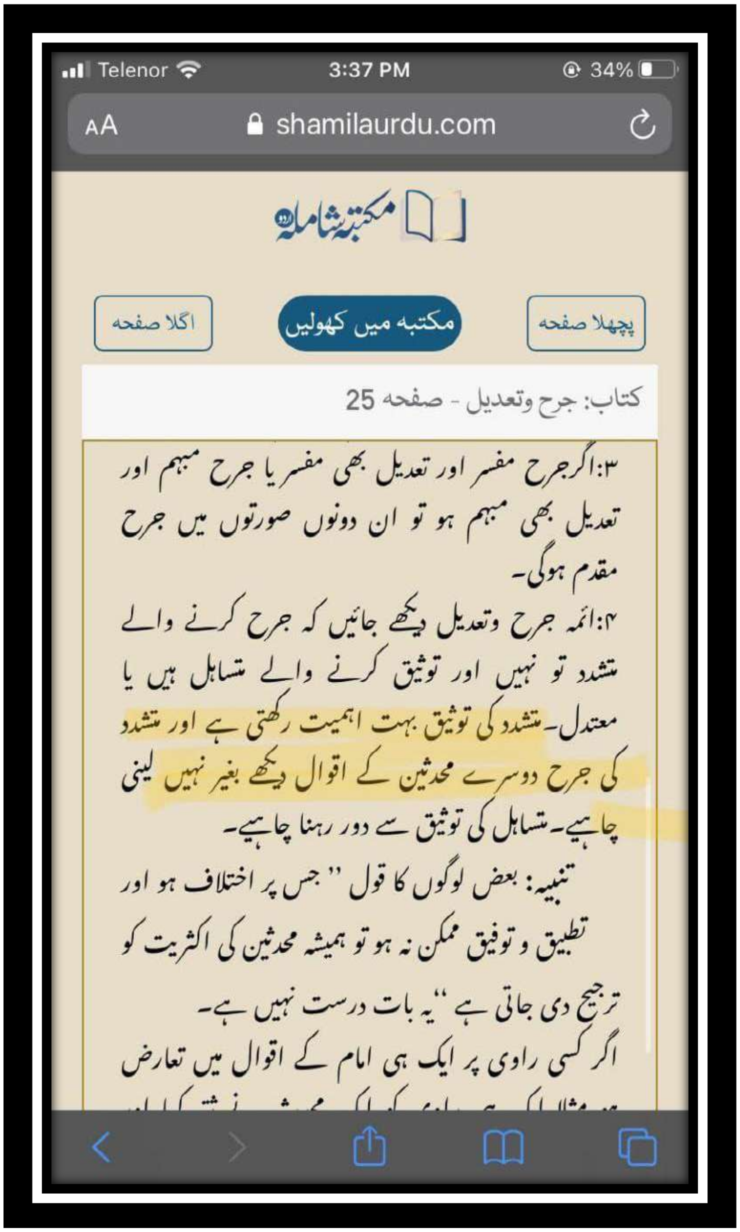

سنی مناظر: بلکل یہ بھی میری تائید میں ہے متشدد کی جرح دوسرے محدثین کے اقوال دیکھے بغیر نہیں لینی چاہیے۔ ہم نے دوسرے محدثین کی جرح دیکھ کر ہی فضیل بن مرزوق کو ضعیف راوی کہا ہے۔

خلاصہ:

1۔ امام مسلم رح کا اس سے روایت لینا اس کے ہر گز منافی نہیں کہ اس پر جرح مفسر ہے اور وہ شیعہ ہے اور وہ اپنے مذہب کی تائید میں روایت کر رہا ہے۔۔ اگر بات روایت لینے کی ہے تو امام بخاری رح نے بھی شیعہ راویوں سے روایت لی ہے کئی بار کہہ چکا ہوں، آپ کی کھوپڑی میں یہ بات نہیں گھس رہی۔

2۔ توثیق کی جرح کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہوتی کیونکہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔

شیعہ مناظر: فضیل بن مرزوق کی بدعت کا جواب ابھی تک نہیں دیا۔

سُنی مناظر: بدعت کی معنی کیا ہے؟ کچھ سمجھ بھی رہے ہو یا فضول میں وقت ضایع کر رہے ہو۔ بدعت یعنی نئی چیز اور نیا مسئلہ ایجاد کرنا اور اس نے یہ مسئلہ اپنی طرف سے نیا ایجاد کیا ہے، جو شیعہ مذہب کی تائید کرتا ہے اور سنی مذہب کے بلکل ہی خلاف ہے۔

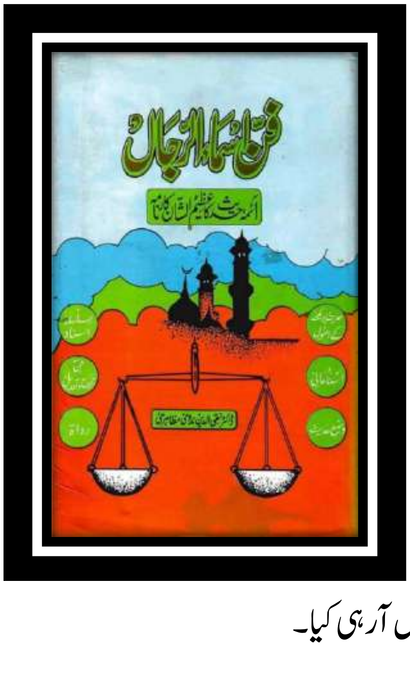

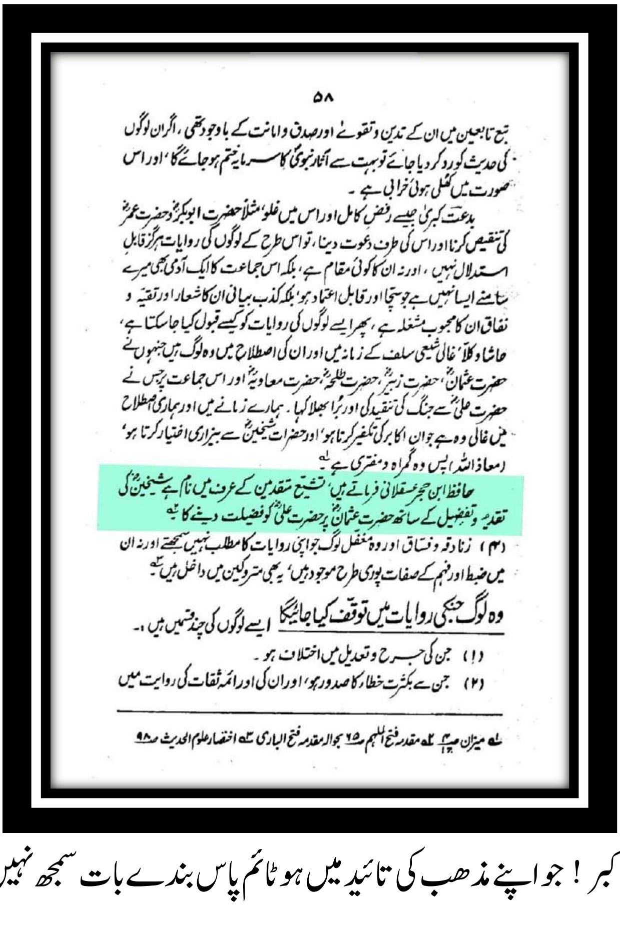

۵۸

تبع تابعین میں ان کے تدین وتقوے اور صدق وامانت کے باوجود تھی، اگر ان لوگوں کی حدیث کو رد کر دیا جائے تو بہت سے آثار نبوی کا سرمایہ ختم ہو جائے گا، اور اس صورت میں کھلی ہوئی خرابی ہے۔

بدعت کبریٰ جیسے رفض کامل اور اس میں غلو، مثلاً حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کی تنقیص کرنا اور اس کی طرف دعوت دینا، تو اس طرح کے لوگوں کی روایات ہرگز قابل استدلال نہیں، اور نہ ان کا کوئی مقام ہے، بلکہ اس جماعت کا ایک آدمی بھی میرے سامنے ایسا نہیں ہے جو سچا اور قابل اعتماد ہو، بلکہ کذب بیانی ان کا شعار اور تقیہ و نفاق ان کا محبوب مشغلہ ہے، پھر ایسے لوگوں کی روایات کو کیسے قبول کیا جا سکتا ہے، حاشا وکلاّ، غالی شیعی سلف کے زمانہ میں اور ان کی اصطلاح میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت معاویہؓ اور اس جماعت پر جس نے حضرت علیؓ سے جنگ کی تنقید کی اور برا بھلا کہا۔ ہمارے زمانے میں اور ہماری اصطلاح میں غالی وہ ہے جو ان اکابر کی تکفیر کرتا ہو، اور حضرات شیخینؓ سے بیزاری اختیار کرتا ہو، (معاذ اللہ) پس وہ گمراہ ومفتری ہے[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں، تشیع متقدمین کے عرف میں نام ہے شیخینؓ کی تقدیم وتفضیل کے ساتھ حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کو فضیلت دینے کا[2]

(۴) زنادقہ وفساق اور وہ مغفل لوگ جو اپنی روایات کا مطلب نہیں سمجھتے اور نہ ان میں ضبط اور فہم کے صفات پوری طرح موجود ہیں، یہ بھی متروکین میں داخل ہیں[3]

وہ لوگ جنکی روایات میں توقف کیا جائیگا ایسے لوگوں کی چند قسمیں ہیں۔

(۱) جن کی جرح وتعدیل میں اختلاف ہو۔

(۲) جن سے بکثرت خطار کا صدور ہو، اور ان کی اور ائمہ ثقات کی روایت میں

---

[1] میزان ص ۴ ج ۱ [2] مقدمہ فتح الملہم ص ۶۵ بحوالہ مقدمہ فتح الباری [3] اختصار علوم الحدیث ص ۹۸

اللہ اکبر! جو اپنے مذھب کی تائید میں ہو ٹائم پاس بندے بات سمجھ نہیں آرہی کیا۔

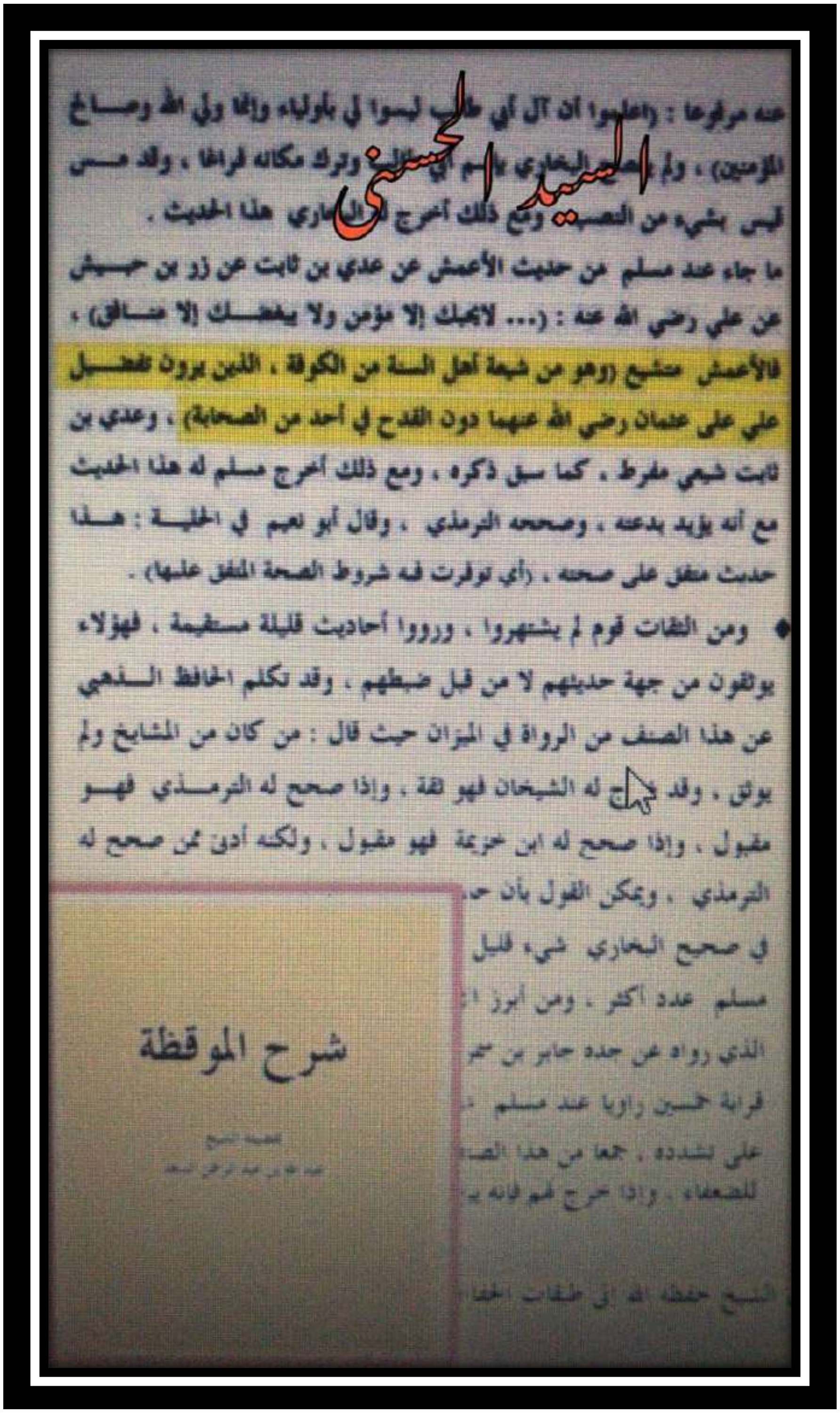

عنه مرفوعا : (اعلموا أن آل أبي طالب ليسوا لي بأولياء وإنما ولي الله وصالح المؤمنين) ، ولم [illegible] البخاري باسم أبي [illegible] وترك مكانه فراغا ، ولقد مس ليس بشيء من النصب ومع ذلك أخرج له البخاري هذا الحديث .

ما جاء عند مسلم من حديث الأعمش عن عدي بن ثابت عن زر بن حبيش عن علي رضي الله عنه : (... لايحبك إلا مؤمن ولا يبغضك إلا منافق) ، فالأعمش متشيع (وهو من شيعة أهل السنة من الكوفة ، الذين يرون تفضيل علي على عثمان رضي الله عنهما دون القدح في أحد من الصحابة) ، وعدي بن ثابت شيعي مفرط ، كما سبق ذكره ، ومع ذلك أخرج مسلم له هذا الحديث مع أنه يؤيد بدعته ، وصححه الترمذي ، وقال أبو نعيم في الحلية : هذا حديث متفق على صحته ، (أي توفرت فيه شروط الصحة المتفق عليها) .

- ومن الثقات قوم لم يشتهروا ، ورووا أحاديث قليلة مستقيمة ، فهؤلاء يوثقون من جهة حديثهم لا من قبل ضبطهم ، وقد تكلم الحافظ الذهبي عن هذا الصنف من الرواة في الميزان حيث قال : من كان من المشايخ ولم يوثق ، وقد [illegible] له الشيخان فهو ثقة ، وإذا صحح له الترمذي فهو مقبول ، وإذا صحح له ابن خزيمة فهو مقبول ، ولكنه أدنى ممن صحح له الترمذي ، ويمكن القول بأن [illegible]
في صحيح البخاري شيء قليل [illegible]
مسلم عدد أكثر ، ومن أبرز [illegible]
الذي رواه عن جده جابر بن سم[illegible]
قرابة خمسين راويا عند مسلم [illegible]
على تشدده ، جمعا من هذا الص[illegible]
للضعفاء ، وإذا خرج لهم فإنه [illegible]

الشيخ حفظه الله إلى طبقات [illegible]

سنی مناظر: اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ شیعہ اور ان شیعہ راویوں میں فرق تھا۔ **قدیم دور میں سب خود کو شیعہ کہلاتے تھے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اثنا عشری شیعہ تھے،** جب آپ جیسے شیعہ پیدا ہوئے تو سب نے شیعہ کہلوانا چھوڑ دیا۔

فضیل بن مرزوق کے نزدیک افضل ابو بکر و عمر:

کریں میموری صاف آپ نے اپنا وقت پورا جو کرنا ہے اور رٹہ بھی ختم کرنا ہے چاہے بات بنے یا نہ بنے۔

اس دور میں شیعہ مذہب باقائدہ گھڑا نہیں گیا تھا۔ اس لئے شیعہ اثناعشریہ کے موجودہ عقائد کے خدوخال کسی کو معلوم ہی نہیں تھے۔

شیعہ مناظر کا مطالبہ: فضیل بن مرزوق کو شیعہ اثناعشریہ ثابت کیا جائے۔

سنی مناظر: مطلب آپ کے نظریے کے مطابق امام جعفر صادق رح شیعہ اثناعشریہ اور رافضی نہیں تھے؟

شیعہ مناظر کی طرف سے مقالات (زبیر علی زئی) سے بدعتی راوی کی روایت کو قبول کرنے کا بچگانہ ضد

سنی مناظر: پتہ بھی ہے میں دیوبندی ہوں اور دلیل ایک غیر مقلد کی دے رہے ہو۔ یہ آپ کی پریشانی کا حال ہے۔

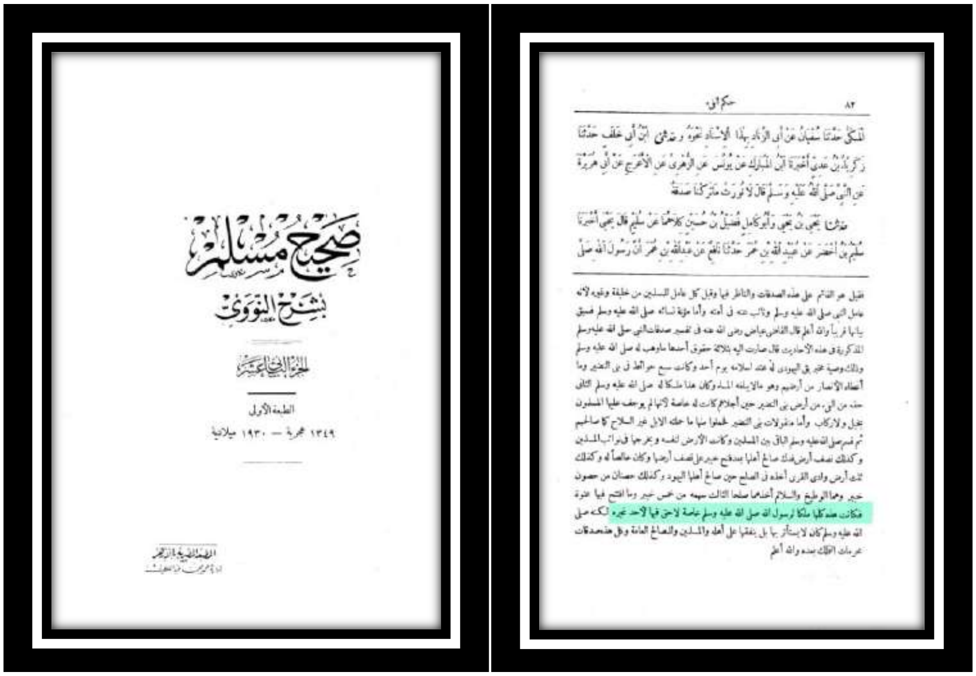

صحیح مسلم
بشرح النووی
الجزء الثانی عشر
الطبعة الأولى
١٣٤٩ هجرية — ١٩٣٠ ميلادية

٨٢ حكم الفيء

المكي حدثنا سفيان عن أبي الزناد بهذا الإسناد نحوه وحدثني ابن أبي خلف حدثنا زكريا بن عدي أخبرنا ابن المبارك عن يونس عن الزهري عن الأعرج عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا نورث ما تركنا صدقة

حدثنا يحيى بن يحيى وأبو كامل فضيل بن حسين كلاهما عن سليم قال يحيى أخبرنا سليم بن أخضر عن عبيد الله بن عمر حدثنا نافع عن عبد الله بن عمر أن رسول الله صلى

[illegible]

فكانت هذه كلها ملكا لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة لا حق فيها لأحد غيره

[illegible]

اس اسکین پر میں نے ایک شیعہ کو اچھا خاصہ رگڑا دیا تھا، اب آپ بھی تیار ہو جاؤ۔

المكي حدثنا سفيان عن أبي الزناد بهذا الاسناد نحوه وحدثني ابن أبي خلف حدثنا زكرياء بن عدي أخبرنا ابن المبارك عن يونس عن الزهري عن الأعرج عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا نورث ما تركنا صدقة

حدثنا يحيى بن يحيى وأبو كامل فضيل بن حسين كلاهما عن سليم قال يحيى أخبرنا سليم بن أخضر عن عبيد الله بن عمر حدثنا نافع عن عبد الله بن عمر أن رسول الله صلى

فقيل هو القائم على هذه الصدقات والناظر فيها وقيل كل عامل للمسلمين من خليفة وغيره لأنه عامل النبي صلى الله عليه وسلم ونائب عنه في أمته وأما مؤنة نسائه صلى الله عليه وسلم فسبق بيانها قريباً والله أعلم قال القاضي عياض رضي الله عنه في تفسير صدقات النبي صلى الله عليه وسلم المذكورة في هذه الأحاديث قال صارت اليه بثلاثة حقوق أحدها ما وهب له صلى الله عليه وسلم وذلك وصية مخيريق اليهودي له عند اسلامه يوم أحد وكانت سبع حوائط في بني النضير وما أعطاه الأنصار من أرضهم وهو ما لا يبلغه الماء وكان هذا ملكا له صلى الله عليه وسلم الثاني حقه من الفيء من أرض بني النضير حين أجلاهم كانت له خاصة لأنها لم يوجف عليها المسلمون بخيل ولا ركاب وأما منقولات بني النضير فحملوا منها ما حملته الابل غير السلاح كما صالحهم ثم قسم صلى الله عليه وسلم الباقي بين المسلمين وكانت الأرض لنفسه ويخرجها في نوائب المسلمين وكذلك نصف أرض فدك صالح أهلها بعد فتح خيبر على نصف أرضها وكان خالصاً له وكذلك ثلث أرض وادي القرى أخذه في الصلح حين صالح أهلها اليهود وكذلك حصنان من حصون خيبر وهما الوطيخ والسلالم أخذهما صلحا الثالث سهمه من خمس خيبر وما افتتح فيها عنوة فكانت هذه كلها ملكا لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة لا حق فيها لأحد غيره لكنه صلى الله عليه وسلم كان لا يستأثر بها بل ينفقها على أهله والمسلمين وللمصالح العامة وكل هذه صدقات محرمات التملك بعده والله أعلم

اس میں رسول اللہ ﷺ کے تین حق مذکور ہیں۔

1۔ ہبہ

2۔ مال فئے

3۔ خمس خیبر

میں نے آسانی کے لئے highlight کر دیا ہے۔

1۔ احدھا ماوھب له ﷺ وذٰلک وصیة......الخ وکان ھذا لمکا له ﷺ۔

ترجمہ۔ ان میں سے پہلا وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کیا گیا، وہ ہبہ رسول اللہ کی ملک ہوا۔

2۔ الثانی حقه من الفئی من ارض بنی النضیر حین اجلاھم الخ...کان خالصا له

ترجمہ۔دوسرا حق مال فئے میں سے تھا جو بنو نضیر سے بغیر قتال کہ رسول اللہ ص کو ملا وہ خالص رسول اللہ ص کا تھا۔

3۔ الثالث سھمه من خمس خیبر وماافتتح فیھا الخ.....فکانت ھذہ کلھا ملکا لرسول اللہ ص خاص

ترجمہ۔ تیسرا خمس خیبر میں سے حصہ اور وہ جس کو فتح کیا، یہ سب رسول اللہ ص کی ملکیت تھی۔

اس میں تین باتیں مذکور ہیں۔

پہلا: ہبہ جو رسول اللہ ﷺ کی ملکیت ہے۔

دوسرا: مال فئے جو رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھا۔

تیسرا: خمس خیبر میں سے رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی خاص نبی کی ذاتی ملکیت ہے۔

یہ ہے اس حوالے کی حقیقت جس کو شیعہ مناظر نے توڑ مروڑ کر پیش کیا۔جناب جن سے آپ حوالے پرسنل میں لے رہے ہو ان سے پہلے پوچھ لیا کریں کہ اس میں لکھا کیا ہے۔

اس حوالے میں نبی کی ملکیت دو چیزوں کو کہا گیا ہے۔ایک ہبہ،دوسرا خمس خیبر، **باقی جو مال فئے ہے۔جس پر ہماری بحث چل رہی ہے، اس کے لیے صرف لفظ خاص آیا ہے نہ کہ ملکیت جس کو اب تک جناب ثابت نہیں کر سکا۔** اب میری موصوف سے گزارش ہے کہ آپ کی آخری ٹرم ہے کوئی نیا حوالہ پیش نہ کیجئے گا۔ آپ نے پہلے بھی اصولوں کی خلاف ورزی کی ہے۔ اب آپ نے صرف میرے استدلال کا جواب دینا ہے اور میرے پیش کیے ہوئے حوالوں پر تبصرہ کرنا ہے۔

گفتگو ختم ہونے کے بعد بھی شیعہ مناظر آخری ٹرم کے بجائے سنی مناظر سے سوالات اور وضاحتیں پوچھتے رہے۔

شیعہ مناظر: فضیل بن مرزوق مطلقا ضعیف راوی ہے؟ یا فقط اس اصول کی بنا پر مخصوص روایت میں ضعیف ہے۔

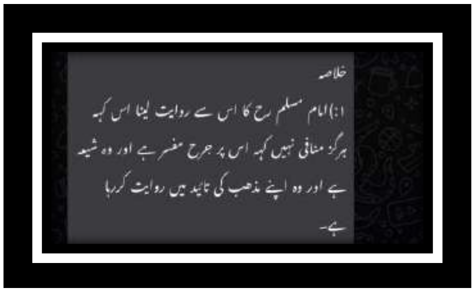

یہاں دو باتیں ہیں۔

1۔ امام مسلم نے ضعیف راوی سے صحیح میں روایت لی؟

2۔ راوی ثقہ ہے اُس اصول کی وجہ سے مخصوص روایات ضعیف ہوں گی؟

سنی مناظر: چلیں تسلی کے لیے جواب دیتا ہوں، ورنہ آگے تم نہیں چل سکوگے، ہر ایک محدث کے حدیث لینے کے اور جرح و تعدیل کے اپنے اصول و ضوابط ہوتے ہیں ۔ مثلا جیسے آپ نے ابن حبان کے بارے میں کہا کہ وہ متساہل / متشدد تھے۔ امام مسلم رح نے فضیل بن مروق سے اپنے اصول و ضوابط کے تحت روایت لی ہے اور ویسے ہی دوسرے محدثین نے اپنے اصول و ضوابط کے تحت اس پر جرح کی ہے۔ **ضروری نہیں کے ایک راوی کو سب محدثین ضعیف کہیں یا سب ثقہ کہیں کیونکہ ایک محدث ایک راوی کو ثقہ کہتا ہے تو دوسرا ضعیف کہتا ہے تو ہر ایک اپنے اصول اور شرائط کے تحت حکم لگاتا ہے۔**

شیعہ مناظر: آپکے بقول جرح مفسر آگئی اب یہ راوی مطلقا مردود ہوگیا ہے؟

سنی مناظر: مطلب ضروری ہے کہ تمام محدثین ایک راوی کے بارے میں ایک ہی رائے رکھیں؟ فضیل بن مرزوق کو سب ضعیف قرار دیں؟

شیعہ مناظر: بقول آپ کے جس راوی پر جرح مفسر ہو وہ مطلقا مردود ہو گیا؟ اس منطق کے مطابق فضیل بن مرزوق کی سب روایات مردود ہو جائیں گی کیونکہ وہ مطلقا سب روایات میں ضعیف ہو گیا۔ جرح مفسر (آپکے بقول جو ہے) وہ تعدیل پر مقدم آگئی۔ اور نتیجہ یہ نکلا یہ راوی بالکل کچرا اور مردود ہے۔

سنی مناظر: چلیں یہ بتائیں۔ کوئی راوی ضعیف کیسے بنتا ہے؟ یعنی راوی پر حکم ضعف کب لاگو ہو گا؟

شیعہ مناظر: جب راوی کی عدالت ساقط ہو جائے، یا اس کا حافظہ خراب ہو جائے۔

سنی مناظر: کسی راوی کے بارے میں یہ نتیجہ کیسے نکلے گا؟ یعنی آپ کے نزدیک عدالت ساقط ہو یا سب کے نزدیک؟

شیعہ مناظر: اس راوی فضیل بن مرزوق کے متعلق کیا حکم ہے؟ مکمل ضعیف ہے، تمام روایات مردود ہیں؟ فائنل بتاؤ۔

سنی مناظر: ایک جارح (محدث) کے نزدیک اپنے اصول وضوابط کے تحت وہ راوی مکمل مردود ہو گا۔ اس محدث کی تحقیق اور اصول وضوابط کے مطابق اگر وہ جرح مفسر ہے۔ **جس محدث نے اس راوی کو ضعیف کہا ہے اس نے اپنے اصول وضوابط کے تحت، اس محدث کے اصول وضوابط دوسرے محدثین پر لاگو نہیں ہونگے۔ کیونکہ ضروری نہیں کہ ایک راوی کو سب محدث ضعیف کہیں یا سب ہی ثقہ کہیں۔ جتنا راوی کے متعلق زیادہ تفصیل ہو گی اتنا کوئی محدث اس کے متعلق اپنی رائے قائم کرے گا، اصول حدیث میں جرح کی اہمیت زیادہ ہے کیونکہ جارح اس راوی کی ایسی باتیں بھی جانتا ہے جو دوسرے تعدیل کرنے والے نہیں جانتے۔**

شیعہ مناظر: پھر کیسے پتا چلے گا راوی ثقہ یا ضعیف؟ جب جرح مفسر رائج ہو گی تو مطلقا راوی ضعیف ہو جائے گا اور تمام مرویات ضعیف ہوں گی۔ جرح مفسر اور جرح مبہم سے کیا مراد ہے؟ جرح مفسر سے مراد وہ وجوہات ہیں جسکی بنیاد پر کسی راوی کو ضعیف کہا جائے۔ جرح مبہم وہ جرح ہے جس میں کوئی وجہ نہ بتائی جائے فقط تضعیف منقول ہو متروک منکر الحدیث جیسی چیزیں کہہ دی ہو۔ میں اس پر دلیل دیتا ہوں۔

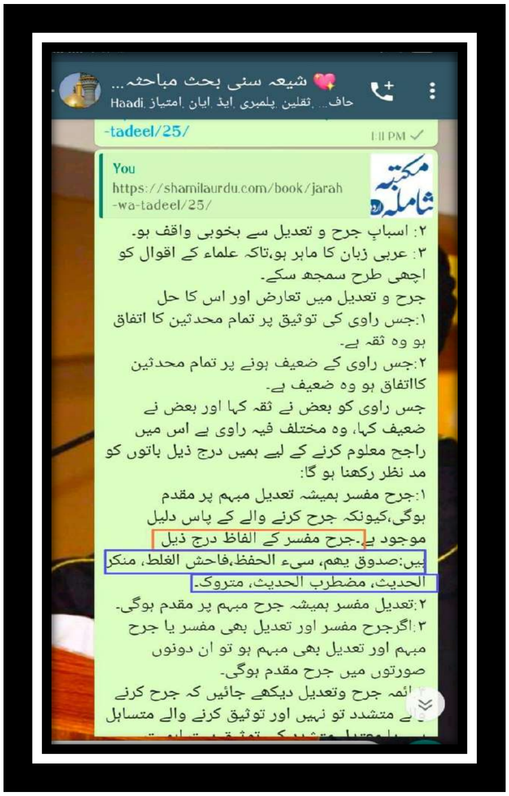

یہ آپ نے ہی پیش کیا ہے۔ جرح مفسر کے لئے یہ الفاظ ہوتے ہیں۔

الزامی جواب

اگر یہ جرح مفسر پر دلالت کرتے ہیں تو امام مسلم نے نعمان بن ثابت ابو حنیفہ پر جرح کرتے ہوئے مضطرب الحدیث کہا ہے۔ لہذا تیرا امام گیا۔

تاريخ مدينة السلام

وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء من غير أهلها ووارديها

تأليف

الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت

الخطيب البغدادي

٣٩٢ - ٤٦٣ هـ

المجلد الخامس عشر

موسى - واصل

٦٩٣٣ - ٧٢٩٧

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

دار الغرب الإسلامي

أخبرنا ابن الفَضْل، قال: أخبرنا عُثمان بن أحمد الدَّقَّاق، قال: حدثنا سَهْل بن أحمد الواسطي، قال: حدثنا أبو حَفْص عَمرو بن عليّ، قال: وأبو حنيفة النعمان بن ثابت صاحبُ الرَّأي ليس بالحافظ مُضطربُ الحديث، واهي الحديث، وصاحبُ هوى.

أخبرنا عبدالعزيز بن أحمد الكَتَّاني، قال: حدثنا عبدالوهاب بن جعفر المَيداني، قال: حدثنا عبدالجبار بن عبدالصمد السُّلَمي، قال: حدثنا القاسم ابن عيسى العَصَّار، قال: حدثنا إبراهيم بن يعقوب الجُوزجاني، قال[١]: أبو حنيفة لا يقنع بحديثه ولا برأيه[٢].

أخبرنا أبو عُمر عبدالواحد بن محمد بن عبدالله بن مهدي البَزَّاز، قال: أخبرنا أبو بكر محمد بن أحمد بن يعقوب بن شَيْبَة، قال: حدثنا جدي، قال: أبو حنيفة النعمان بن ثابت صدوقٌ ضعيفُ الحديث.

أخبرنا أبو حازم العَبْدُويي، قال: سمعتُ محمد بن عبدالله الجَوْزَقي يقول: قُرِىء على مكي بن عَبْدان وأنا أسمع، قيل له: سمعتَ مُسلم بن الحجَّاج يقول[٣]: أبو حنيفة النعمان بن ثابت صاحبُ الرَّأي مُضطربُ الحديث، ليسَ له كبيرُ حديث صحيح.

أخبرنا البَرْقاني، قال: أخبرنا أحمد بن سعيد بن سعد، قال: حدثنا عبدالكريم بن أحمد بن شُعيب النَّسائي، قال: حدثنا أبي، قال[٤]: أبو حنيفة النعمان بن ثابت كوفي ليس بالقوي في الحديث.

أخبرنا القاضي أبو العلاء محمد بن عليّ الواسطي، قال: أخبرنا محمد ابن أحمد بن محمد المُفيد، قال: حدثنا محمد بن مُعاذ أبو جعفر الهَرَوي[٥]،

---

(١) أحوال الرجال (٩٥).

(٢) في م: «لا تتبع لحديثه ولا رأيه»، وهو تحريف، وما هنا من النسخ، وهو الذي في المطبوع من أحوال الرجال للجوزجاني.

(٣) الكنى، الورقة ٣٠.

(٤) الضعفاء والمتروكون (٦١٤).

(٥) في م: «الفروي»، وهو تحريف.

٥٨٢

امام مسلم کہتے ہیں ابو حنیفہ مضطرب الحدیث تھا اور اسکی احادیث صحیح نہیں ہیں، عمرو بن علی نے بھی اسکو مضطرب الحدیث کہا ہے۔ اگر یہ جرح مفسر ہے تو گیا تیرا امام۔

منکر الحدیث کہنا جرح مفسر نہیں۔

امام علاء الدین الحنفی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں **"ائمہ حدیث جو طعن کرتے ہیں راویوں پر اُن میں جرح مبہم کو قبول نہیں کیا جائے گا۔** آگے الفاظ بیان کرتے ہیں جیسے **"اگر کوئی کہے حدیث غیر ثابت ہے، منکر ہے، متروک ہے، ذاھب الحدیث، یا مجروح ہے" یہ سب جرح مبہم ہے۔**

١٠٦ باب الطّعن يلحق الحديث من قبل غير رَاويه

ومثال القسم الآخَر ما روي عن ابي موسى الاشعري انه لم يعمل بحديث الوُضوء على من قهقه في الصلاة ولم تكن جرحاً لان ذلك من الحوادث النادرة فاحتمَل الخفاء. وأما الطعن من أئمة الحديث فلا يُقبل مجملاً لان العدالة في

انقلبت تلك الرخصة عزيمة وهاهنا ليس في العزيمة تخفيف وفي الرخصة نوع تخفيف فانقلبت عزيمة.

قوله: (ومثال القسْم الآخَر) اي نظير القسم الآخر وهو ما يكون من جنس ما يحتمل الخفاء على الراوي. ما روي عن ابي موسى الاشعري رضي الله عنه انه لم يعمل بحديث القُهْقَهة وهو ما رَوى زيد بن خالد الجهني رضي الله عنه قال كان النبي ﷺ يُصلي باصحابه إذ اقبل اعمى فوقع في بئر او زبية فضحك بعض القوم فلما فرغ عليه السلام قال: «من ضحك منكم قهقهة فليُعِد الوُضوء والصلاة» ثم لم يوجب ما ذكر عن ابي موسى إن ثبت جرحاً في الحديث لان ما رواه زَيد من الحوادث النادرة فاحتمل الخفاء على ابي موسى فلذلك لم يعمل به. على انا لا نسلم انه لم يعمل به فإنه قد اشتهر عن ابي العالية رواية هذا الحديث مُسنداً ومرسلاً عن ابي موسى كذا في «الاسرار» ولم يُنقل عن احد من الثقاة انه ترك العمل به فالظاهر ان ما ذكروه غير ثابت.

ثم في هذا القسم لم يخرج الحديث عن كونه حجة لان الحديث الصحيح واجب العمل به فلا يترك العمل به بمخالفة بعض الصحابة إذا امكن الحمْل على وجه حَسن وقد امكن هاهنا بان يقال إنما عمل او افتى بخلافه لانه خفي عليه النص ولو بلغه لرجع إليه فالواجب على من بلغه الحديث بطريق صحيح ان يُعمل به.

قوله: (وأما الطعن من أئمة الحديث فلا يُقبل مجملاً) اي مبهماً بان يقول هذا الحديث غير ثابت او منكر او فلان متروك الحديث او ذاهب الحديث او مجروح او ليس بعدل من غير ان يذكر سَبب الطعن وهو مَذهب عامة الفقهاء والمحدثين. وذهب القاضي ابو بكر الباقلاني وجماعة إلى ان الجَرْح المطلق مَقبول لان الجارح إن لم يكن بصيراً باسباب الجرح فلا يصلح للتزكية وإن كان بصيراً بها فلا معنى لاشتراط بيان السبب إذ الغالب مع عدالته وبصيرته انه ما اخبر إلا وهو صادق في مقاله واختلاف الناس في اسباب الجرح وإن كان ثابتاً إلا ان الظاهر من حال العدل البصير باسباب الجرح ان يكون عارفاً بمواقع الخلاف في ذلك فلا يطلق الجرح إلا في صورة علم الوفاق عليها وإلا كان مُدلِّساً مُلبساً بما يوهم الجرح على من لا يعتقده وهو خلاف مقتضى العدالة. الا ترى ان التعديل المطلق مقبول؟ بان قال المعدل هو عدل او ثقة او مقبول الحديث او مقبول الشهادة فكذا الجرح المطلق. ولعامَّة العلماء ان العدالة ثابتة لكل مُسلم باعتبار العقل والدِّين

كشف الأسرار

عن أصول فخر الإسلام البزدوي

تأليف

الإمام علاء الدين عبد العزيز بن أحمد البخاري

المتوفى سنة ٧٣٠هـ

وضع حواشيه

عبد الله محمود محمد عمر

الجزء الثالث

منشورات محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

منکر الحدیث ہونا جرح مفسر نہیں، یہ سب جرح مبہم ہے۔

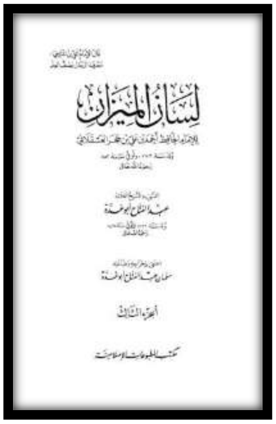

وعن أبي القاسم المذكِّر قال: لو كان الحسين بن الفضل في بني إسرائيل لكان من عجائبهم. قال: وسمعت أبا عبد الله محمد بن يعقوب يقول: ما رأيت أفصح لساناً منه.

ثم أسند أنه كان يصلّي في اليوم والليلة ست مئة ركعة، ثم ساق عنه أشياء نفيسة من التفاسير. وفي آخر ذلك أنه قال: مَنْ سُئل عن مسألة فيها أثَرٌ عن النبي صلّى الله عليه وسلّم فعليه أن يجيب بجوابه، ولا يلتفت إلى مَنْ خالف ذلك من قياس أو استحسان، فإن السُّنة لا تُعارَض بشيء من ذلك.

ثم قال: ذِكرُ شيء من أفراده وغرائب حديثه، فساق له خمسة عشر حديثاً، ليس فيها حديث مما ينكر، يكون سنده نظيفاً، حتى يُلْزَق الوَهَم بالحسين، بل لا بد فيه من راو ضعيف غيره، فلو كان كلُّ مَنْ روى شيئاً منكراً استحق أن يُذكر في الضعفاء، لما سَلِم من المحدِّثين أحد، لا سيما المكثِرُ منهم، فكان الأولى أن لا يذكر هذا الرجلُ لجلالته، والله أعلم.

٢٥٩٤ ــ الحسين بن فَهْم[1]، صاحب محمد بن سَعْد. قال الحاكم: ليس بالقوي.

وقال الخطيب: الحسين بن محمد بن عبد الرحمن بن فَهْم بن مُحرِز. سمع محمد بن سلام الجُمَحي، ويحيى بن معين، وخلف بن هشام، وطائفة. وعنه إسماعيل بن الخُطبي، وأحمد بن كامل، وأبو علي الطُّومَاري وآخرون.

٢٥٩٤ ــ الميزان ١:٥٤٥، سؤالات الحاكم ١١٣، تاريخ بغداد ٨:٩٢، الإكمال ٧:٧٥، المنتظم ٦:٣٦، التقييد ١:٣٠٤، السير ١٣:٤٢٧، العبر ٢:٨٩، تذكرة الحفاظ ٢:٦٨٠، المغني ١:١٧٤، ذيل الديوان ٢٩، البداية والنهاية ١١:٩٥، شذرات الذهب ٢:٢٠١.

(١) (فهم) ضبطه ابن ماكولا: بسكون الهاء. وأورد الخطيب في «تاريخه» ٨:٩٣ قصة في تسميته (فَهُمْ) بضم الهاء، أخذاً من قوله تعالى (... فَهُمْ لا يعلمون...).

" جو بھی روایت منکر کو ذکر کرے اسکے نام کو ضعیف راویوں میں ذکر کیا جائے تو اس صورت میں محدثین میں سے کوئی بھی سالم و صحیح نہیں بچے گا"

امام بخاری کا منکر الحدیث راویوں سے نقل کرنا دلیل ہے کہ منکر الحدیث مفسر کلام نہیں۔

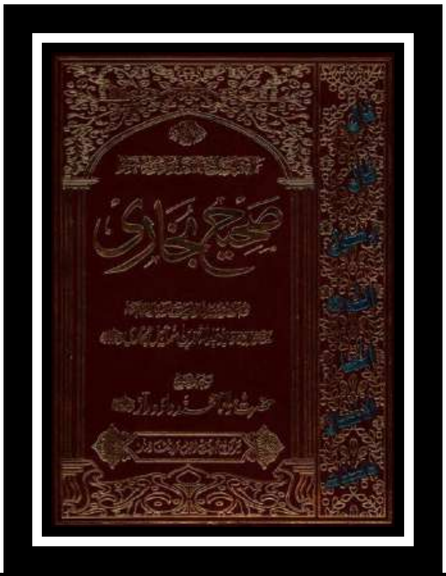

مَا هُمْ)). وَقَالَ : ((مَكَانَكَ)). وَتَقَدَّمَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَسَمِعْتُ صَوْتًا، فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ، ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ : مَكَانَكَ حَتَّى آتِيَكَ. فَلَمَّا جَاءَ قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ ، الَّذِي سَمِعْتُ - أَوْ قَالَ : الصَّوْتُ الَّذِي سَمِعْتُ - قَالَ: ((وَهَلْ سَمِعْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. قُلْتُ: وَإِنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ : نَعَمْ)). [راجع: ۱۲۳۷]

ایسے لوگوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا یہیں ٹھہرے رہو۔ اور آپ تھوڑی دور آگے کی طرف بڑھے۔ میں نے کچھ آواز سنی۔ (جیسے آپ کسی سے باتیں کر رہے ہوں) میں نے چاہا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ لیکن پھر آپ کا فرمان یاد آیا کہ "یہیں اس وقت تک ٹھہرے رہنا جب تک میں نہ آ جاؤں۔" اس کے بعد جب آپ تشریف لائے تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! ابھی میں نے کچھ سنا تھا' یا (راوی نے یہ کہا کہ) میں نے کوئی آواز سنی تھی۔ آپ نے فرمایا' تم نے بھی سنا! میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور کہہ گئے ہیں کہ تمہاری امت کا جو شخص بھی اس حالت میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو' تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ میں نے پوچھا کہ اگرچہ وہ اس طرح (کے گناہ) کرتا رہا ہو۔ تو آپ نے کہا کہ ہاں۔

۲۳۸۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا يَسُرُّنِي أَنْ يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ، إِلَّا شَيْءٌ أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ)) رَوَاهُ صَالِحٌ وَعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ))
[طرفاه في : ٦٤٤٥، ٧٢٢٨].

(۲۳۸۹) ہم سے احمد بن شبیب بن سعید نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' ان سے یونس نے کہ ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تب بھی مجھے یہ پسند نہیں کہ تین دن گذر جائیں اور اس (سونے) کا کوئی بھی حصہ میرے پاس رہ جائے۔ سوا اس کے جو میں کسی قرض کے دینے کے لئے رکھ چھوڑوں۔ اس کی روایت صالح اور عقیل نے زہری سے کی ہے۔

تشریح: باب کا مطلب اس فقرے سے نکلا ہے۔ مگر وہ دینار تو رہے جس کو میں نے قرضہ ادا کرنے کے لئے رکھ لیا ہو۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرض ادا کرنے کی فکر ہر شخص کو کرنا چاہئے۔ اور اس کا ادا کرنا خیرات کرنے پر مقدم ہے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ خیرات کرنے کے لئے کوئی شخص بلا ضرورت قرض لے تو جائز ہے یا نہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ ادا کرنے کی نیت ہو تو جائز ہے' بلکہ ثواب ہے۔ عبداللہ بن جعفر بے ضرورت قرض لیا کرتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا' انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اللہ قرض دار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ وہ اپنا قرض ادا کرے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ میرے ساتھ رہے اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ جو شخص نیک کاموں میں خرچ کرنے کی وجہ سے قرض دار ہو جائے تو پروردگار اس کا قرض غیب سے ادا کرا دیتا ہے۔ مگر ایسی کیمیا صفت شخصیتیں آج کل نایاب ہیں۔ بہ حالات موجودہ قرض کسی حال میں بھی اچھا نہیں ہے۔ یوں مجبوری میں سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ مگر

احمد بن شبیب منکر الحدیث ہے لیکن امام بخاری نے اس سے صحیح میں روایت لی، جو کہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ مفسر کلام نہیں ہے۔

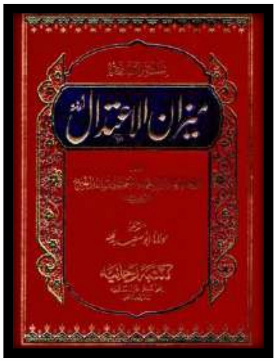

میزان الاعتدال (اردو) جلد اول ۱۶۲

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

النوم خدر، والغشیان حدث،

"نیند ایک پردہ ہے اور بے ہوشی حدث (بے وضو کرنے کا باعث) ہے"۔

یہ دونوں روایات موضوع (گھڑی ہوئی) ہیں۔

۴۰۱-احمد بن ابی سلیمان قواریری

انہوں نے حماد بن سلمہ اور قدیم راویان حدیث سے روایات نقل کی ہیں۔

ازدی اور دیگر حضرات نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے اس لیے اس سے خوش نہیں ہوا جا سکتا۔

یہ 260ھ کے بعد بھی زندہ تھا۔

ان سے محمد بن مخلد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "ضعیف" ہے۔

۴۰۲-احمد بن سہیل واسطی

انہوں نے یزید بن ہارون سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو احمد حاکم کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں کچھ منکر روایات ہیں۔

۴۰۳-احمد بن شعیب بن سعید

یہ صدوق راویوں میں سے ہیں اور انہوں نے اپنے والد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے:

الحلال بین والحرام بین

"حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے"۔

شیخ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "منکر الحدیث" ہے اور ناپسندیدہ ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابو حاتم نے انہیں "ثقہ" قرار دیا ہے۔

۴۰۴-(صح) احمد بن شیبان الرملی،

یہ سفیان بن عیینہ کے شاگرد ہیں اور یہ "صدوق" ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ غلطی کرتے ہیں' لیکن صدوق راوی بھی غلطی کر جاتے ہیں۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں "ثقہ" قرار دیا ہے۔

شیعہ مناظر: تم جیسے جاہلوں کا کیا تعلق جرح و تعدیل سے۔ علماء کا عمل کچھ اور ہوتا ہے اور دلیل عمل سے پکڑتے ہیں، اس طرح تو عکرمہ بخاری کا راوی ہے اور اس پر کذاب کی جرح ہے، اب کیا کروگے؟ قارئین! یہ بندہ اتنا جاہل ہے کہ ابن حبان کے تساہل پر حوالے دے رہا ہے۔ ابن حبان پر توثیق کرنے پر تساہل کا الزام ہے۔ اور ہمارا کلام ابن حبان کی **جرح** پر ہے اُسکی توثیق میں تساہل تھا یا نہیں اس سے ہمارا کیا واسطہ ؟؟؟؟؟ اس بیوقوف کو خود نہیں معلوم یہ کیا بھیجتا ہے۔ بس جو پیچھے سے آتا ہے، یہاں بھیج دیتا ہے جاہل۔ **شیعہ مناظر کا ادب و اخلاق ملاحظہ فرمائیں۔**

شیعہ مناظر: ابن حبان متشدد ہیں۔ ابن حبان جرح کرنے میں متشدد ہیں ثقہ راویوں پر بھی جرح کر دیتے ہیں ۔

کتاب: جرح وتعدیل - صفحہ 111

میں متساہل ہیں ؟

یہ بات علامہ عبدالحیء لکھنوی حنفی رحمہ اللہ نے لکھی ہے کہ امام ابن حبان جرح میں متشدد اور توثیق میں متساہل ہیں۔[2] امام ذہبی نے ایک جگہ کہا: فاما ابن حبان فاسرف واجترأ۔[3] ایک جگہ لکھتے ہیں: وأما ابن حبان فانہ غساف قصاب۔[4]

اسی طرح حافظ ابن حجر نے بھی بعض مقامات پر امام ابن حبان کی سختی کا ذکر کیا ہے۔

[1] الثقات:٦-٢٠٣ نیز دیگر مثالیں دیکھنے کے لیے رجوع کریں۔ الثقات:٧-٨،٣٣٥-٨،٣٥-٩،٣٦٢-١٨٧.

[2] الرفع والتکمیل ص:٢٦٣.

[3] میزان:٣-٣٥٠.

[4] میزان:٥-٥٩.

کتاب: جرح وتعدیل - صفحہ 25

٣: اگر جرح مفسر اور تعدیل بھی مفسر یا جرح مبہم اور تعدیل بھی مبہم ہو تو ان دونوں صورتوں میں جرح مقدم ہوگی۔

٤: ائمہ جرح وتعدیل دیکھے جائیں کہ جرح کرنے والے متشدد تو نہیں اور توثیق کرنے والے متساہل ہیں یا معتدل۔ متشدد کی توثیق بہت اہمیت رکھتی ہے اور متشدد کی جرح دوسرے محدثین کے اقوال دیکھے بغیر نہیں لینی چاہیے۔ متساہل کی توثیق سے دور رہنا چاہیے۔

تنبیہ: بعض لوگوں کا قول "جس پر اختلاف ہو اور تطبیق و توفیق ممکن نہ ہو تو ہمیشہ محدثین کی اکثریت کو ترجیح دی جاتی ہے" یہ بات درست نہیں ہے۔

اگر کسی راوی پر ایک ہی امام کے اقوال میں تعارض

شیعہ مناظر: ابن حبان کی جرح اُس صورت میں قبول ہو گی جب کوئی اور متقدمین ایک راوی پر وہی جرح کرے گا جو ابن حبان نے کی۔ یعنی ابن حبان اُس جرح میں انفرادی حیثیت نہ رکھتا ہو۔ لہذا سنی مناظر کو چیلنج ہے دکھائے کسی اور بندے نے فضیل بن مرزق کو منکر الحدیث کہا ہو۔

امام نسائی کی جرح: امام نسائی کی جرح مبہم ہے۔

فقط ضعیف کہا ہے کوئی وجہ بیان نہیں کی ہے۔ احناف کے ہاں جرح مبہم مطلقا مقبول نہیں ہوتی۔ یہ دیکھیں

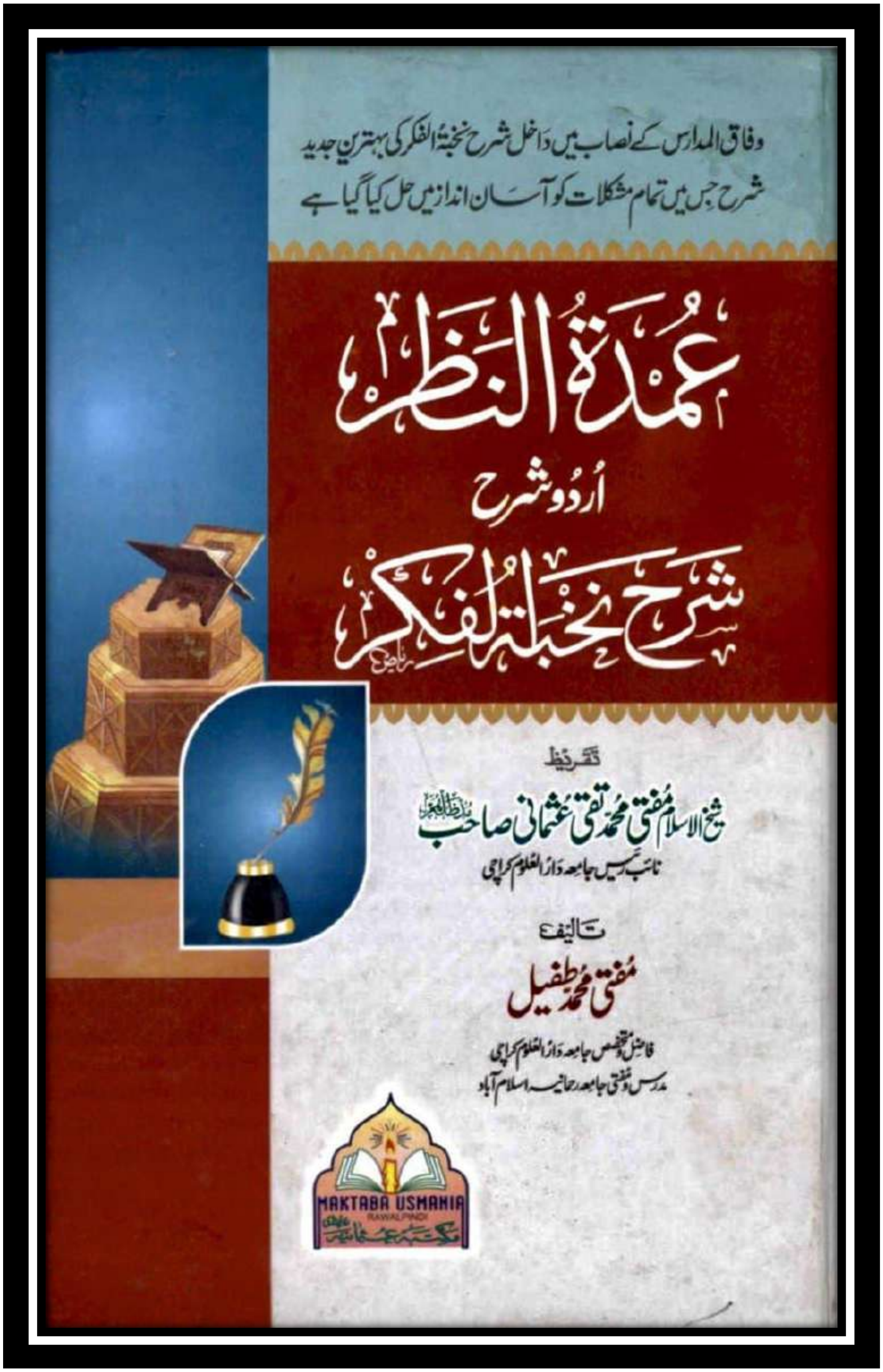

۲)......دوسری صورت : یہ ہے کہ ایک راوی کی جرح بھی کی گئی ہے اور تعدیل بھی کی گئی ہے مگر جس ناقد نے جرح کی ہے وہ اسباب جرح سے واقفیت نہیں رکھتا یا واقفیت تو رکھتا ہے لیکن جرح مبہم بیان کی ہے تفسیر و تفصیل نہیں کی تو ایسی صورت میں تعدیل کے مقابلہ میں جرح راجح نہیں ہوگی بلکہ تعدیل راجح ہوگی۔

۳)......تیسری صورت : یہ ہے کہ کسی ایسے راوی کی جرح مبہم کی گئی ہے جو ثبوت تعدیل سے خالی ہے یعنی اس کی تعدیل نہیں کی گئی تو ایسی جرح مقبول ہے یا نہیں؟ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اگر عالم ناقد اسباب جرح سے واقف ہو تو اس صورت میں قول مختار یہ ہے کہ جرح قبول کی جائے گی البتہ علامہ ابن صلاح نے ایسے راوی کو ''مجروح'' سمجھنے میں توقف کا اظہار کیا ہے

جرح مبہم کی قبولیت میں علماء احناف کا مذہب:

اس تیسری صورت میں حافظ ابن حجر کا یہ کہنا کہ قول مختار کے مطابق ''جرح مبہم'' قابل قبول ہے یہ محل نظر ہے کیونکہ اس صورت میں اکثر محدثین اور علماء احناف کے نزدیک ''جرح مبہم' قابل قبول نہیں چنانچہ خطیب بغدادی نے الکفایہ میں، علامہ نووی نے المنہاج شرح مسلم بن الحجاج میں، علامہ اکرم سندھی نے امعان النظر میں، علامہ نسفی نے المنار میں جرح مبہم کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ جرح مفسر ہی معتبر ہے جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں۔ علامہ بدرالدین عینی

عمدۃ النظر ....

اور علامہ زاہد الکوثری سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

۴۱۸

☆☆☆☆......☆☆☆☆

(فَصْلٌ : وَ) مِنَ الْمُهِمِّ فِیْ هٰذَا الْفَنِّ (مَعْرِفَةُ كُنٰى الْمُسَمَّيْنَ) مِمَّنِ اشْتَهَرَ بِاِسْمِهٖ وَلَهٗ كُنْيَةٌ لَايُؤْمَنُ اَنْ يَأْتِيَ فِیْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ مُكَنِّيًا لِئَلَّا يُظَنَّ اَنَّهٗ آخَرَ (وَ) مَعْرِفَةُ (أَسْمَاءِ الْمُكَنِّيْنَ) وَهُوَ عَكْسُ الَّذِیْ قَبْلَهٗ (وَ) مَعْرِفَةُ (مَنْ اِسْمُهٗ كُنْيَتُهٗ) وَهُمْ قَلِيْلٌ (وَ) مَعْرِفَةُ (مَنِ اخْتُلِفَ فِیْ كُنْيَتِهٖ) وَهُوَ كَثِيْرٌ (وَ) مَعْرِفَةُ (مَنْ كَثُرَتْ كُنَاهُ) كَابْنِ جُرَيْجٍ لَهٗ كُنْيَتَانِ اَبُوالْوَلِيْدِ وَاَبُوْخَالِدٍ (أَوْ) كَثُرَتْ (نُعُوْتُهٗ) وَاَلْقَابُهٗ.

لہذا امام نسائی کی جرح ردی کی ٹوکری میں، کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے یہ کتنا جاہل انسان ہے اسکو خود پتہ نہیں ہوتا کہ یہ کیا بھیج رہا ہے، اس میں لکھا کیا ہے۔ یقین نہیں آتا تو خود دیکھیں۔

شیعہ مناظر: امام بخاری نے کب کہا فضیل منکر الحدیث ہے؟ فضول میں اسکین بھیج رہے ہیں! نہ کوئی لینا نہ کوئی دینا ۔ عجیب جہالت ہے۔ ناصبی عبد السلام چیلنج ہے، ثابت کر بخاری نے فضیل بن مرزوق کو منکر الحدیث کہا ہو۔ لہذا فضیل پر کوئی جرح مفسر ثابت ہی نہیں اسی وجہ سے امام مسلم نے اس سے روایت نقل کی ہیں۔ اس جاہل کو یہ بھی نہیں پتا۔ میزان الاعتدال میں ذہبی نے سب کے اقوال جمع کر دیئے ہیں۔ ذہبی نے بھی دیکھا تھا ابن حبان نے کیا کہا ہے پھر بھی فائنل حکم **ثقہ** کا لگایا۔ کہہ دو امام ذہبی جاہل تھا۔

فضیل کی روایات پر محققین کی طرف سے صحت کا حکم لگانا

امام مسلم نے 2 جگہ فضیل سے روایت لی ہے۔

حدثنا حدثنا إسحاق بن إبراهيم الحنظلي ، اخبرنا يحيى ابن آدم ، حدثنا **الفضيل بن مرزوق** ، عن شقيق بن عقبة ، عن البراء بن عازب ، قال: نزلت هذه الآية: حافظوا على الصلوات وصلاة العصر ، فقرأناها ما شاء الله، ثم نسخها الله، فنزلت " حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى سورة البقرة آية 238 "، فقال رجل، كان جالسا عند شقيق له: هي إذا صلاة العصر ؟ فقال البراء: قد اخبرتك كيف نزلت، وكيف نسخها الله، والله اعلم

اسکو شرم آنی چاہیئے مسلم کے راوی پر جرح کرتے ہوئے۔ شاہ ولی اللہ کے نزدیک صحیحین کی صحت میں شک کرنے والا بدعتی ہے۔ مبارک ہو فضیل بدعتی ثابت نہیں ہوا بلکہ عبد السلام بدعتی ثابت ہو گیا۔

شعیب الارنووط کے نزدیک فضیل کی روایات حسن ہیں

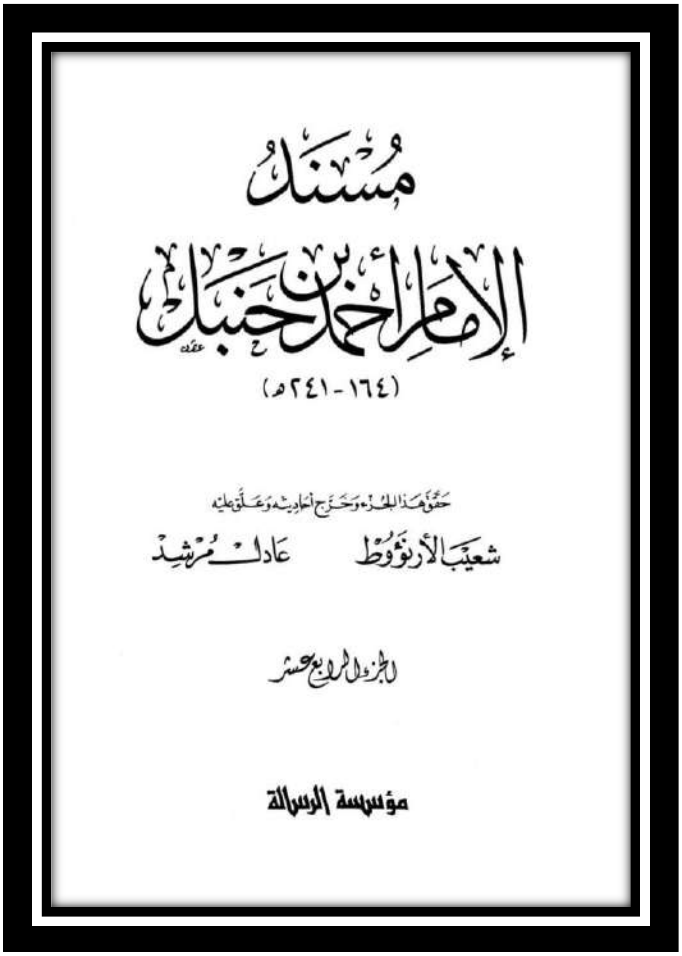

عن أبي هريرة، قال: عَطَسَ رجلانِ عند النبي ﷺ، أحدُهما أشرَفُ من الآخر، فعَطَسَ الشريفُ فلم يَحْمَدِ الله، فلم يُشَمِّتْهُ النبيُّ ﷺ، وعَطَسَ الآخَرُ فحَمِدَ الله، فشمَّتَه النبي ﷺ، قال: فقال الشَّريفُ: عَطَسْتُ عندكَ فلم تُشَمِّتْني، وعَطَسَ هٰذا عندَكَ فشَمَّتَّه! فقال: «إنَّ هٰذا ذَكَرَ الله فذَكَرْتُه، وإنَّكَ نَسِيتَ الله فَنَسِيتُكَ»[1].

٨٣٤٧ ـ حدثنا رَوْح، حدثنا شُعْبة، عن سِمَاك بنِ حَرْب، عن مالك بن ظالمٍ، قال:

سمعتُ أبا هريرة يُحَدِّثُ مروانَ بن الحَكَم، قال: سمعت رسول الله ﷺ أبا القاسم الصادقَ المَصْدوقَ، يقول: «هَلاكُ أُمَّتي على رُؤُوسِ غِلْمةٍ أُمراءَ سُفَهاءَ مِن قُرَيشٍ»[2].

٨٣٤٨ ـ حدثنا أبو النَّضْر، حدثنا الفُضَيل بن مَرْزُوق، عن عَدِي بن ثابتٍ، عن أبي حازم

---

(١) إسناده حسن كسابقه.

وأخرجه البخاري في «الأدب المفرد» (٩٣٢) من طريق ربعي، بهٰذا الإسناد.

وأخرجه أيضاً بنحوه (٩٣٠) من طريق يزيد بن كيسان، عن أبي حازم، عن أبي هريرة.

وفي الباب عن أنس، سيأتي ٣/١٠٠.

وفي تشميت العاطس، انظر ما سلف برقم (٨٢٧١).

(٢) حديث صحيح، وهٰذا إسناد ضعيف لجهالة مالك بن ظالم، وقد سلف الكلام على هٰذا الحديث برقم (٧٨٧١). =

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: «أيُّها النَّاسُ، إنَّ الله طَيِّبٌ لا يَقْبَلُ إلاَّ طَيِّباً(١)، وإنَّ الله أمَرَ المُؤْمِنينَ بما أمَرَ به المُرسَلِينَ، فقال: ﴿يا أيُّها الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّباتِ واعْمَلُوا صالِحاً إنِّي بما تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ [المؤمنون: ٥١]، وقال: ﴿يا أيُّها الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّباتِ ما رَزَقْناكُم﴾ [البقرة: ٥٧]، ثمَّ ذَكَرَ(٢) «الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ، أشْعَثَ أغْبَرَ، ثُمَّ يَمُدُّ يَدَهُ(٣) إلى السَّماءِ: يا رَبِّ، يا رَبِّ، ومَطْعَمُه حَرامٌ، ومَشْرَبُه حَرامٌ، ومَلْبَسُهُ حَرامٌ، وغُذِيَ بالحَرامِ، فأنَّى يُسْتَجابُ لِذٰلكَ؟!»(٤).

= روح: هو ابن عبادة القيسي.

(١) في (ظ٣): الطَّيِّب.

(٢) قوله: «ثم ذكر» هذه الجملة من كلام راوي الحديث، وهو أبو هريرة كما جاء مُبيَّناً في رواية البخاري في «رفع اليدين»، والضمير فيه يعود للنبي ﷺ، ويجوز في «الرجل» الرفع على أنه مبتدأ مذكور على وجه الحكاية من لفظ النبي ﷺ، أو النصبُ على أنه مفعول «ذكرَ».

(٣) في (م) وحدها: يديه.

(٤) إسناده حسن، فضيل بن مرزوق - وإن روى له مسلم - صدوق حسن الحديث، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين. أبو النضر: هو هاشم بن القاسم، وأبو حازم: هو سلمان الأشجعي.

وأخرجه الدارمي (٢٧١٧)، والبخاري في «رفع اليدين» (٩٤)، والترمذي (٢٩٨٩)، والبيهقي ٣/٣٤٦ من طريق أبي نعيم الفضل بن دكين، ومسلم (١٠١٥)، والبيهقي ٣/٣٤٦ من طريق أبي أسامة حماد بن أسامة، كلاهما عن الفضيل بن مرزوق، بهذا الإسناد. رواية البخاري مختصرة، وقال الترمذي: حسن =

٩٠

لہذا واضح ہوا فضیل بالکل ثقہ راوی ہے۔ میں نے فضیل کو سنی المذہب ثابت کیا اور یہ بھی ثابت کیا کہ اُس میں کوئی بدعت نہیں تھی۔ اس نے جواب تک نہ دیا اُسکا، سب کھا گیا۔ لے آ جا پھر موڈ میں ہوں احناف کی کتاب سے دلیل دیتا ہوں۔ راوی بدعتی بھی ہو تو روایت قبول ہوتی ہے۔

امام سخاوی فتح المغیث میں لکھتے ہیں

" خطیب نے کہا؛ یہ مذہب ہے کہ بدعتی کی روایت ہے وہ بھلے داعی ہو یا غیر داعی ہو بس جھوٹ نہ بولتا ہے (ثقہ ہو) امام ابیٰ لیلی، سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ، امام حکم نے مدخل میں فرمایا اکثر ائمہ کا یہی عقیدہ تھا، امام فخر الدین رازی نے محصول میں کہا یہی حق ہے"

(فتح المغیث ج2 ص66)

راوی فقط ثقہ ہو باقی جو بھی ہو روایت قبول ہو گی۔

شیعہ مناظر:

گفتگو کا خلاصہ:

1۔ ہم نے ثابت کیا فدک ملکیت رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تھا۔(اس پر حدیث پیش کی، تقی عثمان پیش کی، بدائع صنائع پیش کی، امام نووی کی شرح پیش کی۔)

2۔ فدک رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ہبہ کر دیا۔ (حسن درجے کی روایت دی)

3۔ شہزادی س سے گواہ مانگے اُنکو رد کر دیا، حق نہیں دیا۔

4۔ فضیل بن مرزوق کی مکمل تعدیل کی، اس پر کی گئی جرح کا رد کیا۔

5۔ فضیل بن مرزوق کو سنی المذہب ثابت کیا۔

6۔ بدعتی کی روایت کا بھی رد کیا۔

سنی مناظر کسی بھی چیز کا جواب نہیں دے سکا۔ بری طرح ذلیل ہوا ہے۔

سنی مناظر: آپ نے اپنے آخری ٹرم ایک بار پھر نئے حوالے پیش کر کے اصول مناظرہ کی واضح خلاف ورزی کی ہے۔

دعویٰ کبھی اثباتاً ہوتا ہے، جیسے کوئی غیر مقلد کہے فاتحہ خلف الامام "فرض" ہے اور کبھی نفیاً ہوتا ہے، جیسے کوئی غیر مقلد کہے کہ مقتدی کی نماز امام کے پیچھے بغیر فاتحہ کے نہیں ہوتی۔

فائدہ نمبر ۳:

مدعی نے چونکہ اپنا دعویٰ ثابت کرنا ہوتا ہے اس لئے پہلی ٹرم (نشست) مدعی کی ہوتی ہے اور مدعی نے چونکہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کی ذمہ داری لی ہے اس لئے مناظرہ میں آخری ٹرم بھی مدعی کی ہوتی ہے۔

فائدہ نمبر ۴:

آخری ٹرم میں مدعی کوئی نئی دلیل پیش نہیں کر سکتا، البتہ یہ بیان کر سکتا ہے کہ اس نے کس کس دلیل سے اور کیسے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا ہے۔

6۔ ثبوت مناظرہ:

1: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔

(سورۃ البقرۃ:257)

ترجمہ: (اے نبی!) کیا آپ نے اس کو بھی دیکھا کہ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب کے معاملہ میں حجت کی تھی اس غرور میں آکر کہ اس کو خدا نے سلطنت دی تھی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے کہ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اس نے کہا میں بھی تو زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ حضرت

www.ahnafmedia.com

ایک تو اصول کی خلاف ورزی کی ،اور پھر بغیر پوچھے گروپ کھولنے کی بات بھی کر رہے ہو۔

آپ نے الزامی جواب دے کر ایک اور غلطی کی ہے۔دوران مناظرہ پہلے تحقیقی جواب دینا ہوتا ہے،اس کے بعد الزامی جواب دیا جاتا ہے۔

شرط نمبر 10 بھی پہلے سے طئے کی گئی تھی کہ جب تک زیر بحث دلیل کا رد نہ کیا جائے الزامی جواب نہیں دیا جائے گا۔

آپ نے موضوع سے ہٹ کر دلائل کیوں دیئے ہیں؟ میں دوبارہ محدثین کا طریقہ کار سمجھاتا ہوں۔

امام بخاری رح نے حبیب بن سالم کے بارے میں کہا ہے کہ فیہ نظر

كتاب

التاريخ الكبير

تأليف

الحافظ النقاد شيخ الاسلام جبل الحفظ وإمام الدنيا
أبي عبد الله محمد اسماعيل بن ابراهيم الجعفي البخاري
المتوفي سنة ٢٥٦ هجرية - ٨٦٩ ميلادية

التاريخ الكبير ٣١٨ ق ٢ - ج ١

٢٦٠٥ - حبيب بن زيد الأنصارى (١)، روى عنه شريك، وقال شعيب بن حرب عن شعبة: جده الذى ارى الأذان، المدينى •

باب السين

٢٦٠٦ - حبيب بن سالم مولى النعمان بن بشير الأنصارى، عن النعمان، روى عنه ابو بشر و بشير بن ثابت و محمد بن المنتشر و خالد ابن عرفطة و إبراهيم بن مهاجر، و هو كاتب النعمان، فيه نظر •

٢٦٠٧ - حبيب بن سبيعة، قال موسى بن اسماعيل: حدثنا حماد ابن سلمة عن ثابت عن حبيب بن سبيعة عن رجل حدثه انه كان الى جنب النبى صلى الله عليه وسلم فمر به رجل فقال رجل انى لأحبه فى الله قال: قم فأعلمه، وقال الصلت بن محمد ثنا عمارة بن زاذان: عن ثابت عن انس عن النبى صلى الله عليه وسلم - نحوه، وقال يحيى بن موسى حدثنا ابن اسحاق (٢): حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت البنانى عن ابن سبيعة عن الحارث قال: مر رجل بالنبى صلى الله عليه وسلم - نحوه، وقال اسحاق ثنا سليمان بن حرب قال: ثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن حبيب بن سبيعة الضبعى عن الحارث عن رجل حدثه سمع النبى صلى الله

= حبيب بن شداد الآتى رقم (٢٦١٣) «احسبه مولى الزبير» - ح •

(١) فى التهذيب (٢ / ١٨٣) «حبيب بن زيد بن خلاد الأنصارى روى عن عباد بن تميم و انيسة بنت زيد بن ارقم و ليلى مولاة جدته ام عمارة ....» •

(٢) بهامش قط «يحيى بن اسحاق»، و هو صحيح هو يحيى بن اسحاق صاحب ابن المبارك عده المزى فى شيوخ يحيى بن موسى - ح •

اسی راوی حبیب بن سالم سے امام مسلم نے روایت لی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

398 (165/7) - كتاب الجمعة (٧/١٦٥) ٣٩٨

قَالَ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ مَوْلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ، بِـ: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝١﴾ [الأعلى]، وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ۝١﴾ [الغاشية].
قَالَ: وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ، فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضاً فِي الصَّلَاتَيْنِ.
[د= ١١٢٢، ت= ٥٣٣، س= ١٥٩٠، ق= ١٢٨١]

ان دو حوالوں سے ثابت ہوا کہ ہر محدث کے حدیث لینے کے شرائط وضوابط الگ ہیں ۔ ایک ہی راوی دو محدثین کو قبول اور نا قابل قبول ہو سکتا، یہی نکتہ شیعہ مناظر کی عقل میں بار بار بتانے کہ باوجود گھس نہیں رہا۔

غور فرمائیں امام بخاری رح **حبیب بن سالم** پر جرح کر رہے ہیں اور اسی راوی **حبیب بن سالم** سے امام مسلم روایت نقل کر رہے ہیں۔ مناظر صاحب! ضروری نہیں کہ سب محدث جب **منکر الحدیث** کو جرح مفسر کہیں تب وہ جرح مفسر ہو گی ۔ اب شاید بات سمجھ آگئی ہو۔

شیعہ مناظر کو ویسے ہی سمجھانا پڑ رہا ہے جیسے چھوٹے بچے کو قائدہ نورانی اور بغدادی پڑھایا جاتا ہے۔

کیا منکر الحدیث ہونا جرح مفسر نہیں؟

باب الطعن يلحق الحديث من قبل غير راويه ١٠٦

ومثال القسم الآخَر ما روي عن أبي موسى الأشعري أنه لم يعمل بحديث الوُضوء على من قهقه في الصلاة ولم تكن جرحاً لان ذلك من الحوادث النادرة فاحتمَل الخفاء. وأما الطعن من أئمة الحديث فلا يُقبل مجملاً لان العدَالة في

انقلبت تلك الرخصة عزيمة وهاهنا ليس في العزيمة تخفيف وفي الرخصة نوع تخفيف فانقلبت عزيمة.

قوله: (ومثال القسْم الآخَر) اي نظير القسم الآخر وهو ما يكون من جنس ما يحتمل الخفاء على الراوي. ما روي عن أبي موسى الاشعري رضي اللّه عنه انه لم يعمل بحديث القَهْقَهة وهو ما رَوى زيد بن خالد الجهني رضي اللّه عنه قال كان النبي ﷺ يُصلي بأصحابه إذ اقبل اعمى فوقع في بئر او زبية فضحك بعض القوم فلما فرغ عليه السلام قال: «من ضحك منكم قهقهة فليُعد الوُضوء والصلاة» ثم لم يوجب ما ذكر عن ابي موسى إن ثبت جرحاً في الحديث لان ما رواه زَيد من الحوادث النادرة فاحتمل الخفاء على ابي موسى فلذلك لم يعمل به. على انا لا نسلم انه لم يعمل به فإنه قد اشتهر عن أبي العالية رواية هذا الحديث مُسنداً ومرسلاً عن ابي موسى كذا في «الاسرار» ولم يُنقل عن احد من الثقاة انه ترك العمل به فالظاهِر ان ما ذكروه غير ثابت.

ثم في هذا القسم لم يخرج الحديث عن كونه حجة لان الحديث الصحيح واجب العمل به فلا يترك العمل به بمخالفة بعض الصحابة إذا أمكن الحمْل على وجه حَسن وقد امكن هاهنا بان يقال إنما عمل او افتى بخلافه لانه خفي عليه النص ولو بلغه لرجع إليه فالواجب على من بلغه الحديث بطريق صحيح ان يُعمل به.

قوله: (وأما الطعن من أئمة الحديث فلا يُقل مجملاً) اي مبهماً بان يقول هذا الحديث غير ثابت او منكر او فلان متروك الحديث او ذاهب الحديث او مجروح او ليس بعدل من غير ان يذكر سَبب الطعن وهو مَذهب عامة الفقهاء والمحدثين. وذهب القاضي ابو بكر الباقلاني وجماعة إلى ان الجَرْح المطلق مَقبول لان الجارح إن لم يكن بصيرا بأسباب الجرح فلا يصلح للتزكية وإن كان بصيراً بها فلا معنى لاشتراط بيان السبب إذ الغالب مع عدالته وبصيرته انه ما اخبر إلا وهو صادق في مقاله واختلاف الناس في أسباب الجرح وإن كان ثابتاً إلا ان الظاهر من حال العدل البصير باسباب الجرح ان يكون عارفاً بمواقع الخلاف في ذلك فلا يطلق الجرح إلا في صورة علم الوفاق عليها وإلا كان مُدلّساً مُلبساً بما يوهم الجرح على من لا يعتقده وهو خلاف مقتضى العدالة. الا ترى ان التعديل المطلق مقبول؟ بان قال المعدل هو عدل او ثقة او مقبول الحديث او مقبول الشهادة فكذا الجرح المطلق. ولعامّة العلماء ان العدالة ثابتة لكل مُسلم باعتبار العقل والدِّين

وذهب القاضی ابوبکر باقلائی وجماعة الي ان جرح مطلق مقبول۔

ترجمہ: قاضی ابو بکر الباقلائی اور جماعت اس کی طرف گئی ہے کہ جرح مطلق قبول ہے۔

اس حوالے نے تو قصہ ہی ختم کر دیا۔ آپ نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار دی !

جو بھی روایت منکر کو ذکر کرے اسکے نام کو ضعیف راویوں میں ذکر کیا جائے تو اس صورت میں محدثین میں سے کوئی بھی سالم و صحیح نہیں بچے گا۔(لسان المیزان)

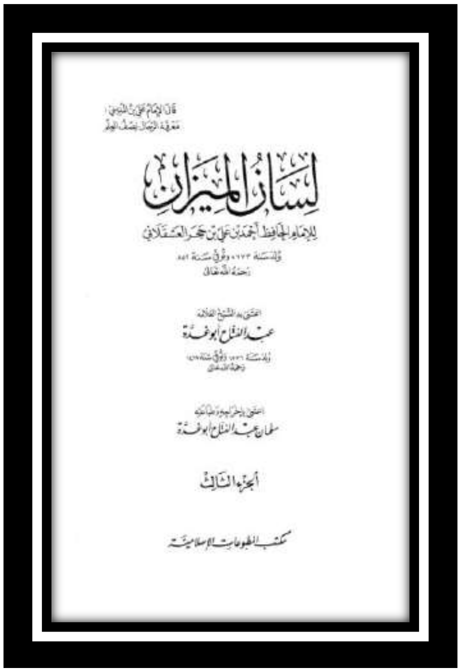

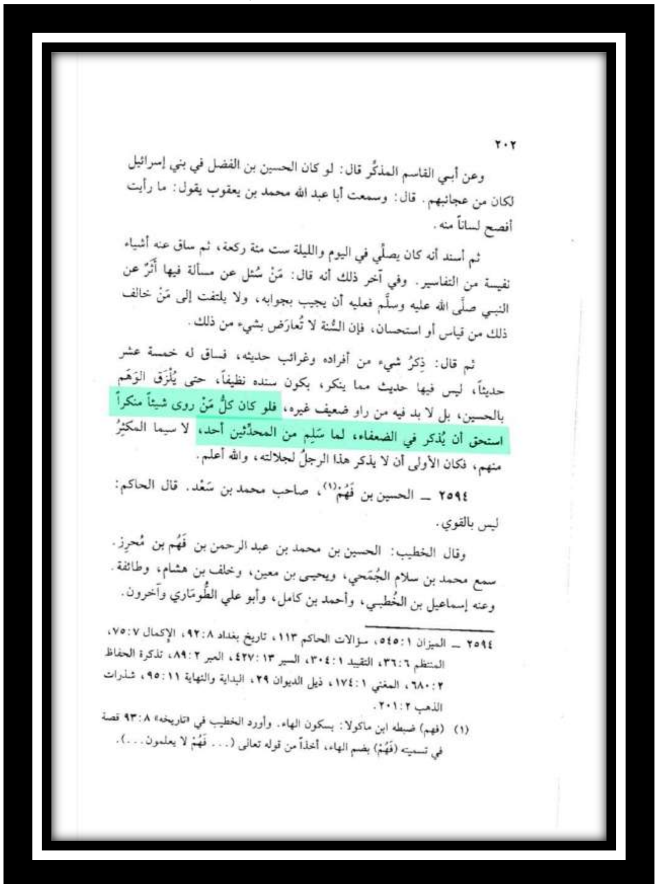

٢٠٢

وعن أبي القاسم المذكِّر قال: لو كان الحسين بن الفضل في بني إسرائيل لكان من عجائبهم. قال: وسمعت أبا عبد الله محمد بن يعقوب يقول: ما رأيت أفصح لساناً منه.

ثم أسند أنه كان يصلِّي في اليوم والليلة ست مئة ركعة، ثم ساق عنه أشياء نفيسة من التفاسير. وفي آخر ذلك أنه قال: مَنْ سُئل عن مسألة فيها أثَرٌ عن النبي صلَّى الله عليه وسلَّم فعليه أن يجيب بجوابه، ولا يلتفت إلى مَنْ خالف ذلك من قياس أو استحسان، فإن السُّنة لا تُعارَض بشيء من ذلك.

ثم قال: ذِكرُ شيء من أفراده وغرائب حديثه، فساق له خمسة عشر حديثاً، ليس فيها حديث مما ينكر، بكون سنده نظيفاً، حتى يُلْزَق الوَهَم بالحسين، بل لا بد فيه من راو ضعيف غيره، فلو كان كلُّ مَنْ روى شيئاً منكراً استحق أن يُذكر في الضعفاء، لما سَلِم من المحدِّثين أحد، لا سيما المكثِرُ منهم، فكان الأولى أن لا يذكر هذا الرجلُ لجلالته، والله أعلم.

٢٥٩٤ ــ الحسين بن فَهْمْ(١)، صاحب محمد بن سَعْد. قال الحاكم: ليس بالقوي.

وقال الخطيب: الحسين بن محمد بن عبد الرحمن بن فَهْم بن مُحرِز. سمع محمد بن سلام الجُمَحي، ويحيى بن معين، وخلف بن هشام، وطائفة. وعنه إسماعيل بن الخُطبي، وأحمد بن كامل، وأبو علي الطُّومَاري وآخرون.

٢٥٩٤ ــ الميزان ١:٥٤٥، سؤالات الحاكم ١١٣، تاريخ بغداد ٨:٩٢، الإكمال ٧:٧٥، المنتظم ٦:٣٦، التقييد ١:٣٠٤، السير ١٣:٤٢٧، العبر ٢:٨٩، تذكرة الحفاظ ٢:٦٨٠، المغني ١:١٧٤، ذيل الديوان ٢٩، البداية والنهاية ١١:٩٥، شذرات الذهب ٢:٢٠١.

(١) (فهم) ضبطه ابن ماكولا: بسكون الهاء. وأورد الخطيب في «تاريخه» ٨:٩٣ قصة في تسميه (فَهُمْ) بضم الهاء، أخذاً من قوله تعالى (... فَهُمْ لا يعلمون...).

سنی مناظر: یہ ان کی اپنی تحقیق ہے۔پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ سب محدثین کا کسی ایک راوی پر جرح یا تعدیل پر متفق ہونا ضروری نہیں ہے جس کی مثال میں نے راوی **حبیب بن سالم** کی پیش کی ہے۔

شیعہ مناظر: امام بخاری کا منکر الحدیث راویوں سے نقل کرنا دلیل ہے کہ منکر الحدیث مفسر کلام نہیں۔

سنی مناظر: میں اس کا رد بھی کر چکا ہوں۔امام بخاری رح کا منکر الحدیث کو حجت نہ سمجھنا یہ بات ہمارے لئے حجت ہے؟ میں ثابت کر چکا ہوں کہ امام بخاری رح منکر الحدیث کو قابل حجت نہیں مانتے بلکہ اس کو مردود کہتے ہیں۔کیا **احمد بن شبیب** کو خود امام بخاری رح نے بھی منکر الحدیث کہا ہے؟میں نے جو حوالہ پیش کیا ہے وہ خود امام بخاری سے دیا ہے آپ بھی مہربانی کر کے اس راوی کو امام بخاری سے منکر الحدیث ثابت کریں۔

آپ دوران مناظرہ مسلسل بداخلاقی اور بدگوئی کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔میں نے کوشش کی بدزبانی کروں مگر غلط الفاظ پتہ نہیں کیوں میری زبان سے نہیں نکل سکے،اور ویسے بھی ایک عالم اور جاہل کے درمیان فرق ہونا ضروری ہے۔

آپ نے ایک راوی **عکرمہ** کی بات کی ہے۔ کیا **عکرمہ** کو خود امام بخاری رح نے بھی کذاب کہا ہے؟

ابن ابان کا تساہل اور متشدد رویہ:

آپ کو عقل کی اشد ضرورت ہے۔ آپ نے ابن ابان کے جرح و تعدیل اور ان کے اصول و ضوابط پر بات کی تھی۔ اسی لئے میں نے ان کے تساہل کی تفصیل **تدریب الراوی** سے پیش کی ہے۔ مگر عقل شرط ہے سمجھنے کے لیے جو آپ میں نہیں ہے۔ راوی پرکھنے کا معیار ہر محدث کا اپنا اپنا ہوتا ہے۔ کیا ثقہ راویوں پر دوسرے محدثین جرح نہیں کرتے؟

شیعہ مناظر: متشدد عالم کی جرح قبول نہیں ہوتی۔

سنی مناظر: کیا مطلقا قبول نہیں ہوتی!؟ یہ کہاں لکھا ہے؟ نشاندہی کر دو۔

شیعہ مناظر: ابن حبان کی جرح اُس صورت میں قبول ہو گی، جب کوئی اور متقدمین میں سے ایک راوی پر وہی جرح کرے گا جو ابن حبان نے کی ہے۔ یعنی ابن حبان اُس جرح میں انفرادی حیثیت نہ رکھتا ہو۔ لہذا سنی مناظر کو چیلنج ہے، ثابت کرے کہ کسی اور بندے نے بھی فضیل کو منکر الحدیث کہا ہو۔ اور فضیل بن مرزوق پر امام نسائی کی جرح مبہم ہے۔

سنی مناظر: آپ نے جو حوالہ پیش کیا ہے اس میں مذکور ہے کہ **مطلق جرح قبول ہے** اس کا کیا کریں؟

شیعہ مناظر: احناف کے ہاں جرح مبہم مطلقا قبول نہیں ہوتی۔

سنی مناظر: خود مطلق پر دلیل دے چکے ہو اب عدم قبولیت کی بات کر رہے ہو، عقل سے بلکل پیدل ہو گیا؟

شیعہ مناظر: امام بخاری نے کب کہا فضیل منکر الحدیث ہے؟

سنی مناظر: اگر امام بخاری کا خود کہنا ضروری ہے تو احمد بن شبیب کو بھی امام بخاری رح سے منکر الحدیث ثابت کرو؟

شیعہ مناظر: آپ کو چیلینج ہے۔ فضیل بن مرزوق کو بخاری سے منکر الحدیث ثابت کر کے دکھاؤ؟

سنی مناظر: میں نے فضیل کے بارے میں ایسا کچھ نہیں کہا۔ **منکر الحدیث ضعیف ہے یا نہیں اس پر بات ہو رہی نہ کہ امام بخاری نے اس کو منکر الحدیث کہا ہے یا نہیں۔**

شیعہ مناظر: فضیل بن مرزوق پر کوئی جرح مفسر ثابت ہی نہیں لہاذا امام مسلم نے اس سے روایت نقل کی ہے۔

سنی مناظر: میں حوالہ دے کر ثابت کر چکا ہوں کہ سب محدثین کے جرح و تعدیل کے اصول اور شرائط و ضوابط الگ الگ ہیں، ضروری نہیں کہ جس راوی کو امام مسلم نے ضعیف کہا ہو، اسی راوی کو امام بخاری بھی ضعیف کہے۔

سنی مناظر کی طرف سے گفتگو کا خلاصہ

1۔ شیعہ مناظر اپنی دعویٰ ثابت نہیں کر سکا۔ جناب کا دعویٰ تھا کہ وہ ملکیت رسول ﷺ ثابت کرے گا، مگر آخر تک ملکیت ثابت نہیں کر سکا۔ الحمدللہ۔ اہلسنت روایات میں جہاں مذکور ہے کہ باغ فدک **خاص** رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے، اس سے مراد خاص نبی کی ذمہ داری ہے کے اس مال کو سنبھالے تا کہ عین قرآن کے مطابق اس کی آمدنی خرچ کی جاسکے۔ خاص کا مطلب بطور سنبھالنا ہے نہ کہ ذاتی ملکیت بصورت دیگر باغ فدک کے متولی ہر دور میں بدلتے نہ رہتے۔ میرے دلائل کا رد آخر تک موصوف نہیں کر سکا۔

2۔ فدک کے ہبہ والی روایت میں ایک راوی فضیل بن مرزوق تھا جو شیعہ ہے۔ ہبہ والی بات اپنے مذہب کی تائید میں بیان کر رہا ہے جو کہ سنی و شیعہ مسلمہ اصول کے مطابق قابل قبول نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اگرچہ فضیل بن مرزوق ثقہ اور صحیح مسلم کا راوی ہے، میں اسی راوی پر جرح مفسر بھی پیش کر چکا ہوں، جبکہ شیعہ مناظر نے اس راوی کی تعدیل پیش کی ۔ جرح و تعدیل کے اصولوں کے مطابق جرح کے سامنے تعدیل کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ خود شیعہ مناظر کے اسکینز سے بھی دکھا دیا، ان کے پیش کیے ہوئے اسکین میں بھی مذکور ہے کہ **جرح مطلق قابل قبول ہے۔**

3۔ گواہ والی روایت کا رد صرف اہلسنت کتب سے نہیں بلکہ شیعہ کتب سے بھی میں نے پیش کیا، جس پر شیعہ مناظر صرف بدگوئی کرتا رہا لیکن کوئی علمی جواب نہیں دیا۔

4۔ دوران مناظرہ شیعہ مناظر نے اپنی مقرر کی گئیں شرائط کو بھی بار بار توڑا۔ اہلسنت مقدسات کی توہین کی اور بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے مجھ پر کئی بار ذاتی حملے بھی کئے۔

5۔ میں نے ثابت کیا کہ نہ صرف اہلسنت بلکہ فضیل بن مرزوق کا شیعہ ہونا خود شیعہ کتب میں بھی مذکور ہے۔

6۔ اہلسنت و اہل تشیع کے ہاں متفقہ طور پر تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ بدعتی کی وہ روایت جو اس کے مذہب کی تائید میں ہو وہ قابل قبول نہیں کی جاتی۔

ان تمام دلائل و نکات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شیعہ مناظر اپنے دعوے پر کوئی مضبوط دلیل نہیں رکھتا۔ باغ فدک کے معاملے میں اہل تشیع کا مؤقف باطل اور اہلسنت مؤقف حق بجانب ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ